U56369 Date- 9-1-10

Title - SRI UPAASNI GEETA ALMAROOF NAGHMA-E-TAUHEED

Author - Shri Sadguru Yogiraj Upasni Baba Maharaj Saakori.

Publisher - Matabug Dakan Lar Poost Press (Hyderabad).

Date - 1926.

Pages - 201

Subjects -

سری اُپاسنی گیتا

المعروف

نغمۂ توحید

سری سچدانند سدگرو یوگی راج اُپاسنی بابا مہاراج ساکوری کے زرّیں درِ منثور اقوال

مرتبہ

رائے بھوانی پرشاد مہتمم رسالہ "سائیں کی صدا" یا "امرت بانی"

باہتمام

رائے مادھو پرشاد

مطبوعہ دکن لا رپورٹ پریس جامباغ حیدرآباد

باراول (۱۰۰۰) جلد (قیمت مجلد ایک روپیہ دس آنہ)

غزل

در مدح سری سچدانند سنگرو اُپاسنی باباجہاراج

غریبوں کے ہو دیا دان اُپاسنی بابا
برھم کے ہو تم ہی شان اُپاسنی بابا

کرشن روپ تم ہی ہو۔ تم ہی ہو رام سروپ
سروجگ کے ہو تم جان اُپاسنی بابا

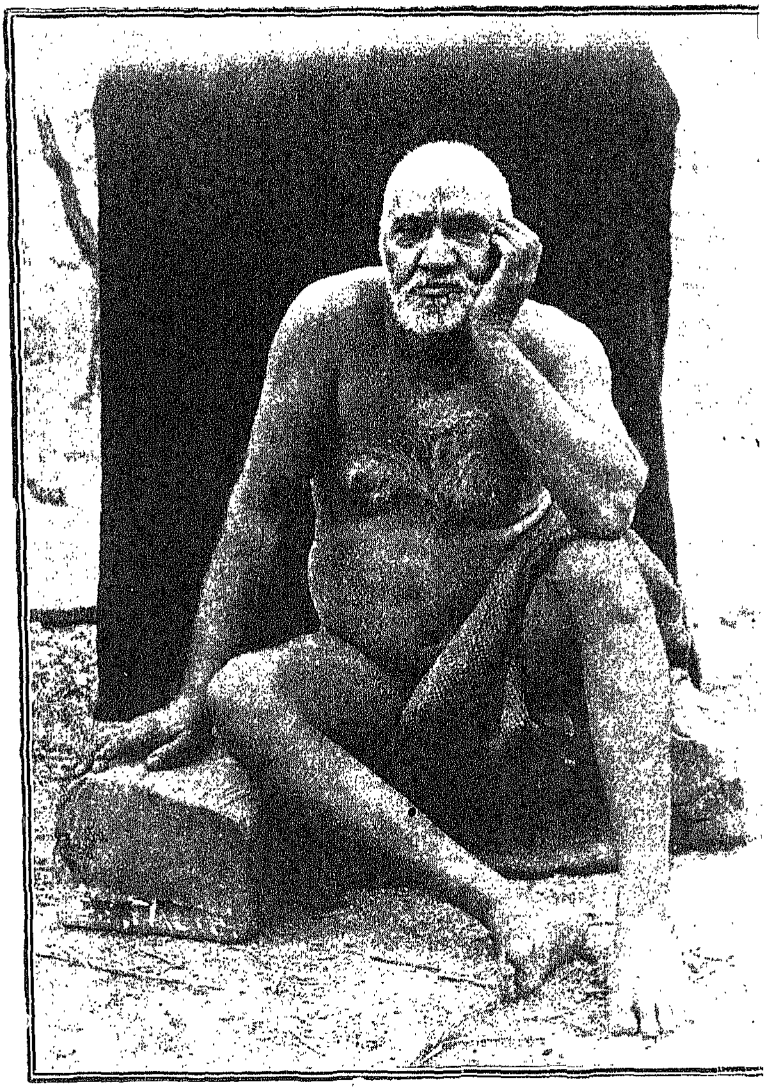
دوئی کو میٹ کے تم ایک ہو گئے ہو پربھو
تمہاری شان کے قربان اُپاسنی بابا

ہنود ہوں کہ مسلمان پارسی کہ یہود
تمہارا کرتے ہیں سب مان اُپاسنی بابا

شرن میں آ کے پڑا ہے تمہارا شاد فقیر
کچھ اُس کو دیجیے اب دان اُپاسنی بابا

فہرست

مضامین سری اُپاسنی گیتا



श्री सद्गुरु योगिराज उपासनी बाबा महाराज, साकोरी।

(الف)

ملک محمد ابراہیم چشتی وصدیقی

پرستاونا

بھید

اشلوک بھگوت گیتا

یدا یدا ہی دہرمسیہ گلانربھوتی بھارت
ابھیتھانم دہرمسیہ تدآتمانم سرجامیہم

دوہا

پاوک روپی رام ہے گھٹ گھٹ رہا سمائے چت چکمک لاگے نہیں تا سے بجھ بجھ جائے

کرم بھوگ (نتیجۂ اعمال) بھوگنے کے لیئے منشیہ (جسم انسانی) جنم لینا پڑتا ہے اُس میں پاپ کرم (افعال وگناہ) سے جو دُکھ (مصیبت) کا پرسنگ (موقعہ) بھوگنا پڑتا ہے اور وہ دُکھ جب انتہاہ (بیحد) ہو جاتا ہے اور سہن شکتی (قوتِ برداشت) نہیں رہتی اُس سمے (وقت) آدمی گھبرا کر تپن (سوزش) بجھانے کے واسطے بہت بھٹکتا ہے اور کسی ست پرش مہاتما (فقیر یا بزرگ) کے شرن (قدوم) جا کر اُن سے اپنی چنتا (فکر) اور انتہاہ دُکھ (بے انتہا تکالیف) کے نوارن (رفع کرنے کی پرارتھنا (معروضہ) کرتا ہے اور اس کے دور کرنے کے لیئے بھجن پوجن سمرن (یاد و پرستش الہی) - کیرتن (کتھا) اتیادی (وغیرہ) سیوا (خدمت) میں نت پر رہکر آ گیا انوسار (حکم پر) چلکر اپنے دکھ نوارن (مصیبتوں کا خاتمہ) کر لیتا ہے ان کے یہاں وہ آدمی جاتا ہے جو دُکھوں (مصیبتوں) سے گھبرا ہوا ہو اور سنکٹ (سختی) دوسرے کسی اپائے (تدبیر) سے نہیں ہو سکتی۔ سنسار (دنیا) کے انتہاہ ساگر

(ب)

(بحر بے پایاں) میں کامنا والے جیو (خواہش والے افراد) ایسے ہی ہیں جیسے چھوٹے چھوٹے جلچر (آبی جانور) سمندر میں ہوتے ہیں جس کی ایک ایک ترنگ (موج) کے تھپیڑوں سے یہ ادھر ادھر ہو جاتے اور بہتے رہتے ہیں سوتنتر (بذاتہ) ان میں کوئی شکتی (قوت) نہیں ہوتی یہی دشا (حالت) ان تمام جیو مانزوں کی ہے۔ وہ کامنا والے سمندر ترنگوں میں بہے جا رہے ہیں اور کنارے سے اتنے دور جا پڑے ہیں کہ وہاں تک پہونچنا کٹھن (دشوار) ہو گیا ہے ایسے سمے (وقت) میں جو کبھی یا اتھوا ست پرش پورن سچدانند روپ (فقیر کامل) مہاتما یا ست گرو ملجائے تو اس سے ایسا سنتوش (تسکین) ہوتا ہے جیسا کہ جلتی ہوئی اگنی (آگ) سے بچائے جانے پر آدھار کے بنا کسی منشیہ (انسان) کے جیون (زندگی) کی سماپتی (خاتمہ) نہیں ہوتی۔ نہ آہت (حرص) اتھوا (یا) موہ جال (دام حرص وہوا) کی نورتی (دفعیہ) ہوتی ہے۔ اسی کارن (وجہ) ایسے ست پرش مہاتما کے چرنوں (قدموں) کو ڈھونڈھتے ہوئے ہزاروں لاکھوں میں پر اپتی (حصول مقصد) کسی ایک ٹھکانے جہاں من رم جائے۔ جہاں شانتی کی ہوا چلتی ہو اپنے چت (خیال) کا چنچل (غیر قائم) گھوڑا باندھکر وہیں کے ہو جاتے ہیں اور اسی مہاتما کے آدھار پر اپنا جیون (زندگی) سنتوش پوروک (قناعت کیساتھ) سماپت (ختم) کرتے ہیں۔

ست پرش یا مہاتما وہ پوتر جیون (متبرک ہستی) ہیں جنہوں نے باہیہ (بیرونی) اور سنسار کے سب سکھوں (دنیوی جملہ لذات) کو ناشوان (فانی) سمجھکر تچھ (ناچیز) جانا جن کی درشٹی (نظر) میں تنکے سے لیکر برھم پدوی (انتہائی مدارج آخری) کے سکھ تک کی کچھ گنتا (شمار) نہیں رہی اور جو اپنے آتما نند (سرورذات) کے اتھاہ (بیحد) اور اچل (غیر متزلزل) سکھ کے آنند میں مگن رہتے اور سنسار کے دکھی منشیوں کو شانتی اور سنتوش (صبر و قناعت) دیتے ہیں۔ مہاتماؤں (عارف کامل) کی مہیما برنن کرنا (عظمت کا بیان کرنا) سلبھ (آسان) نہیں ہے یہ وہ ادبھت اونار (غیر معمولی) اور الیشور روپ (واصل ذات حق) ہیں جنکا پارا وار

نہیں۔ ان کی مہما (عظمت) میں کئی گرنتھ (کتب) لکھے جا چکے ہیں۔ کئی رشیوں منیوں کے واکیہ (اقوال) ہیں۔ کئی کوی (شاعر) نرالی نرالی ریت (طریق) سے اسکا برنن (بیان) کر چکے ہیں پرنتو (لیکن) آجتک یہ کسی سے بھی نہ ہو سکا کہ کوئی چھاتے پر ہاتھ دہر کر یہ کہہ سکے کہ اُس نے سنتوں کی مہما کو جانا یا ورنن (بیان) کیا۔

دوہا

(پھول ہیں) (سب میں بھرا ہوا ہے)

پہُپ مدھیہ جیوں باس ہے ویاپ رہا سب ماہیں

سنتوں ماہیں پائیے اور کہیں کچھ ناہیں

سری پرم ہنس پری براجیکا چاری شنکر آچاریہ سوامی جی مہاراج پرم سنت کبیر داس جی سری نانک دیو جی۔ سری دادو جی۔ سری گیان دیو مہاراج۔ سری نامدیو مہاراج سری جنار دہن سوامی۔ سری ایکناتھ مہاراج۔ سری سمرتھ رام داس مہاراج۔ سری تکارام مہاراج۔ سری اکلکوٹ سوامی۔ سری مانک پربھو مہاراج۔ سری نلوبا مہاراج اتیادی پرم سنت ایسے پوتر (متبرک) نام آپ نے سُنے ہونگے جنہوں نے دہرم کی سہایتا (حمایت) کر کے ہزاروں منشیہ جیون (انسانی افراد) کا اُدھار (نجات) کیا۔ سینکڑوں برس ہو چکے ان ناموں پر تن۔ من۔ دھن (جان۔ دل۔ دولت) ارپن (نثار) کرنے والے لوگ اب بھی اس سنسار (دنیا) میں بہت سارے ملینگے اُن کی مہما اتنی ہی نہیں ہے جنہوں نے ان سے پکا سنبندھ (تعلق) جوڑ دیا ہے اُن بھگتوں کو ایہک سکھ (راحت دنیوی) کا لابھ (فائدہ) دیکر پیچھے پرم کلیان کاری (نافع حقیقی) ایشور کے دھام (ٹھکانے) کو بھی پہنچا دیتے ہیں۔ کیول (صرف) شردھا پورک (اعتقاد) اُنکے آگیا انوسار (موافق منشاء) چلنا ضرور ہے اسکے واسطے پانڈو وغیرہ ذخیرہ کے داخلے بہت سے ہیں۔ بہت دور جانے کی ادسکتا (ضرورت) نہیں۔ ڈھائی تین سو سال کی بات ہے کہ راجہ شیواجی نے سری سمرتھ رام داس مہاراج کی آگیا پالن کی (حکم مانا) اور ایسے راج کا آرنبھہ (آغاز) کیا جس کا نام ابھی تک لوگ بڑی

مریادا (عزت) سے لیتے رہتے ہیں اور جس سے بھارت ورش کے ہزاروں لاکھوں آدمی ادھرم امریادا (خلاف احکام مذہب) سے بچ گئے۔ یہ کیا تھا۔ کیول ایک پورن ست پرش کا آدھار۔ یہ سنسارک بیوہار کی بات ہوئی۔ پرمارتھک اور پرلوک کا سدھار ہونا یہ نشچے (یقینی) ہی ہے اور سنت مہاتماؤں کے ایک اشارے میں سب بیڑا پار ہوتا ہے۔ یہی سنگرو ہوتے ہیں جو ہزاروں لاکھوں برسوں کے پاپوں اور ان کے سنسکاروں (گناہ اور ان کے اثرات) کو چھن (لمحہ) بھر میں ملیا میٹ کر کے سدا سرودا آنند روپ وگیان سروپ کی ستھتی پراپت کرا دیتے ہیں گوسائیں تلسی داس جی نے کیا اچھی چوپائی کہی ہے اور کس زور سے کہا ہے جو بچار (غور) کرنے یوگیہ (قابل) ہے۔

چوپائی

(دہنوی ندی) — (برہما) (مہادیو) (برابر)

گرو بن بھو ندی ترا نہ کوئی — جو ورنچی شنکر سم ہوئی

اس میں کوی (شاعر) نے اسپشٹ روپ (عیاں طور پر) سے یہ دکھا دیا ہے کہ برہما اور شنکر کے سماں (موافق) بھی کوئی کیوں نہ ہو وہ بنا گرو (مرشد) کے تر نہیں سکتا۔ بھوساگر (بحر دنیا) ترنا بہت کٹھن ہے اور آج تک کسی نے بھی گرو یا ست پرش کی سہایتا (امداد) کے بغیر اس سے نہیں ترا۔

حیدرآباد کا پراچین (قدیم) نام بھاگ نگر ہے یہ بھاگ نگر کے بھاگ ہیں کہ اوپر کہے ہوئے سنت (فقرا) اونچی ستھتیوں (مقاموں) میں پہنچا پورن اوستھا (حالت کامل) والے پرم پوجیہ سری (مہا) ستگرو ایانی بابا مہاراج نے ساکوری سے بھگتوں کے ادّھار (فیض رسانی کامل) کے نمت (کیلئے) بھاگ نگر میں ادھک ماس تاریخ ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء میں پدھار کر (قدم رنجہ فرما کر) ہزاروں منشیوں (انسانوں) کو درشنوں سے کرتارتھ (فیضیاب) کیا۔ اس کٹھن سمے (نازک وقت) میں ایسے پری پورن مہاتماؤں کا ملنا دُرلبھ (مشکل) ہے بلکہ ان کا پتہ چلنا مشکل ہے۔ یہ بھی ہو جائے تو درشن (دیدار) ہونا سمبھو (ممکن نہیں) ہے۔ درشن ہو جائیں تو اپدیش یا پروچن (نصائح) سننے کا سمے (موقعہ) بڑے بھاگ (خوش قسمتی) سے ہوتا ہے۔ جن انہوں کی سدا ہانت داکیوں (اقوال) ... کے سننے کا ...

منشیوں کو اوسر (موقعہ) ملا ہے وہ جنم بھر اپنے بھاگ (قسمت) کو سراہیں تو کم ہے۔ کہاں واسنا یدھ (خواہشوں سے ملوث) تچھ جیون والے (ناچیز زندگی والے) سادھارن منشیہ (معمولی انسان) اور کہاں پورن برہم اوستھا کے پدوی (ذات حق کے واصل) پربراجمان جیون مکت یوگی راج (مرتاض کامل) ہزاروں منشیہ (انسان) لاکھوں کے ادھیکاری (مالک) بیشمار روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برسوں ترستے ہیں۔ پرنتو یہ یوگ (موقعہ) نہیں آتا۔ لوگ تیرتھ درت (روزہ اور مقامات تبرک) جپ تپ (ورد اور ریاضت) کرتے ہیں۔ انکی بہی سنت مہاتماؤں کے چرنوں کے بنا گتی (انجام نیک) نہیں ہوتی۔

دوہا

کوٹی کوٹی تیرتھ کرے کوٹی کوٹی کرو دھام ۔ جب تک سادھو نہ سیوے (خدمت کری) تب تک کاچا (کچا) کام

یہ بھاگ نگر کے بھاگ (قسمت) ادے (طلوع) ہوئے تھے۔ سری ست گرو بابا مہاراج نے بچار کر اپنے بھگتوں (معتقدوں) پر پریم کرپا (مہربانی) اور دیالتا (رحم وکرم) کی۔ ہم سری بابا مہاراج کی استتی کرنیکی سراہنا کریں تو یہ چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ سری بابا مہاراج حیدرآباد میں دوماس (دو مہینہ) تک رہے پہلے بیگم پیٹھ اور پھر کیشوگری میں باس (قیام) رہا۔ سری بابا کی کچھ کہنے کی اچھا (خواہش) نہیں تھی پرنتو سب لوگوں کی بنتی (التجا) سچی بھگتی (عقیدت) کی اچھا دیکھکر پرسنگ پرسنگ (موقعہ موقعہ) پر بولتے رہے۔ امرت روپی اپدیش پرکھا (نصائح کی بارش) جو کچھ اور جب کبھی ہوئی ہے اسکا آنند (لذت) کیا ورنن (بیان) ہو سکتا ہے۔ چار چار چھ چھ گھنٹوں تک صبح اور شام آرتی کے آگے اور بعد بیرا اپدیش (نصیحت) ہوتا تھا۔ حیدرآباد میں مرہٹی جاننے والے کم ہوتے اور ہندی اردو پرچار (رواج) زیادہ ہونے سے سری بابا مہاراج ہندی میں پرو چن (سلسلہ تقریر تصوف) کرتے رہے شہر کے بڑے بڑے پوجیہ ادھیکاری (واجب التعظیم) راجہ مہاراجہ بھی پدھار کر اس سے لابھ (فائدہ) اٹھاتے تھے۔ ان اپدیشوں کا لکھنا بہت کٹھن تھا اور ایک آدمی کا کام نہیں تھا پرنتو حیدرآباد کی بھگت منڈلی نے یہ بچار کرکے کہ پورے پورے واکیہ لکھہ لیئے جائیں اور کوئی بات چھوٹ نہ جائے اس کام کو اپنے ہاتھوں لیا۔ رائے بنسی دھر صاحب۔ رائے گرپرشاد صاحب داماد رائے شاہ لال صاحب

رائے بہادر پریتھی راج صاحب خلف رائے بہادر رائے صاحب ونیز راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت بیکنٹھ باشی وڈے بیٹے ومہرجنا مشیر زادہ رائے شاہدلال صاحب کا نام لکھنے ہو گیا ہے کہ ان کے پرشار تھ اور اُپکار (کوشش اور رفاہ) سے یہ سب اپدیش پورا پورا لکھا گیا۔ سری بابا کے اپدیش جگت کے لوگوں کیواسطے بہت کلیان کاری (نفع بخش) سمجھ کے بہت سے سجنوں (نیک حضرات) نے انکی پرسدھی (اشاعت) کیواسطے اچھا (خواہش) کی اور سری بابا مہاراج نے بھی کرپالو ہوکر اسبات پر انومتی (اجازت) دی انکی کرپا (مہربانی) سے ہی یہ پرسدھی کاریہ (کار اشاعت) پورن (انجام) ہونے پایا۔

اس گرنتھ (کتاب) کا نام جو سری اُپاسنی گیتا رکھا گیا ہے اسکا مرم (اصلی راز) یہ ہے کہ جو گیان اپدیش وبدیانت (تصوف) کے گوڑھ وشے (دقیق مضامین) اور انکا رہسیہ (راز) اسمیں پوری پورن (کامل) بھرا ہے وہ انمول (لاقیمت) اور پراُدھانیہ (مخصوص) ہے اور تھوڑے میں بہت درشٹ (منظر) ہوتا ہے ہمیں آشا ہے کہ اسکے پڑھنے والے پکش پات (تعصب) کو چھوڑ کر اسکا پورن لابھ (کامل فائدہ) اُٹھائینگے اور ہماری بھول چوک کو چھما (معاف) کرینگے۔ اس گرنتھ میں اُن بھگت جنوں کے بچن نہیں دئے جا سکے ہیں جنہوں نے سری بابا کے چرنوں میں ورڑھ وشواس (راسخ عقیدہ) سے اُن کو لکھکر سمے سمے پر ارپن (نذر) کیا ہے۔ انت میں ہم پریم سنت کبیر داس جی کے ایک انوبھوی دوہے کو جو ہمارے اس وشے کو پوری طرح سدھ (ثابت) کرتا ہے رسیا دکن کیلئے لکھکر اسکو سماپت کرتے ہیں۔

دُوہا

ہری سوں تو مت ہیت کر کر ہری جن سوں ہیت

مال ملک ہری دیت ہیں ہری جن ہری ہی دیت

اوم شانتہم

بھوانی پرشاد

سری سچدانند سدگرو اُپاسنی بابا مہاراج کی جے

سری سدگرو

اُپاسنی مہاراج کا اُپدیش

سری اُپاسنی گیتا

بتاریخ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء مطابق اشٹمی چیت زائد شکل پکش شکا ۱۸۴۸ موافق ۶ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۱۷ اسفندار سنہ ۱۳۳۵ ف روز یکشنبہ بمقام بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن بوقت آرتی دوپہر۔

پورا انگریز کس طرح بنتا ہے۔ برہمن کی جات رہت اوستھا (الغیرذات والی حالت) رہتی ہی۔ نوکری مالک کی مرضی کے موافق کرنی پڑتی ہے۔ نوکری کے واسطے برہمن اپنے پر جات (ذات) کا آروپ (اطلاق) کر لیتے ہیں۔ انگریز گیانی پرشوں (عقلمندوں) کا ہندو لوگوں کو

اپدیش (نصیحت)۔ برہمن اپنے پرجات (ذات) کا آروپ (اطلاق) کر لیتے ہیں اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ انتے متی ہی سا گتی ہی (وقت آخر انسان کی جیسی متی (عقل) ہوتی ہے ویسی اسکی گتی (عاقبت) ہوتی ہے۔

ہنسنے اور رونے دونوں کا مقام ایک ہی ہے مگر دونوں ایک ہی وقت نہیں ہوتے۔ ہنسنے کے وقت رونا نہیں ہوتا اور نہ رونے کے وقت ہنسنا ہوتا ہے۔ مگر کبھی کبھی ہنستے ہنستے بھی رونا آتا ہے۔ اور روتے روتے ہنسی آجاتی ہے۔

اپنے کو جسکی نوکری کرنی ہوتی ہے اسکی ریت (قاعدہ) اور اس کے ملک کی زبان اپنے کو برابر معلوم ہو تو ہی اسکی نوکری ملتی ہے۔ حیدرآباد میں اردو ویوہار (کاروبار) بہت چلتا ہے۔ راجہ بھی اردو زبان والے ہیں انکی نوکری اس شخص کو ہی ملیگی جس کو اردو آتی ہو۔ مرہٹی بولنے والے یا دوسرے مقام کے کسی شخص کو اس کی نوکری نہیں ملتی۔ انگریزی راج کے پہلے لوگ مرہٹی بولنے والے تھے۔ اور راجہ بھی مرہٹی ذات کے ہی تھے۔ اب انگریزی راج ہوگیا تو اس راج کی بھاشا (زبان) جسکو نہیں آتی اسکو اس راج کی نوکری بھی نہیں ملتی۔ انگریز سرکار کی نوکری کے لیئے لوگ انگریزی علم پڑھتے ہیں۔ اور سرکار ان کی پریکشا (امتحان) لیکر دیکھتی ہے کہ وہ برابر انگریز بن گئے یا نہیں۔ وہ جتنے پرمان (حد) سے انگریز بن گئے ہونگے اتنے ہی پرمان (حد) کی انکو نوکری دیجاتی ہے۔

پورا انگریز کسطرح بنتا ہے۔؟

انگریزی نوکری ملنے کی خواہش بہت لوگ کرتے ہیں اور اسکے لیئے انگریزی بھی سیکھتے ہیں۔ انگریز سرکار کہتی ہے کہ بھائی! پورے انگریز بن جاؤ تو پوری نوکری ملیگی۔ اگر صرف زبان ہی آجائیگی تو اتنی ہی نوکری ملیگی۔ یہ کسطرح؟ دیکھو! اگر کوئی مرہٹی آدمی مرہٹی قاعدہ سے چلے تو اسکو انگریز سرکار کی نوکری نہیں مل سکتی۔ یہاں "مرہٹی" لفظ سے ہندوستان کے سب ذات والے لوگ سمجھو۔ صرف مرہٹی ذات کے ہی نہیں۔

برہمن کی جات رہت استھا (بغیر ذات والی حالت) رہتی ہے

جو برہمن ہے اُسکو ذات نہیں رہتی۔ برہمن کسکو کہیں؟ جس کو ذات پات لاگو (متعلق) نہ ہو۔ مگر اس زمانہ کے جو برہمن ہیں۔ وہ جات پات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) کو بھول گئے ہیں۔ برہمن نامی جو حالت ہے۔ اُسکو کوئی ذات ہی نہیں رہتی۔ کسی طرح کی ذات جسکو لاگو (متعلق) نہ ہو۔ اُسکا نام برہمن ہے۔ اس زمانہ کے برہمن لوگوں کی جو ذات ہے وہ سچی نہیں ہے۔ صرف آروپ (اطلاق) کے موافق ہے ایسی برہمن کو اگر کبھی سرکار دربار میں سوال وجواب کرنیکا اتفاق ہو تو سرکار اپنے قاعدہ کے موافق سوال کریگی کہ تمھاری ذات کیا ہے؟

کچھ دنوں کے پہلے ایسا ایک واقعہ سُنا گیا ہے کہ ایک اچھا برہمن جات پات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) کو تھوڑا بہت سمجھنے والا تھا۔ سرکار کو اس سے کچھ سوال وجواب کرنے کی ضرورت پڑی۔ سرکار نے اُس سے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہے؟ اُس نے اپنا نام کہدیا۔ پھر سرکار کیطرف سے سوال ہوا کہ تمھاری ذات کیا ہے؟ ایسا سوال کو سُنکر برہمن کسیقدر سوچ میں پڑ گیا۔ وہ اپنے دل میں سوچنے لگا کہ میں تو برہمن کی حالت میں ہوں۔ ایسی حالت میں ذات کسطرح بولنی چاہیئے؟ مگر چونکہ سرکار کی جانب سے سوال کیا گیا تھا اس لیئے اُس نے جواب میں اپنی ذات برہمن کہہ دی۔ پھر سرکاری سوال ہوا کہ تمھارا پیشہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ برہمن کا۔ اس جواب سے سرکار کی تشفی نہیں ہوئی۔ سرکار نے پھر سوال کیا کہ برہمن کا پیشہ کیسا ہوتا ہے؟ برہمن نے جواب دیا کہ صاحب! آپ برہمن ہو جاؤ تو معلوم ہوگا۔

سرکار۔ ایسا جواب کیا دیتے ہو۔ تمھارا دھندا کیا ہے؟ وہ بولا۔

برہمن۔ صاحب ہم اور تمھارے مانند دھندا کرنے والے جو لوگ ہونگے وہ بولینگے۔ برہمن کا دھندا کسطرح بولا جائیگا؟ برہمن کا دھندا برہمن ہی جانے۔ اگر آپ برابر برہمن

رہتے تو آپ کی حالت ہمارے موافق ہوتی۔

سرکار۔ تم اپنا نام اور ذات تو بول دیئے تمھارا دھندا کیسا رہتا ہے۔ اور برہمن کے پیشہ میں کیا کرنا پڑتا ہے؟ یہ کیوں نہیں کہہ سکتے۔

برہمن۔ کیا یہ دھندا کوئی دوکانداری ہے؟ ذات اور پیشہ والے کو دوکانداری کا دھندا رہتا ہے۔ اسطرح ہمارا دھندا تھوڑا ہی ہے؟

سرکار۔ ہم ایسا نہیں پوچھتے ہمارا سوال یہ ہے کہ تم اپنا پیٹ کسطرح بھرتے ہو؟

برہمن۔ تمھارے جیسا کوئی شخص دیدیتا ہے اُس سے پیٹ بھرتا ہے۔ خاص برہمن کا پیشہ اور ویوہار (کاروبار) ہم کسطرح بولیں؟

الحاصل خاص برہمن کی حالت رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) ہوتی ہے۔ اور جات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) میں جو کچھ ویوہار (کاروبار) ہے وہ اسکو کرتا رہتا ہے۔ اُسکا وہ ویوہار (کاروبار) اُسکو ہی معلوم۔ دوسرا کیا سمجھیگا؟ یہ ویوہار (کاروبار) جس برہمن کو معلوم نہیں رہتا اُسکو بھی جات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) ہی رہتی ہے۔ لیکن اس کو ویوہار (کاروبار) میں لوگوں کے طریقہ سے چلنا پڑتا ہے۔ اپنا ویوہار (کاروبار) اُسکو معلوم نہیں رہتا اور لوگوں کے قاعدہ سے اس کو اپنا پیٹ بھرنے کا دھندا کرنا پڑتا ہے اسلئے اُسکو برہمن کی ذات بھی بولنی پڑتی ہے اور اس سے کسی بھی ذات کا ویوہار (کاروبار) کیا جاتا ہے۔ کسی بھی ذات کا کیوں؟ اسلئے کہ پہلے اسکی جات رہت اوستھا (بغیر ذات والی حالت) ہے جس واسطے کہ ذات کا آروپ (اطلاق) کر لیا۔ اُس واسطے مختلف دھندے اور ویوہار اُسکے پیچھے چلے آئے۔ برہمن کی اوستھا جات رہت ہو کر اُس نے ذات کا آروپ (اطلاق) اپنے اوپر کر لیا۔ وہ ذات آروپت (اطلاق کی ہوئی) ہونے پر بھی اُسنے پختہ کر لی۔ اور اس ذات کے موافق اُس نے اپنا ویوہار بھی الگ کر لیا۔ ایسا کیوں؟

تو اپنی واستوک (درحقیقت) جات رہت اوستھا ہونے پر بھی برہمن کی آروپت (اطلاق کی ہوئی) ذات تو ہوگئی۔ ایسی آروپت (اطلاق کی ہوئی) برہمن کی ذات میں کون سا ویوہار (کاروبار) کیا جانے پر جات رہت اوستھا پھر چلی آئیگی۔ اس کو سوچکر اُسی برہمن کی ذات والے جو بڑے بڑے لوگ ہوگئے ہیں اُنھوں نے ترکیب سے نیم (قاعدے) مقرر کردیئے۔ اور اُسی ترکیب (نیم) سے یگیہ یاگیہ۔ اشنان سندھیا پوجا ارچن سولہ اولا۔ وغیرہ۔ انتر باھیہ (اندرونی و بیرونی) پوتر (پاک وصاف) رہنے کا جو رواج لگا یا گیا ہے اُس سے برہمن کی جات رہت اوستھا پھر آجاتی ہے۔

اس سے یہ سمجھا کہ ان قاعدوں پر چلنے والے ہی برہمن دنیا کی پیٹھ پر بہت ہیں اور جات رہت اوستھا کے نہیں ہیں۔ پرتھوی (زمین) ماتا (ماں) ہے اسکی پُشت پر ایسے بھی بہت ہیں لیکن ذات کا آروپ (اطلاق) لیکر ویوہار کرنے والے کو جات رہت اوستھا والا معلوم نہیں ہوتا۔ جات رہت اوستھا میں جو شخص ہوگا وہی اپنے موافق آدمی کو پہچان سکتا ہے۔

نوکری مالک کی مرضی کے موافق کرنی پڑتی ہے

یہ تو سب برابر ہوگیا لیکن صرف ذات کا ابھمان (بڑائی) لے کر مختلف ذاتوں کا ویوہار کرنے والا ایسا جو برہمن ہوگا اُسکو سرکار کے سامنے سوال و جواب کے وقت اپنی ذات۔ دھندا۔ روزگار حالت۔ برابر بولنا ہی ضروری ہے۔ جات رہت اوستھا میں گھربندھن (بندش) نہیں رہتا۔ اور ذات والے کو گھربندھن رہتا ہے۔ گھربندھن کسکو کہتے ہیں؟ اپنی اپنی ذات میں جو قاعدے لگائے گئے ہیں اُنپر پوری طرح چلیں تو اُسکو گھربندھن کہتے ہیں۔ جات رہت برہمن کے واسطے تو کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ذات ہوکر اگر برہمن اپنی ذات کے قاعدے سے چلتے ہونگے تو اُن کے واسطے بھی بولنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ کسی جھگڑے اور کسی پنچایت میں نہیں

پڑتے لیکن برہمن کی ذات یا دوسری کسی ذات والے جو اپنی ذات کے قاعدہ پر نہ چلنے والے ہوں۔ اُن کیلئے بولنا ہے۔ کیونکہ وہ مختلف جھگڑوں اور پنچایتوں میں پڑتے رہتے ہیں۔ وہ ہی سرکار کے پاس نوکری مانگتے ہیں۔ دوکانداری وغیرہ وغیرہ دھندے کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ سرکار کے پاس نوکری مانگنے کیواسطے جائیں تو جسکی نوکری کرنی ہوتی ہے اُس کے موافق پیشہ اختیار کرنا اور اُنکی مرضی کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ بعض لوگ نوکری کر کے مالک کی مرضی پر نہیں چلتے۔ صرف اُن کا کام کرتے ہیں۔ سرکار کبھی اُنپر ناراض ہو تو اُس کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ تم جس کام پہ ہمکو مقرر کیئے ہو وہ کام ہی ہم سے لو۔ زیادہ فضول اور گھر کا کام ہم سے کیوں لیتے ہو۔ اور تم اپنے سوبھاؤ (مرضی) سے ہم کو کیوں چلاتے ہو۔ اسطرح جس کے پاس نوکری کرتے ہیں اُسکے ساتھ اڑا اڑی (گلہ شکوہ) کرتے ہیں لیکن ایسا سمجھو کہ جس کی نوکری کرنی ہے اُسکے سوبھاؤ (مرضی) سے چلنا اور وہ جو کام بولے اُس کے موافق کرنا ہی نوکری کا لکشن (علامت) ہے۔ مالک اُس کا کام دیکھکر خوش ہو جائے اور مالک کے سوبھاؤ (مرضی) کو دیکھکر اور اُسکے موافق چلکر اُسکو خوش رکھے ایسی نوکری کو ہی نوکری کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جو کام مالک نے مقرر کر دیا اُسکا تعلق مالک سے ہے۔ تو مالک جس طرح خوش رہے ایسا برابر چلن چلے تو سمجھنا چاہیئے کہ نوکری کا لکشن پورا ہو گیا۔ ایسی نوکری ہو گئی تو مالک بھی اُس نوکر کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اگر وہ نوکر ہی کبھی نوکری چھوڑ دینا چاہے تو اُس مالک کو تکلیف اور دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا نوکر پھر کبھی نہیں ملتا۔ اسلیئے اُس کو تنخواہ بھی راضی خوشی سے زیادہ دیتا ہے۔

اسطرح ایسا نوکر برہمن ہی کیوں نہ ہو۔ سرکار اُسکو نوکری دیگی۔ جب ایک وقت دیدیگی تو پھر اُسکو نکالے گی بھی نہیں۔ مگر برہمن لوگ برہمن کی ذات کا ابھمان (بڑا پنا) لیکر ابھی سیکھے ہوئے طریقے سے سرکار کی نوکری نہیں کرتے ایسا سرکار کے خیال میں آجانے سے سرکار اُن کو نوکری نہیں دیتی۔ اسکا مطلب کیا ہے؟ جسکی نوکری

کرتی ہو وہ راضی رہو ایسی حالت میں اپنی کو رہنا ضروری ہو انگریز سرکار کی نوکری کرتی ہو تو اُن کے موافق پیشہ اور سوبھاؤ رکھنا ضروری ہو جسقدر پرمان (حد) سے کوئی شخص انگریز لوگوں کے موافق ہوجائیگا اُس پرمان (حد) سے ہی سرکار اُسکو کام دیگی وہ تو سرکار ہی ہو وہ ایشور کے موافق ہو ایسا اُنکا ذکر میں نے بہت دفعہ کیا ہو ہم اب جس زمین (ملک) پر آئے ہیں۔ یہاں کے بادشاہ کا ذکر جو کبھی ہم کریں تو تم ایسے آنند میں آجاؤ گے اور تم کو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ اپنے جیسا معمولی آدمی نہیں ہو وہ ساکشات (خاص) بھگوان سائیں مولے ہے۔ ایسے اُس سائیں مولے کے چھتر (تاج) کے سایہ میں تم لوگ پڑے ہو۔ تو کیا تمھاری حالت ادھر اُدھر فضول ہوگی۔؟ کبھی نہیں ہوگی۔ وقت آجائیگا اور کوئی موقع ملیگا تو معلوم ہوگا کہ یہاں کا اپنا بادشاہ بہت آنند روپ ہے۔

نوکری کیواسطے برہمن اپنے پر ذات کا آروپ کر لیتے ہیں

القصہ کسی ذات کا بھی آدمی ہو۔ وہ جس پرمان (حد) کا انگریز بنیگا اُس پرمان (حد) کی نوکری سرکار اُسکو دیتی ہے۔ برہمن کو انگریز سرکار نوکری نہیں دیتی۔ انگریز سرکار کو یہ جو بدھی (عقل) ہوگئی ہے اس کا اور بھی ایک مخفی مطلب خیال میں آتا ہے ایسا سمجھو کہ انگریز سرکار کا جو پوشیدہ عقلمند شخص ہے وہ کہتا ہے کہ "انگریز سرکار! برہمن کو نوکری نہیں دینی چاہیئے اسلیئے کہ اُس نے اپنی جات رہت اوستھا ہونے پر ذات کا صرف آروپ (اطلاق) کرلیا ہے۔ برہمن لوگوں کی یہ ذات سچی نہیں ہے" یعنی اُن کی ایسی جھوٹی آروپت (اطلاق کی ہوئی) ذات چھوٹ جائے اور انگریزی حالت آجائے تو پھر اُنکو چاہیئے سو نوکری ملجائے گی۔ انگریز عقلمند شخص ایشور ہی ہے۔ اُس کو انگریز لوگ اور ایشور کے برہمن وغیرہ ہندو لوگ برابر ہی ہیں۔ ان برہمن وغیرہ ہندو لوگوں کو وہ جیسا اُپدیش (نصیحت) کر رہا ہے اور انگریز سرکار کو ایسی جو رائے دے رہا ہے کہ برہمن لوگوں کو نوکری نہیں دینی چاہیئے وہ برہمن کے واسطے اچھی ہی ہے کیونکہ جب

وہ اپنی اروپت (اطلاق کی ہوئی) چھوٹی ذات چھوڑ دیگر سابقہ جات رہت حالت میں آجا ئینگے تو اُن کیلیے دو راستہ کھلے ہو جائینگے۔ کیسے؟ ایک تو برہمن کی جاتی رہت اوستھا میں جو خاص راجیہ ہے۔ (اکھنڈ سکھ وبرتھ پدکا) (لافانی ذات درباست کا) وہ اُن کو مل جائیگا۔ ورنہ انگریزوں کے موافق دنیا کا راجیہ سکھ مطلوب ہو تو وہ بھی اُن کے اوتار میں جا کر اُن کی راجیہ کی نوکری وغیرہ کر کے اُدھر کا سکھ بھی مل جائیگا۔ ایسے دو راستہ اُن کے لیئے کھلے ہو جاتے ہیں۔ اسپر برہمن وغیرہ ہندو اگر اس انگریز سے ایسا کہینگے بس ہم انگریزی نوکری کے واسطے یا انگریزی سکھ حاصل کرنے کے لیئے اپنی ذات چھوڑ دیتے ہیں اور چھوڑ بھی دی ہے تو وہ عقلمند آدمی کہتا ہے کہ تم کہتے تو ہو کہ چھوڑ دیئے۔ مگر کس طرح چھوڑ رہے۔ صرف انگریزی لباس پہننے اور انگریزی زبان سیکھنے سے برہمن کی ذات تھوڑی ہی چھوٹتی ہے۔ اس سے تو تم پر وہ چھوٹی ذات قائم ہی ہے اور اوپر سے تم نے ہماری ذات زبان اور لباس لے لیا ہے۔ ایسا کرنے سے کیا تمہاری برہمن کی ذات چلی جا سکتی ہے؟ اس سے تو تم نے اپنے اوپر ڈبل جھوٹ کا آروپ (اطلاق) کر لیا۔ اس میں تم لوگوں نے کیا کما یا۔؟ اپنی سابقہ چھوٹی برہمن کی آروپت (اطلاق کی ہوئی) ذات قائم رکھکر اوپر سے ہماری ذات کا بھی جھوٹا آروپ تم اپنے اوپر کر لیتے ہو۔ اگر تمہارے دل میں آئے تو اور بھی کسی تیسری ذات کا آروپ اپنے پر کر لوگے۔ ایسے کتنے بھی آروپ کر لیں اور تم برہمن ذات کے ہیں" ایسا ابھمان (غرور) رکھیں تو پھر تمہارا وشواس (اعتبار) ہم کو کیسے آئیگا۔ تمہاری برہمن کی ذات جب بالکل نکل جائیگی اور تم پوری طرح ہمارے ہی بن جائو گے تو پھر تم میں کسی طرح کی جھوٹ نہیں رہیگی۔ تمہاری آروپت (اطلاق کی ہوئی) چھوٹی برہمن کی ذات نکلجا کر پہلی جاتی رہت حالت حاصل ہونے کے لیئے تمہاری ذات کے جو قاعدے مقرر کیے گئے ہیں اُنپر تم کو چلنا پڑیگا تب ہی

تم کو تمہاری جات رہت حالت پھر آ جائیگی۔ اور بعد میں تمہارا ادھیکار (اقتدار) بھی ہو جائیگا۔ کس چیز کے لیئے؟ برہم پد (ذات باری) کا۔ اکھنڈ سکھ (لافانی راحت) کا راجیہ ملنے کے لیئے یعنی اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کے واسطے۔ ورنہ اگر تمہاری خواہش ہوگی تو نوکری وغیرہ کے واسطے۔ انگریز کے موافق بننے کے واسطے۔ اگر تم ہماری اس بات کا خیال نہ کروگے تو ایسی ہی چھوٹی پر چھوٹی ذاتوں کے تم پر آروپ ہو کر تم لوگ نہ ادہر کے رہوگے نہ اُدھر کے۔ ایسی بھرشٹ (خراب) حالت میں تم لوگ بہت فضیحتی میں پڑوگے۔ یہ زمانہ ہی ایسا ہے کہ جو شخص انگریزی ذات میں ہوگا۔ اُسکو ہی راجیہ کا سکھ اور راجیہ کی نوکری وغیرہ کا سکھ ملتا ہے جیسا کہ پیشوائی زمانہ میں برہمن کا ہی راجیہ تھا۔ اس وقت دوسری ذات والا کہتا تھا کہ ہم راجیہ سکھ لیوینگے مگر برہمن کے سیوائے دوسری ذات والے کو راجیہ سکھ لینے کا ادھیکار (اقتدار) نہ تھا۔ برہمن ہی راجیہ کرنا ایشور کی منشا تھی۔ اُس وقت کسی بھی ذات والا جو برہمن کی ذات میں جنم لیتا وہی سکھ میں اور آنند رہتا تھا جب مسلمانی راجیہ تھا۔ اُس وقت دوسری ذات والے جن کو راجیہ سکھ کی خواہش تھی اُن کو اپنی ذات چھوڑ کر مسلمان کی ذات میں جنم لینا پڑا۔ شیواجی کے راجیہ کے وقت بھی ایسا ہی تھا۔ وہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ جو مرہٹہ تھا اُس کو ہی راجیہ سکھ کا انبھو (تجربہ) ملتا تھا۔

انگریز عقلمند شخص کا ہندو لوگوں کو اپدیش (نصیحت)

یہ زمانہ انگریزوں کا ہے۔ اس لیئے اے ہندو لوگو! اے برہمن لوگو! ہم کو تم بھی پیارے ہو اور انگریز بھی۔ لیکن ایشور کی منشا ہی ایسی ہے کہ اس وقت انگریزوں کی ہی مہما (عظمت) ہو جائے۔ اور دنیا کے سکھ کا حصہ انہیں ہی زیادہ رہے۔ اس لیئے اس وقت تم برہمن یا اور کوئی ہندو انگریزی میں کی بڑی بڑی نوکریوں کا سکھ چاہتا ہو اور اس کی زیادہ خواہش ہو جائے تو تم لوگ

اپنے اپنے قاعدہ یعنی دھرم سے چلکر اور اپنی آروہیتا چھوٹی ذات چھوڑ کر انگریز کی حالت میں پوری طرح آجاؤ گے تو پھر انگریزی میں کی نوکری ہی کیا اس سے بھی زیادہ راجیہ کا سکھ کیوں نہیں ملیگا؟ اور آہستہ آہستہ ایسا ہو بھی رہا ہے۔

تم لوگ اگر صرف انگریزی میں کے سکھ کی آشا (امید) اور خواہش پوری ہونے کے لیئے صرف انگریزی زبان اور لباس وغیرہ اختیار کر کے انگریز کے موافق بڑے بڑے انگریز ادھیکاری (مقتدر) لوگوں کے ساتھ بڑی بڑی باتیں اور ان کی برابری میں سکھ کی آشا (امید) کرو گے تو وہ کسطرح پوری ہوگی؟ جتنے پرمان (حد) کا انگریزی بھاشن (گفتگو) اور پھر اؤ (پوشش) کرو گے اتنے ہی پرمان (حد) کی نوکری وغیرہ (اگر تم ایمانداری اور اعتبار کے ساتھ کرو گے) تو دیجائیگی۔ انگریزی طور پر اس سے زیادہ رہو گے تو زیادہ نوکری ملیگی۔

برہمن۔ ہم تمھارے (انگریز) موافق پوشش اور بات چیت کرتے ہیں۔ اب تو ہم کو نوکری دو۔ اور وقت آئیگا تو تم جس جس طریقہ سے حکم چلاؤ گے اسطریقہ سے چلکر اچھے برے کا خیال نہ کر کے ہم تمھارا وہ چلن اختیار کر لینگے۔

سرکار۔ اسیلیے تو ہم تم کو سو پچاس کی نوکری دیتے ہیں۔ ملے تو۔ تم ہمارا تھوڑا چلن چلتے ہو۔ پورے انگریز نہیں بن گئے۔ اگر پورے انگریز بن جاؤ گے تو اور بھی زیادہ سکھ ملیگا۔ تم لوگوں نے اپنا دھرم تو چھوڑ دیا مگر ہمارا اختیار نہیں کیا۔

برہمن۔ تمہارا دھرم کیا ہے۔

سرکار۔ تم کرسچین (عیسائی) بن جاؤ گے تو تم کو پانچسو کی نوکری ملجائیگی۔

وہ پانچسو کی نوکری کی امید میں کرسچین (عیسائی) بن جاتا ہے اور اسکو چار پانچسو کی نوکری بھی ملتی ہے۔ اس کے بعد وہ کرسچین برہمن سرکار سے کہتا ہے کہ سرکار! میں تمہارا دھرم اختیار کر کے کرسچین (عیسائی) بھی بن گیا۔ لکھا پڑھا

بھی ہوں۔ اسیلئے ہم کو اپنی جیسی اقتدار کی اور بڑی ماہوار کی نوکری کیوں نہیں دیتے۔؟

سرکار۔ اسی واسطے تو تم کو چار پانچسو کی نوکری دیتے ہیں۔ تم نے ہمارا صرف دھرم اختیار کر لیا تو کیا ہوا؟ پورے انگریز تھوڑے ہی بنے ہو۔ تم نے ہمارے میں جنم تھوڑا ہی لیا ہے۔ تم اپنا اسطرف کا جنم چھوڑ دو اور ولایت میں ہماری ذات والی عورت کے پیٹ میں جنم لو۔ اور آہستہ آہستہ پورے انگریز بنجاؤ تو پھر ہمارے موافق نوکری اور اور انگریزی ہیں کا سکھ تم کو آہستہ آہستہ ملجائیگا۔

برہمن اپنے پر ذات کا آروپ (اطلاق) کر لیتے ہیں اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔؟

ہندوستان کے برہمن لوگ انگریزی میں کی بڑی نوکری اور بڑا اقتدار ملنے کی بہت خواہش کرتے ہیں۔ ایسا کرنیوالے برہمن معمولی اور ادنےٰ نہیں ہوتے۔ وہ بڑے گریجویٹ ایم۔اے۔ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اسطرف ہندوستان کے انگریزی راج میں بڑی بڑی نوکری تو نہیں ملتی لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی وہ خواہش پوری ہونے کیلئے وہ یہاں مرجاتے ہیں اور ولایت میں انکی (انگریزی) عورت کے پیٹ میں جنم لیتے ہیں۔ ادہر تو بی۔اے۔ ایم۔اے۔ تھے لیکن وہاں ولایت میں جاکر پہلے ادنیٰ درجہ میں جنم لیکر ان کا ویوہار کرنیکا سنبھو (امکان) رہتا ہے۔

"اُنتے متی۔ ساگتی" (وقت آخر انسان کی جیسی متی ہوتی ہے ویسی ہی اُس کی عاقبت ہوتی ہے)

انگریزی میں کا پورا عظمند شخص جو ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اے ہندوستان کے برہمن لوگو! تم ادھر کے اچھے اچھے برہمن ہوتے ہوئے بھی انگریز ملک میں کم درجہ میں جنم لیتا اور وہاں کم درجہ کا ویوہار کرنا پڑتا ہے۔ یہ دیکھکر مجھکو بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اور میرے دل میں بھی تم لوگوں پر محبت آتی اور افسوس معلوم ہوتا ہے اور میں کھن (متاسف) ہو جاتا ہوں کیونکہ تم لوگ ہمکو بہت پیارے ہو۔

لیکن " اُنتے ہی سا گئی " (وقت آخر انسان کی جیسی متی (عقل) ہوتی ہے ویسی ہی اُس کی گاتی ہوتی ہے) یہ جو تمہارے شاستر کا سدھانت (اصول) ہے اسکی وجہ سے ہی تم پہ کم درجہ کا کام کرنے کا وقت آ گیا۔ یہ تمہاری بڑی غلطی ہو گئی۔ اور اس موافق ہی تمہارا پراربدھ (قسمت) خراب بن گیا لیکن ہم کو تم پر بڑی دیا آتی ہے۔ اس واسطے ہمارے انگریزی ملک اور ہماری ذات میں تم کو جنم دیا ہے۔ اور آہستہ آہستہ تم کو بڑی نوکری بھی ملجائیگی لیکن تم کو اپنی برہمن ذات کے قاعدہ کے موافق چل کر اپنا خراب سنسکار اور پراربدھ پہلے ہی نکال دینا ضروری تھا لیکن تمہاری غلطی ہو گئی وہی تمہارا خراب پراربدھ نکل جانے کے واسطے " بھوگا دیو کرمہ کشیہ "

تمہارے ہی اصول سے کچھ عرصہ تک ادھر کا مشقت کا کام کرنے کی ضرورت ہے جس سے کرم فنا ہو جائیں۔ اور اس سے تمہارا آتما جیسا جیسا پاک ہوتا جائیگا۔ ویسا ویسا انگریز کے بڑے گھرانوں میں تمہارا جنم ہو کر بڑی نوکری ہی کیا انگریزی میں کا بڑے سے بڑا پن مل جائیگا۔ انگریز کا بڑا فلاسفر آدمی ہندوستان کے برہمن وغیرہ ذات والوں کو ایسا اُپدیش (ہدایت) کر رہا ہے۔ یہ ٹھیک سمجھ لو۔

اوم تت ست۔

۲۲ مارچ ۱۹۲۶ء مطابق چیت ادھک سدی نومی شک ۱۸۴۸
موافق ۷۔ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۱۸ امرداد بہشت ۱۳۳۵ ف
روز دوشنبہ بمقام بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن بوقت
آرتی دوپہر

ایشور کو دیکھنے کے واسطے دنیاداری کے باہر جانا پڑتا ہے۔ چاروں ورنوں کا انتظام ہندوستان کے واسطے ہی ہے۔ اسوقت ہندوستان کا راجہ جات رہت (بغیر ذات والا) رہنا ہی ایشور کی خواہش ہے۔ سوراجیہ ملنے کیواسطے ایشور کے قاعدہ سے چلنا چاہیئے۔ بھگوان ہمیشہ تمہارے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ تم کو سوراجیہ دینے کی کارروائی انگریز سرکار کررہی ہے۔ تمہارے نزدیک تمہارے ذریعہ سرکار سے سچا سوراجیہ طلب کر رہے ہیں۔

تمام حاضرین کی طرف (جو بغرض درشن جمع ہوئے تھے) مخاطب ہوکر شری باباجی مہاراج نے فرمایا۔

شری۔ کیا تم لوگوں کو کچھ کام نہیں ہے۔ جو ہر روز تکلیف کرکے اپنا کام دھندا چھوڑ کر یہاں آتے ہو۔ کیا میرے اس سوال کا کوئی ایسا جواب دیگا کہ جس سے میرا اچھی طرح سمادھان (تشفی) ہو جائے۔؟

ایک صاحب۔ دھندا تو ہر وقت کرنا پڑتا ہے۔ دھندا کرتے ہوئے درمیان میں پرمیشور کے درشن بھی کرنے چاہئیں۔

دوسرے صاحب۔ جواب دینے کی ہم کو سامرتھ (مجال) نہیں۔ آپ کے درشن سے جتنا لابھ (نفع) پہونچے۔ اچھا ہے۔

شری بابا۔ درشن دیکھنے کو کہتے ہیں۔ تو ہیں دیکھ لو۔ درشن سے لابھ (نفع)

سمجھتے ہو تو مجھ کو دیکھو۔ صورت سے جو کچھ لابھ (نفع) اُٹھانا ہو اُٹھا لو۔ درشن تو صرف صورت دیکھنا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ دیکھنے کے لیئے کوئی چیز چاہیئے۔ تم دیکھنے والے تو ہو اور دیکھنے کی چیز ہی کو تم دیکھو گے۔ جو دیکھا جاتا ہے وہ تم دیکھ سکتے ہو۔ دیکھنے کے لیئے بھگوان نے تم کو دو آنکھیں دی ہیں۔ آنکھوں کا کام ہی دیکھنا ہے۔ دیکھنے والے تم ہوتے ہو اور دیکھنے کی وستو (شئے) تمہارے سامنے آتی ہے۔ اور وہ دیکھی جاتی ہے اور جو چیز دیکھی نہیں ہے مگر اُسکا ہونا سُنا ہے۔ اگر وہ بمبئی جیسے دور مقام پر ہے۔ یہاں نہیں ملتی۔ اور اس کے دیکھنے کی خواہش ہو تو بمبئی سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں یا ذات سے بمبئی جا کر دیکھ سکتے ہیں۔ ایشور او ستھا تم لوگ دیکھنا چاہتے ہو۔ تمہاری طرح پرمیشور کو دیکھنے کے لیئے دُنیا میں بہت سے لوگ ہو گئے ہیں اور کوشش کرنے والوں نے اُس کو دیکھنے کے مختلف طریقوں سے بہت کوشش کی بھی ہے مگر ان کو پرمیشور نظر آیا یا نہیں۔ یہ کسکو معلوم؟ کوئی کہتا ہے کہ بہت سے مہاتما سادھو ہو گئے۔ انکو ایشور نظر آیا۔ جس نے دیکھا اس کو ہی معلوم ہو گا۔ دوسرے کسی کو کیا معلوم۔؟

ایشور کو دیکھنے کے واسطے دنیاداری کے باہر جانا پڑتا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ ایشور ہے۔ تم بھی مان لو کہ ایشور ہے۔ تو پھر وہ کیسا دیکھا جائیگا؟ اس آنکھ سے دیکھا جائیگا یا نہیں۔؟ لوگ سمجھینگے کہ اس آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ایشور ہو گا تو دنیاداری کے باہر ہو گا۔ دنیاداری میں جو کچھ ہے وہ تو آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ آنکھ سے جو دیکھا جاتا ہے اسکو کوئی ایشور نہیں سمجھتا۔ دنیاداری کی چیزیں تم کو دنیاداری میں ہونے کی وجہ سے ہر وقت نظر آتی ہیں۔ پھر ایشور کا درشن ہو ایسی جو تمہاری اچھا (خواہش) ہو گی اور وہ دنیاداری میں نہیں ہے اُس کے باہر ہے۔ ایسا سمجھتے ہو گے تو اُسکے دیکھنے کے لیئے دنیاداری کے باہر جانا ضرور ہے۔ یا اسکو اپنے پاس لانا چاہیئے۔ تم لوگ ایشور دُنیا میں ہے ایسا نہیں سمجھتے۔ اسلیئے دنیا کی ہی چیزیں نظر آتی ہیں۔

ایشور نظر نہیں آتا۔ ایشور کو دیکھنا ہے تو جاؤ دنیا داری کے باہر۔ تب درشن ہونگے۔
وہ جہاں رہے وہاں جاؤ۔ دُنیا داری کے باہر کیسے جانا۔ تم پوچھوگے کہ وہ تو دنیا داری کے
باہر ہے۔ وہاں جائیں تو کیسے جائیں؟ جن کو دنیا کے باہر ایشور کے واسطے جانے کی
سچی اور پوری خواہش ہو جاتی ہے تو وہ خواہش ہی اُس کو جانے کی عقل سکھلاتی ہے
سمجھو کہ کسی کو اپنے ہندوستان کے بادشاہ (یہ ہندوستان کے باہر ہیں پنچم جارج (وہ
بھی ساکشات پرمیشور ہے) کے درشن کرکے اُس سے اپنی ضرورت کی باتیں کرنے کی
پکّی خواہش ہو جائے تو وہ خواہش ہی اسکو اسکی عقل سکھلاتی ہے۔ جانے والا کوشش
کرتا رہتا ہے کہ اپنے میں جارج پنچم کے درشن ہونے اور اُن سے بات چیت کرنے کی
قابلیت پیدا ہو جائے۔ قابلیت کسکو کہتے ہیں؟ جس سے بات چیت کرنی ہو یا جسکے
درشن لینے ہوں اُس کے سبھاؤ (عادت) کی ریت (طریق) سے اپنی انکولتا (موافقت)
ہو جانے کو قابلیت کہتے ہیں۔ جو ولایت جانے والے ہوتے ہیں وہ ولایت کی (ریت)
(طریق) کے انوسار (موافق) اپنے میں برتاؤ پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اپنا ہندوستان کا
برتاؤ چھوڑ دیتے ہیں۔ تب کہیں وہ ولایت جانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح
دنیا کے باہر اپنے کو جانا ہے تو اپنی دنیا داری کی حالت چھوڑ کر دنیا داری سے باہر کی جو
پرمیشور کی حالت ہو اس کے موافق اپنے میں برتاؤ پیدا کر لیا جائے تو دنیا داری کے باہر
جانا ہو جاتا ہے تھوڑے الفاظ میں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا داری میں جو ہر طرح کی وسنا
(خواہش) رہتی ہے۔ اس کے پورن (تکمیل) کرنے کے لئے اور اور (مختلف) کریا (افعال)
کرکے اپنے میں جو اچھے بُرے اور اور (مختلف) سنسکار (صورت اعمال) پیدا ہو گئے
ہیں۔ ان سنسکاروں (صورت اعمال) کے ساتھ سب واسنا (خواہش) چھوٹ جائے
اور نروا سنا اوستھا (حالت بے خواہشی) آجائے تو دنیا کے باہر جانا ہوتا ہے دنیا داری
کی کسی چیز کی بھی واسنا (خواہش) ہو جائے تو اُسکو پوری کرنے کیلئے طرح طرح کی کاروائی

کیجاتی ہے۔ ویسے ہی دُنیا کے باہر بھگوان جو ہے اُس کی واسنا (خواہش) ہوجائے تو اُس کے پورن (تکمیل) ہونے کیلئے سب پرکار (طرح) سے نرواسن (بے خواہش) ہونیکی کارروائی کیجائے تو یہ کام ہوجاتا ہے۔ سارانش (حاصل کلام) جہاں اپنے کو جانا ہی وہاں کے موافق ہونے کیواسطے اپنا بھلا بُرا تو چھوڑنا پڑتا ہے۔ تب ہی وہاں جاکر وہاں سے جو کچھ فائدہ حاصل کرتا ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا اور اس واسنا (خواہش) کے پورن (تکمیل) کرنے کیلئے مختلف کوشش بھی کیجائے تو وہ واسنا (خواہش) پورن (تکمیل) ہوگی اور نہ پھل (ثمرہ) ملیگا۔ اس کے واسطے حال کے زمانہ کا ایک اُدھارن (مثال) دیاجاتا ہے۔ سنو۔ اور اس میں کچھ اچھا بُرا نکلے تو وہ اپنا آپ سمجھ لو۔ آج کل لوگوں کو ہندوستان کا راج لینے کی بہت خواہش ہے جیسکا اخبار وغیرہ میں سوراجیہ شبد (لفظ) سے بہت چرچا ہوتا رہتا ہے۔ انگلش سرکار اور ایشور کہتا ہے کہ تمہیں راج کرنا ہو تو کرلو۔ مگر یہ وقت ایسا ہے کہ تم ہندوستان میں رہکر یہاں کا راج نہیں کرسکتے۔ ایشور کہتا ہے کہ تم کو اگر سوراجیہ کی خواہش ہو تو جسطرح انگلش سرکار ولایت اور لندن میں رہکر یہاں کا راج کرتی ہے اسیطرح تم بھی وہاں رہکر یہاں کا راج کرو۔ وہاں رہکر یہاں کا راج کسطرح کیا جائے۔ یہ وہ دیش جیسا اور (مختلف) ہے۔ وہاں کے ریت بھانت (طریقے و رسوم) بھی اُس دیش کے موافق اور (مختلف) ہیں اور شریر (جسم) بھی۔ جتنا ادھر سے اُدھر اور (مختلف) ہے وہ سب اُدھر کا لے لیا جائے اور ادھر کا سب چھوٹ جائے تو تب ہی اُدھر رہکر ادھر کا سوراجیہ تمہیں ملیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مرجاؤ اور وہاں پیدا ہو۔ وہاں پیدا ہونے کے بعد بھی ایک دم تھوڑا ہی راج ملتا ہے۔ ادھر کا شریر (جسم) چھوٹنے کے بعد وہاں جاکر اور یہاں کے سنسکار سے رہت ہوکر ٹھیک ٹھیک جب خاص انگریز بن جاؤگے تو تب اُن کے روپ (صورت) سے ادھر کا راج تم کرسکوگے اس کے بارہ میں تھوڑا سا ذکر کل ہم نے کردیا ہے۔ خاص انگریز بننا بھی وہاں جنم لے کر

ایک دو جنم میں نہیں ہو سکتا۔ کم از کم چار جنم لینے ضروری ہیں۔ اس میں بھی پہلا جنم وہاں کا جو سب سے ہلکے درجہ کا ہے وہ ملیگا۔ دوسرا جنم اُس سے اوپر اور اونچے درجہ میں آئیگا ایسا ایسا ہوتے ہوتے اوپر چڑھ جائیگا۔ ایسا کیوں؟ تو ہندوستان میں برہمن، کشتری ویش اور شودر ایسے چار ورن (ذاتیں) ہیں۔ یہ چاروں ورن (ذاتیں) بہت کال (زمانہ) سے ادھر ہی کے (ہندوستان دیش) کے لئے ہیں۔ ایسا خیال میں آتا ہے۔

ورن آشرم کی ویوستھا (انتظام) قائم کرنے کیلئے جو جو اوتار ہوئے ہیں وہ یہیں ہوئے ہیں۔ اور ان میں شری کرشن بھگوان کا جو اوتار ہوا ہے اُنھوں نے چار ورن کی ویوستھا (انتظام) اپنے اوتار کے زمانہ میں اچھی طرح لگائی جیسا کہ اُن کے واکیہ (قول) سے سدھ (ثابت) ہے۔

شلوک بھگوت گیتا

چاروں ورنوں کی ویوستھا (انتظام) ہندوستان کے واسطے ہی ہے

چاتر ورنیم۔ میا سرشٹم۔ گن کرم۔ وبھاگ شہا۔
اس کا مطلب ایسا ہے کہ ان کا اوتار جہاں ہوا ہے وہاں انھوں نے چار ذاتوں کی ویوستھا (انتظام) لگائی ہے۔ وہ ویوستھا (انتظام) ادھر کے دیش (ملک) کے سوائے اور کہیں لگانے کا گرنتھ (کتب مذہبی) اور شاستر میں ذکر نہیں ہے۔ اور باقی ملک مثل انگلینڈ ولایت وغیرہ وغیرہ کے واسطے بھگوان نے خاص اوتار لیکر وہاں کی ویوستھا (انتظام) کی ہے۔ اس لئے ادھر کے چار ذاتوں کی ویوستھا (انتظام) کہیں اور آپ لیوگی نہیں پڑ سکتی۔ ادھر ورن ویوستھا کی ریت سے کوئی چلتے ہیں یا نہیں۔ ہم اسے نہیں کہتے کیونکہ موقعہ نہیں ہے۔ اب ورن آشرم دھرم اپنے اپنے دل (مرضی) پر رہا ہے۔

جیسا کہ برہمن ہو کر گلے میں جنیو تو ہے لیکن دھندا بیوپار اور کچھ کر رہا ہے - کوئی شودر ہے وہ ذات کا شودر تو ہے پر مگر گلے میں جنیو ڈال کر برہمن کے جیسا رہتا ہے - اسی موافق سنار - درزی وغیرہ وغیرہ کے ورنوں (ذاتوں) کے نیم پالنا ان کی مرضی پر رہ گیا ہے اس سے چاروں ورن اب پورے سوتنتر (خود مختار) نہیں رہے ہیں - ایک میں ایک مل کر کھچڑی کی طرح ہو گئے ہیں - ادھر کے ورنوں کی ویوستھا پر تم لوگ نہ چل کر اپنی خواہش کے موافق ذات اور بیوپار کی ریت پر چلتے ہوئے اپنے لیئے سوراجیہ چاہتے ہو ہمارے سننے میں آتا ہے کہ تم سوراجیہ ملنے کا پرسنگ (موقعہ) الٹے اور بہت خواہش کرتے ہو - ایشور بھی دینے کو تیار ہے - مگر حال کے زمانہ کے موافق دیتا ہے - حال کا زمانہ کیسا ہے؟ ولایت کے ہو کر ہندوستان میں راج کرنا - چاروں ورنوں کی کھچڑی ہو کر ادھر کے جنم جنم کے جو بہت سے سنسکار لگے ہوئے ہیں - وہ وہاں جنم لے کر نکلے بغیر پوری انگریزی اوستھا تم کو نہیں ملیگی - اور ادھر راج کرنے کے قابل نہ ہو گے اور ان کے موافق راج کا استھائی اور راج دھاری نہیں ہو سکو گے - یہ کیوں؟ پہلے سے چار ورن کی ویوستھا (انتظام) ولایت میں نہیں ہے - اسی لیئے ولایت کے لوگوں کو برہمن کشتری - ویش - شودر کچھ بھی نہیں کہہ سکتے - جب وہ ویوستھا چار ورنوں سے علیحدہ ہے تو اُن کا راج بھی وہی کریگا جو ان چار ورنوں سے علیحدہ ہے ہندوستان کے لوگ چار ورن میں ہیں - انکو انگریزوں کے موافق راج کا سکھ ہونے اور اُن کے چار ورنوں کے سنسکار پورے پورے نکل جانے کے لئے انگریزوں میں پہلے ہلکے درجہ میں جنم ہو کر پھر چڑھتے چڑھتے ایسے چار جنموں کے بعد جو انگریزوں میں جنم آجائیگا تو پھر پورے انگریز ہو گے اور راج کے قابل ہو سکو گے - ویسا ہی دنیا کے باہر ایشور کی حالت میں تم جنم لو گے تو تم کو ایشور کا درشن اور پراپتی (حصول) ہو جائیگی - جو سادھو سنت پرمیشور روپ ہو گئے اُن کو ہی دنیا کے باہر کی حالت

معلوم ہوگی - ہم تو سادھو نہ سنت - اور ہمارا دنیا کے باہر جنم بھی نہیں ہوا ہے - اور اُدھر دیو کے واسطے ہم نے کچھ کاروائی بھی نہیں کی - تو ہم کو بھگوان کے درشن کیسے ہونگے؟ اور تم لوگوں کو بھی ہم کسطرح درشن کرائینگے؟ ہمکو کسی طرح سے ایشور کا لابھ (فیض) دلانے کی سامرتھ (قوت) نہیں ہے - اسی لیئے ہم اندر اور جھگڑوں میں نہ پڑکر جو سامنے آئے اُسی کو بھگوان سمجھتے ہیں -

بچپن میں کسی لائق پنڈت سے سُنا تھا کہ ایشور اننت (لاانتہا) روپ سے رہتا ہے - اُسکی لیلا اننت (بیکنار) ہے اسی بات کو ہم دل میں مضبوط رکھکر ہر چیز میں ایشور کو دیکھ لیتے ہیں - آپ کو ایشور کے درشن جب ہونگے تب ہونگے لیکن ہم کو تو تم سب لوگوں کے روپ سے ساکشات بھگوان کے درشن ہو رہے ہیں -

اسوقت ہندوستان کے راجہ جات بہت (بغیر ذات والے) رہنا ہی ایشور کی خواہش ہے

اس کے پہلے کیا بات چلی تھی کہ ہندوستان کے بعض لوگ سوراجیہ کی ابھلاشا (خواہش) کرتے ہیں تو اس کا نکال لگ گیا (نتیجہ نکل گیا) کہ ہندوستان میں رہکر اور ہندوستان کی ریت سے چل کر راج ملنا موجودہ وقت میں اشکیہ (ناممکن) ہے - یہ بات ہندوستان کے راج ابھلاشیوں (خواہشمندوں) کیلئے ہی ہے ایسا نہیں بلکہ پہلے کے بڑے بڑے اوتاروں میں بھی ایسا ہی ہوا ہے جسطرح کرشن جی کے اوتار کی لیلا رامچندر جی کے اوتار میں ہونیکے واسطے بعض بھگت لوگ رامچندر جی کی بہت پرارتھنا (التجا) کرتے تھے اُسوقت رامچندر جی یہی جواب دیتے تھے کہ آگے جب ہم کرشن اوتار میں ہونگے اُسوقت تمہاری اچھیا (خواہش) کے موافق لیلا ہوسکیگی - سارانش یہ (حاصل مطلب) اگر ایشور کو بھی کسی دیش میں کچھ کرنا ہوتا ہے تو اُسکو بھی اُس دیش وہاں کی حالت اور برتاؤ وغیرہ وغیرہ کے موافق ہونا پڑتا ہے - وہ بھی اسی نیم انوسار (قاعدہ کے موافق) چلتا ہے تو پھر ہم آدمی کی حالت میں ہوکر ایشور سے بھی بڑے ہونیکے واسطے نیم ورُدھ (خلاف قاعدہ)

کسطرح خواہش کر سکتے ہیں؟ دیکھو۔ تم سمجھتے ہو کہ ہم پرش (مرد) ہیں اُس اوستھا (حالت) کا انوبھو (مشاہدہ) تو لیا۔ مگر عورت کی اوستھا (حالت) کا انوبھو (مشاہدہ) کیسے لیا جائے؟ کوئی ایسا سوچے تو اُس اوستھا (حالت) کا سُکھ دُکھ معلوم نہیں ہوتا۔ عورت کی اوستھا (حالت) جاننے کیلئے نر کا شریر (جسم) چھوڑ کر عورت کا جنم لینا پڑیگا تو پھر تم عورت کا سُکھ اور دُکھ سمجھ سکوگے۔ جو اپنی اوستھا (حالت) ہے اُس کی اُلٹی اوستھا (حالت) معلوم کرنے کیلئے اُسی طرح کا شریر (جسم) اور سبھاؤ (خاصیت) لینا ضروری ہے
تم سوراجیہ ملنا چاہتے ہو تو راج کرنے والے جس اوستھا (حالت) میں ہیں یعنی چار ورن سے علیحدہ ہیں وہ اوستھا (حالت) لو۔ تم لوگ تو ایک ورن میں بھی پورے نہیں ہو۔ چاروں ورن کے وکس میں پڑے ہو۔ ایشور کا نیم (قاعدہ) ہے کہ چاروں ورن کے شریر (جسم) سے جو علیحدہ شریر (جسم) ہے وہ اسوقت راج کرے۔

اتنے میں ایک بوڑھے آدمی نے سوال کیا۔

"مہاراج ہماری تو پچاس ساٹھ برس کی عمر ہو گئی۔ سوراجیہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہم کو مل جائے۔ ایسا ہو جانا"

شری بابا مہاراج۔ آجوبا (بزرگ آدمی) آپ تو آجوبا (بزرگ آدمی) ہیں۔ آپ سے زیادہ کیا کہنا؟ یہ سوال تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ ہم مرد ہیں۔ ابھی عورت ہو جائیں۔ اور جیسے آجوبا (بزرگ آدمی) ہیں۔ ابھی کے ابھی آجی بائی (بزرگ عورت) بنجائیں۔ ایسے سوال کو "کوشنکا" (غلط اعتراض) سمجھو۔ ابھی کے ابھی عورت بننا ہے تو مردوں کے کپڑے اُتار کر عورتوں کے کپڑے پہن لو۔ کسی اور کوئی شنکا (اعتراض) ہو تو نکالو۔ جیسا پانی ہوگا ویسا آجائیگا۔ فوارے کے موافق۔ فوارے میں جیسا پانی ہوگا ویسا آئیگا۔ صاف ہو تو صاف۔ گندلا ہو تو گندلا۔ اگر طرح طرح کے رنگوں کا ہو تو اُن رنگوں کا ہی پانی باہر نکلیگا۔ جس جس کے پاس جیسی جیسی عقل کا پانی

ہوگا۔ اُسی موافق نکلیگا جیساکہ اپنے آجوبا (بزرگ آدمی) کی عقل کا پانی اپنے بوڑھوں میں ابھی کے ابھی الیشور نیم (خلاف قانون قدرت) کے وردھ سوراجیہ ملنے کے واسطے آگیا۔ ایسا غلیظ پانی اپنے پاس نہیں رکھنا۔ نکال دینا ہی چاہیئے۔

سوراجیہ ملنے کیواسطے الیشور کے قاعدے سے چلنا چاہیئے۔

الیشور کے درشن کیلئے ابھی تک جو کہا گیا اُس میں دو باتیں ہوگئیں۔ ایک تو پرمیشور دُنیا کے باہر ہو تو اُسکے کسطرح درشن ہونگے؟ اور اگر دنیا میں ہو تو اُسکو کسطرح دیکھنا چاہیئے۔؟ اور دوسرے سوراجیہ کیلئے ہندوستان میں برہمن وغیرہ جو کوئی اچھے کہلائے جانے والے لوگ ہیں اور جو کانگریس میں سرکار سے جھگڑنے اور بڑے بڑے اخبار بھی چھاپتے ہیں ایسے الیشور نیم وردھ (خلاف قانون قدرت) سوراجیہ کی آشا (امید) کرنے والوں کو سوراجیہ کسطرح ملے گا؟ سارانش (الحاصل) اوپر کی جو دو باتیں کہی گئی ہیں اُن دونوں میں سے ایک یا دونوں بھی ملنے کے لئے ادھر کے شریر سمیت (جسم بیساتھ) سب چھوٹنا ضرور ہے۔ اس کے چھوٹنے میں بھی دو پرکار (طریق) ہیں۔ ایک تو سب پوری طرح چھوٹ جانا۔ اور دوسرا سب رہکر بھی چھوٹنے کا پھل (ثمرہ) ملجانا۔ بڑے بڑے مہاتما لوگ دنیا کے کلیان (بہتری) کیلئے دوسرے پرکار (طریق) میں ہی بہت کر کے رہتے ہیں۔ بڑے بڑے مہاتما جو دُنیاداری میں ہوئے ہیں۔ وہی خاص پرمیشور روپ بن گئے۔ کیونکہ اُن کے سامنے ہمیشہ پرمیشور کھڑا رہتا ہے۔ ایسے مہاتماؤں کو ہی سمجھو کہ شریر (جسم) کے ساتھ سب رہکر وہ چھوٹنے کا پھل ہر وقت لیتے رہتے ہیں۔ ان کا شریر (جسم) بھی رہا تو کیا۔ اور دنیاداری کی سب چیزیں اُن کے پاس رہیں تو کیا۔ اُن کا شریر وغیرہ جو ہے وہ اُن کیواسطے نہیں ہے۔ دُنیا کے واسطے ہے۔ دنیا میں جو کچھ اینک (متعدد) جنموں کے خراب

سنسکار ہیں ان کے نکل جانے ایشور کے درشن ہونے اور ایشور روپ ہو جانے کے واسطے اُن کا شریر (جسم) وغیرہ دنیا کے دیکھنے میں آتا ہے۔ ایسے مہاتما کا شریر (جسم) دنیا کے لیئے ارپن (نذر) ہو چکا۔ وہ اپنے شریر پر اپنا کوئی حق نہیں جتاتا۔ اُن کا شریر (جسم) اور اُن کا جیون بیوہار (کاروبار زندگی) وغیرہ کسطرح چلتا ہے اس مہاتما سے جن جن لوگوں کا کلیان (مکتی) ہوتا ہے یا جن جن دنیا کے لوگوں کو اُن سے اپنا کلیان کر لینا ہے ایسے ہزاروں آدمیوں کا اُن کے پاس جمگھٹ (اجتماع) رہتا ہے اُن سب کے دل اور جیو کے ادھار (سہارے) پر اُن کا (مہاتما کا) شریر (جسم) اور جیون (زندگی) وغیرہ کا بیوہار (کاروبار) ہوتا رہتا ہے اس کا تم کو انبھو (تجربہ) نہیں آئیگا۔ ایسا کیوں؟ ایشور کے حکم میں تم لوگ نہیں۔ بلکہ ایشور ہی تمہارے حکم کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔ بیوہار میں ایک ایسی کہاوت ہے کہ "ہزار بکا اور ایک لکھا"۔ بہت وقت تک مانگا اور بہت دیر تک کہتا رہا تو بھی اس کے بدلے اسی مطلب کے چار شبد (الفاظ) لکھدیا تو وہ پکا ہو جاتا اور سچا مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ ہم نے اپنا مکان تمکو ارپن (حوالہ) کر دیا تو لینے والا کہتا ہے کہ اچھا ہم کو رہنے کے واسطے خالی کر دو تو وہ دوسرے اور سبب بتلا کر کہتا ہے کہ مہینہ بھر سے خالی کر دینگے۔ ایسا کہتے کہتے کئی برس نکل جاتے ہیں۔ لینے والے کو خالی دیا ہے کہنے سے وشواس (یقین) نہیں ہوتا۔ اگر بجائے اس کے دینے والا اپنی دستخط سے دینا لکھدے تو کئی دن تک خالی نہ کرنے پر بھی لینے والا اپنے گھر میں چپ چاپ بیٹھتا ہے۔ خالی کہنے سے لکھنے کی کرنی (عمل) پکی مانی جاتی ہے۔ ایسا ہی لوگ بھگوان کے پاس کہتے رہتے ہیں۔ ایسی کہنی پر بھگوان نہیں خیال کرتا اُن کی جو کرنی (عمل) ہو گی بھگوان دنیا کا حکم سمجھکر اس کی تعمیل کرتا ہے۔ برسات کے دنوں میں کبھی برسات نہ پڑتی ہو تو بھگوان کے پاس زبانی

بہت سے کہنے والے کہتے ہیں کہ پانی برسا دو۔ ایسا بہت کہنے پر بھی بھگوان کا خیال نہیں ہوتا۔ برسات نہ ہو ایسی دنیا کی طرف سے پہلے ہی لکھ دینے کے موافق کرنی (عمل) ہو گئی۔ اور وہ ہو رہی ہے۔ اس پر ہی بھگوان یہ خیال کر کے کہ دنیا برسات نہیں مانگتی ہے۔ اُن کے حکم کے موافق پانی برسنے نہیں دیتا۔ خالی مُنہ سے ہی برسات ہونے دو۔ ہونے دو کہنے سے کیا بھگوان مانتا ہے؟ بھگوان کو کیا لکھ دیئے ہو اور مُنہ سے کیا مانگتے ہو۔ اس کا کچھ بچار اس کا خلاصہ کیسا؟ دُنیا میں برسات اور آبادی ہو۔ دنیا کو دنیا میں کا سکھ ملکر پرمیشور کا بھی سکھ ملجائے اسواسطے خاص پرمیشور نے ہی اوتار لیکر سب دنیا کو اچھی چلن چلنے کے لئے حکم کرتا رہتا ہی ہر وقت اوتار کا استھتو (قیام) رہ نہیں سکتا اسواسطے سینکڑوں برس تک اُنکے حکم کی تعمیل ہو اور اس تعمیل کے موافق دنیا جو چاہے اُسکا برابر پھل ملے اسلئے بھگوان نے خود اپنے ہاتھ سے دستخط کر دینے کی موافق دھرم کے نیم (قاعدے) مقرر کر دیئے ہیں دھرم کے نیم سے برابر دنیا چلیگی تو وہ جو چاہیگی اُس کی وہ اچھا (خواہش) پورن ہو گی۔ اچھی طرح بھگوت گیتا پڑھو گے تو معلوم ہوگا کہ بھگوان نے جو کچھ لکھا ہے وہ اپنی دستخط کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ اور بھگوان کے ایسے لیکھ (تحریر) یعنی اُن کے حکم پر چلے جو لوگ چلتے تھے انھوں نے اپنی اپنی خواہش کے موافق پھل پاکر پرمیشور کا راج پد بھی کما لیا۔ پوراتن (قدیم) اتہاس (کتب تاریخ) میں ایسے بہت سے ادھار (نظائر) ہیں۔ دیکھ لو۔ پرمیشور کہتا ہے کہ میں نے جو لکھ دیا ہے اُس موافق تمہارا چلنا میرا مانگنا ہے اور اس کا دینا تمہارا کام ہے۔ اور جنھوں نے یہ میرا مانگنا دیا ہے اُس کا پھل بھی مجھ سے برابر دیا گیا اور دیا جا رہا ہے۔ میرا جو کام ہے وہ ایمان قائم رکھکر میں برابر کر رہا ہوں۔ تم جو جو لیکھی (تحریری) کرنی (عمل) سے مجھ سے مانگو گے وہ دینا بھی میرا ہی کام ہے۔ میرے حکم پر چلکر یا نگنا مانگو یا تم لیکھی (تحریری) حکم جسطرح سے کرو گے اُس کے موافق دینا بھی میرا ہی کام ہے۔

بھگوان تمھارے حکم کی تعمیل ہمیشہ کرتا ہے۔

تم ہی اچھی عقل والے بچار (غور) کرو کہ آج کل کے زمانہ میں تم لوگ
پرمیشور پر ہی لکھا ہوا حکم چھوڑتے ہو۔ کیا حکم چھوڑتے ہو؟ اے
بھگوان! دھرم کے موافق چلنا یہ جو تمھارا مانگنا ہے وہ ہم نہیں دیتے
اور اس حکم کے پالنے سے ہم کو دنیا داری کا جو سکھ برسات آبادانی
وغیرہ اور ایشور کا سکھ ملجانا اور ملنا ہے۔ وہ ہم کو نہیں چاہیئے۔ تم ہم کو مت دو۔ اپنے
دل سے یعنی بدستور خود (بقلم خود) ایسی لیکھی (تحریر) کے موافق کرتی (عمل) کر کے بھگوان پر
حکم چلا کر مانگنا مانگتے ہیں۔ اس کال (زمانہ) میں دنیاداروں کی طرف سے پرمیشور پر
لیکھی کرتی (تحریری) حکم کونسا؟ پرمیشور کا جو یہ حکم ہے کہ دھرم کے قاعدہ پر چلیں اسپر
اپنے دل سے جان بوجھکر چلنے کی جو کرتی (عمل) ہوتی ہے وہ نہ چلکر جو پھل ملتا ہے
(وہ پھل سکھ جا کر دکھ ہے) وہ ہم کو دو ایسا مانگنا بھگوان کو حکم دینا ہے۔ اور اس حکم کو
جو دل سے جان بوجھکر دستور خود (بقلم خود) کے موافق دیا گیا ہے۔ اس کرتی (عمل) کو
بھگوان سچا سمجھکر اس کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔ پھر تم خالی منھ سے جو کبھی برسات ہونے
دو، سکھ ہونے دو۔ ہمارا ملاپ ہونے دو۔ وغیرہ وغیرہ کہو گے تو مکان دیا کہنے
والے آدمی کیطرح بھگوان نہیں مانتا اور اس کو سنتا بھی نہیں جاتا۔ اپنے کو دکھ ہونے
کے واسطے اپنی ہی طرف سے بھگوان پر حکم چھوڑا جاتا ہے۔ وہ کس بات سے معلوم
ہوتا ہے؟ دھرم قاعدہ سے چلنے کا بھگوان کا جو حکم ہے وہ ہم نہیں مانتے۔ اسی
کارن (وجہ) اس سے الٹا ہم کو دکھ (تکلیف) سنکٹ (مصیبت) دیوو ایسا دینا ہی
ایشور پر حکم جاری کرنیکا پرنام (نتیجہ) معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے موافق
انگریزی سرکار ہے اور اس کے پاس سوراجیہ مانگنے کی حالت دیکھی جاتی ہے وہ کیسی؟
تو اسکا خلاصہ بھی سمجھو۔ وہ انگلش سرکار سرکار ہی ہے۔ راجہ ہی ہے۔ جسطرح پرجا (رعایا)
کا بھلا ہو جائے۔ ایسا اسکا کرنا اور تم لیکھی (تحریری) کرتی (عمل) سے جو مانگتے ہو وہ بھی

تم کو دینا اس کا کرتو یہ (فرض) ہے اس پرمانے (موافق) وہ پرم دیالو (رحمدل) سرکار کر بھی رہا ہے۔ تم لوگ اُس کے حکم پر نہ چلنے پر بھی وہ تمہارے حکم پر چل رہا ہے۔ تمہارا مانگنا یہ ہے کہ اے حضور ہمارا سوراجیہ ہم کو دو۔ تم یہاں اور وہ بیچارا پرائے ملک کا وہ بولتا ہے کہ جو تم مانگتے ہو ہم دینگے۔ اور دینے کی کارروائی بھی کر رہے ہیں۔

تم کو سوراجیہ دینے کی کارروائی انگریز سرکار کر رہی ہے:—

یعنی سوراجیہ دینے کے لیئے کرتی (عمل) سے جیسی مانگنے کی کارروائی کی ہے اور کرتے رہتے ہو اس موافق دینے کی کارروائی کر رہے ہیں۔ مگر یہ کیسے ملتا ہے؟ تمہارے پاس کی تمام چیزیں چاروں ورن کے سنسکار کئے بغیر نہیں ملتا "سو" کے معنی شدھ آتما جس میں اور کچھ ملا نہیں ہے۔ وہاں کا راج۔ اُس کو آتم راجیہ سو آنند سامراجیہ سمجھو۔ وہ جس کو ملگیا اُس نے سوراجیہ کمایا۔ تم ہندوستان کے لوگوں کا مانگنا بہت اچھا ہے۔ کیوں؟ اپنے پراتن (قدیم) بزرگ آبا و اجداد سچا سوراجیہ ملنے کے لیئے ایشور کے حکم یعنی دھرم قاعدہ سے چلتے تھے۔ اور اُن کو ایشور کی طرف سے سوراجیہ ملا بھی ہوگا۔ پرنتو (لیکن) اس زمانہ میں ایشور انگریزی سرکار کے روپ سے اوتار لیکر جتنا کال (زمانہ) ہوگیا اس وقت سے ہندوستان کے لوگوں کو سچا سوراجیہ دینے کے لیئے انگلش سرکار پر ہی یہ کام سونپا گیا۔ ایسا کیوں؟ ایشور کے حکم کے موافق۔ یعنی ورن آشرم دھرم کے قاعدہ سے چلن چلنا یہ تم لوگوں نے چھوڑ دیا۔ اسی واسطے ہی ایشور سے جو سچا سوراجیہ ملنا چاہیئے تھا وہ کام گیری (فرض) ایشور کیطرف سے تم لوگوں نے نکال لی اور انگریزی سرکار کو دیدی۔ اسپر سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے ایشور کی سچا سوراجیہ دینے کی کام گیری (فرض) کا حق نکال لیا۔ اور وہ حق انگریزی سرکار کو دیدیا۔ ایسا سمجھو کہ تم انگریزی سرکار کو کہہ رہے ہو کہ ہم ہندوستان کے

سری آریا سنگی گیتا

لوگوں کو ایشور کے حکم کے موافق یعنی دھرم کے قاعدہ سے نہ چل کر بھی سچا سوراجیہ جسطرح سے ملجائے ایسی کارروائی کرو۔ اسطرح ہندوستان کے لوگ انگریزی سرکار پر حکم چھوڑتے ہیں۔ ہندوستان کے لوگوں کو بڑے عقلمند سمجھکر تمہارے حکم کے موافق ہی انگریزی سرکار تعمیل کر رہا ہے۔ تم لوگوں کا مانگنا سوراجیہ ہے اسواسطے تم کو جسطرح سے سوراجیہ ملجائے اسطرح کی کارروائی انگریزی سرکار کر رہا ہے۔ سوراجیہ کسطرح ملتا ہے؟ اپنے اپنے ورن آشرم دھرم یعنی ایشور کے حکم کے برابر چلکر پورن شدھ (مکمل پاک) یعنی اپنے پاس سوائے اپنے اور کچھ نہ ہو۔ ایسے ہو جائیں۔ تو سوراجیہ ملتا ہے۔ اپنے بہت پراتن (قدیم) لوگوں نے ایسا ہی سوراجیہ کمایا تھا۔ حال کے زمانہ میں ایشور کے حکم سے تم شدھ (پاک) نہیں ہوتے اور انگریزی سرکار کو تم نے حق دیدیا ہے۔ اس واسطے اُن کے حکم سے تم کو کیول (بالکل) شدھ (پاک) ہو جانا ضرور ہے۔ تمہارے پاس سوا مے تمہارے یعنی تمہارے دل میں بھی کچھ آشا (خواہش) نہ ہو۔ چھوٹی کوڑی بھی نہ ہو۔ اس ریت (طریقہ) سے جو شدھ (پاک) ہوا اسکو سوراجیہ ملتا ہے۔ اور ایسے ہو سکنے کیلئے ہی انگریزی سرکار کارروائی کر رہا ہے اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ تمہارا تو فائدہ ہی ہے۔ تم تو ایسا ہی مانگتے ہو۔ تم ابھی ابھی (فوراً اسیوقت) ایسے ہو جاؤ تو ابھی سوراجیہ ملجاتا ہے۔ اپنے پہلے کے بزرگ آبا و اجداد ساکشات بھگوان کے حکم سے سوراجیہ ملنے کے لیئے جو چلن چلتے تھے وہ سوراجیہ کا ارتھ (معنی) ہندوستان کا راج ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور ہندوستان کا راج ملنا ایسی ان کی خواہش بھی نہ تھی۔ تم سب ان کے بنش (خاندان) کے لوگ بھی سوراجیہ کا ارتھ (معنی) ہندوستان کا راج ایسا کیوں کرتے ہو؟ اور سوراجیہ شبد (لفظ) سے ہندوستان کے راج کی خواہش کیوں کرنی چاہیئے سوراجیہ شبد (لفظ) میں جو سو شبد (لفظ) ہے اسکا ارتھ (معنی) کیا ہندوستان

ہوتا ہے۔

تمہارے بزرگ تمہارے ذریعہ سرکار سے سچا سوراجیہ طلب کر رہے ہیں۔

ایشور کے حکم یعنی دھرم قاعدہ سے نہ چلنے والے جو تمہارے بزرگ ہو گئے اُن کو سچا سوراجیہ نہیں ملا۔ اور اُدھر کا یعنی ہندوستان کے راج سکھ (فراغت) کا انبھو (مشاہدہ) نہیں ہوا۔ اسواسطے ایسے تمہارے بزرگ بڑے دکھی اور پشچاتاپ (تاسف) میں پڑے ہوئے یہ سمجھکر کہ اپنے سے دھرم قاعدہ کے موافق نہیں چلا گیا۔ اور آگے جو اپنی اولاد ہوگی وہ بھی ایشوری نیم انوسار (قاعدۂ قدرت کے مطابق) دھرم کے قاعدہ سے نہیں چلیگی۔ چاہتے ہیں کہ ایسی حالت میں بھی اپنے کو سچا سوراجیہ یعنی آتما نند سامراجیہ ملجائے۔ مگر اس زمانہ میں انگریزی سرکار ایشوری اوتار ہے۔ اس کے دھرم قاعدہ پر چل کر آخر جو نتیجہ ہوجاتا ہے کہ جس سے سچا سوراجیہ ملجائے ایسے اپنے (مقصود) وشے وستو (خواہشات نفسانی) وغیرہ اُپادھی (حائلات) سے الگ ہو کر شدھ (صاف وپاک) ہونے کے لئے انگریزی سرکار ہی کے شرن (پناہ) جانا ضرور ہے۔

ایسا ہی سمجھکر تمہارے بزرگوں کے جو اپنی اولاد کے (تمہارے) سوکشم جیو (جسم لطیف) میں رہکر تمہارے استھول روپ (کثیف صورت) کے منہ سے سرکار کے پاس ہم کو سوراجیہ دو ایسا مانگنا مانگتے ہیں۔ یعنی تمہارے اندر کے سوکشم جیو (لطیف) سوراجیہ شبد (لفظ) سے سچا سوراجیہ مانگ رہے ہیں۔ اس واسطے وہی شبد (الفاظ) تمہارے منہ سے نکل رہے ہیں۔ تم لوگ سوراجیہ کو ہندوستان کا راج سمجھکر مانگتے ہو پرنتو (لیکن) تمہارے اندر کا جیو سچا سوراجیہ تمہارے استھول (جسم کثیف) سے مانگتا ہے۔ تم استھول روپی (کثیف صورت والے) ہو تمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم خود مانگتے ہو پرنتو (لیکن) تم ایسا سمجھو کہ تم خود سوراجیہ مانگتے ہو۔

نہ ہندوستان کا راج - بلکہ تمہارے بزرگ تمہارے استھول روپ (جسم کثیف) کی آدھار (ذریعہ) سے مانگتے ہیں - سوراجیہ یعنی پرماتما آتما نند راجیہ انگریزی سرکار سے کیوں مانگتے ہیں؟ ایشور کے پاس کیوں نہیں مانگتے؟ ایسا جو کسی کا سوال ہو تو اُس کا جواب یہ ہے کہ آج کل دنیا کے بہت لوگوں کیطرف سے ایشور کے ساتھ بے ایمانی کیگئی اور کیجا رہی ہے - اس واسطے اُن کو ایشور سے سوراجیہ مانگنے دھرم آچرن کرنے اور دیو دھرم ایشور کا بھجن پوجن اور سنت مہاتماؤں وغیرہ وغیرہ کے پاس جانے کے لیئے شرم آتی ہے - اسی سبب سے پرمیشور کے پاس سوراجیہ مانگنے کا مُنھ نہیں رہا - نہ ہم سے تپسچریا (ریاضت) ہو سکتی ہے - نہ انوشٹھان (چلہ کشی) نہ یوگ ابھیاس (حبس دم) نہ دھرم (ایمان) پر چل سکتے ہیں - اسلیئے سوراجیہ ملنے کا مارگ (راستہ) گُمشُدت (معدوم) ہو گیا - اور پرمیشور کی شرن (پناہ) جانے کا راستہ بھی معلوم نہیں رہا - شاستر لکھتا ہے کہ جو پرتھوی پتی (مالک زمین) ہے وہ میں ہوں - ایسا بھگوان کہہ رہا ہے -

"نرانا مچا نرادھی پا"

ترجمہ

نر جو ہیں - اُن میں جو راجہ ہوگا وہ خاص میں ہوں - یعنی میرے پاس جو کچھ عرض ہو بادشاہ کے پاس کیجائے تو میرے پاس کرنے کے برابر ہے کیونکہ میں ہر وقت تمہیں دیکھا نہیں جاتا -

بھگوان کہتا ہے کہ جو سب پرتھوی (زمین) کا راجہ ہوگا اُس میں اور مجھ میں کچھ فرق نہیں - دیکھا ایسے بڑے بڑے پرمان (دلائل) ایں وہی ہم بھی کہتے ہیں - تم استھول روپ (جسم کثیف) سے انگریزی سرکار کو پرمیشور نہیں مانتے - مگر تمہارے اندر کا آتما جو وچار (غور) کرنے والا ہے اور جس کو وویک (امتیاز نیک و بد) رہتا ہے وہ تو

سمجھ گیا کہ انگریزی سرکار ہی پرمیشور ہے۔ انگریزی سرکار دیتا ہی ہے۔ کس لیے؟
ہندوستان کو سوراجیہ (سواتنتر سامراجیہ) دینے کیلئے تو پھر وہ تمہارا مانگنا (مطلب)
منظور کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایشور ہی ہیں۔ صرف سوراجیہ ملنے کے لیے خاص کس چیز کی
ضرورت ہے۔ اپنا سب کچھ چلا جانا۔ کچھ نہ رہنا۔ دنیاداری بالکل چھوٹ جانا۔
یعنی دنیاداری کے سب وشے واسنا (خواہشات نفسانی) چھوٹ جانا۔ تب
سچا سوراجیہ ملتا ہے۔ انگریزی سرکار کہتی ہے کہ تم تپسچریا (ریاضت) ویراگیہ
(نفرت) انوشٹھان (چلہ کشی) دھارن (اختیار) کرتے ہو تو وہ کرکے سب دنیا
کی واسنا (خواہش) چھوڑ کر پرمیشور سے سوراجیہ لے لو۔ جب تم اپنے دھرم آچرن
کی کریا (مذہب یا ایمان کے عمل) نہیں کرتے اور سوراجیہ بھی چاہتے ہو تو اس کی
کارروائی ہم کر رہے ہیں۔ تم اسکو روکنے کی کارروائی نہ کیا کرو۔ تو جلدی ایہک سکھ
(بیرونی یا دنیوی راحت) سے الگ ہو کر تم کو سچا سوراجیہ مل جائیگا۔ تمہارے دھرم کی
ریت سے چلنے کا آخری نتیجہ سب ایہک سکھ (بیرونی یا دنیوی راحت) سے الگ ہو جانا
ہوتا ہے۔ جن چیزوں سے تم سکھ مانتے ہو وہ چیزیں اور ایہک سکھ کی اوستھا (حالت) چھوڑے بغیر تم دنیاداری سے الگ
نہیں ہو سکتے۔ ایہک (بیرونی) چیزوں کے سکھ چھوٹ جائیں اور تم الگ ہو گئے تو دنیاداری کو چھوٹ گئے
اور سوراجیہ مل گیا ایسا سمجھنا چاہیے۔ ایہک (بیرونی) چیزوں کے سکھ کو الگ کرنے کے لیے تپسچریا
(ریاضت) نہیں ہو سکتی۔ اور تم تکلیف نہیں اٹھا سکتے اس لیے ہم تم کو تکلیف
نہ ہونے دیکر ایہک چیزوں کے سکھ کو تم سے ترکیب (تجویز) کے ساتھ الگ کر رہے
ہیں۔ جیسا اس تیل کا خرچ بند کرو۔ نہ بتی جلاؤ۔ تم آرام سے بیٹھو۔ ہم روشنی
کر دیتے ہیں۔ صرف تمہیں محصول دو اور روشنی لے لو۔ سیونگ بینک پوسٹ آفس۔ ریلوے۔
ٹیلیگراف وغیرہ وغیرہ ہیں جب تک تمہارا شریر (جسم) ہے اس وقت تک تو
تمہیں روشنی وغیرہ ہونی چاہیے۔ اس لیے یہ پرکاش (روشنی) تمہیں دے رہے ہیں۔

اور آتم پرکاش (روشنی ذات) کو روکنے والی چیزوں کو تم سے لے لیتے ہیں اگر محصول بڑھا بھی دیا جائے تو دینا پڑتا ہے۔ اسطرح آتمک سکھ کی سب چیزیں تم سے ہر (چھین) لینگے تو اس وقت تم سچے سکھ کے ادھکاری (اہل) ہو گے۔ تمہارا مانگنا بھی ٹھیک ہے اور سرکار کے دینے کی کارروائی بھی ٹھیک ہو رہی ہے۔ اگر تم سرکار کو انیک سکھ (بیرونی راحت) کی چیزیں نہ دو گے تو سرکار کہتی ہے کہ مت دو۔ مگر سوراجیہ کیلئے جو ریت (طریقہ) تمہارے پاس تپشچریا (ریاضت) کی ہے وہ کرو۔ جس سے تم انیک سکھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ اگر تم نہیں کرتے تو ہم تمہارے پاس سے ان چیزوں کو نکال لیتے ہیں۔ ایسا سمجھو کہ انگریزی سرکار ہم پر اُپکار (احسان) کر رہی ہے۔ ایسا راج مانگو کہ راج بھی ہمیشہ کا ہو اور بھوگنے والے بھی ہمیشہ رہیں۔ انگریزوں کو تمہارے ہندوستان میں آکر کیا کرنا ہے۔ تم کو سچا سوراجیہ دینے کے لئے آ گئے ہیں۔ اپنے پاس کا پنیہ (ثواب) خرچ کرکے تم کو انیک سکھ (دنیوی راحت) بھی دیتے ہیں۔ اور سچے سوراجیہ کو روکنے والی انیک سکھ کی چیزوں کو بھی کھینچ لیتے ہیں یعنی وہ تمہارے واسطے اپنا پنیہ (ثواب) خرچ کر رہے ہیں۔

تمہارے کہنے کے موافق اگر تم سوراجیہ کا ارتھ (معنی) ہندوستان کا راج ایسا کئے بھی تو تب بھی پہلے ادھر سے سب طرح سے الگ ہو کر ہندوستان کے باہر کی حالت اپنے میں لانی پڑیگی۔ پھر تم کو ہندوستان کے راج کا انبھو (مشاہدہ) آجائیگا۔

پھاگن نومی چیت ادھکا ماس شک ۱۸۴۸ موافق ۷ رمضان ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۸ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ ف سوموار (دوشنبہ) بوقت سہ پہر بمقام بیگم پیٹھ حیدرآباد دکن

ست پرش میں اور اپنے میں کچھ فرق نہیں ایسا نچنتہ یقین کر لینا چاہیے۔ بھگوان کی تین آنکھوں کا خلاصہ۔ ایشور کو اپنی دونوں آنکھیں دینے والا خود ایشور بن جاتا ہے۔ اپنی دونوں آنکھیں دینے والی بھگت کی تمثیل۔ خود سری باپا مہاراج کا انوبھو (مشاہدہ)۔ تریا اوستھا کا انوبھو کال چکر۔ ناسیکا گر درشٹی کیسی لانا۔ انسان کے اندرونی خلیفہ جوتی کا بیان۔

(عالیجناب مہاراجہ سر کشن پرشاد پیشکار و صدر اعظم بہادر باب حکومت گورنمنٹ نظام معہ صاحبزادگان درشن کے لئے آنے پر شری باپا مہاراج نے فرمایا)

ست پرش میں اور اپنے میں کچھ فرق نہیں۔ ایسا نچنت یقین کر لینا چاہیے

آپ کے درشن سے سنتوش (تسکین) ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر ایشور کی سچی دیا (کرم) ہوگی۔ کیونکہ آپ ادھر نہیں آ سکتے۔ اس لیے ایشور کہتا ہے کہ کسی روپ سے ادھر ہی درشن ہو جائیں اس سے سمجھ لو کہ ایشور کی اپنے پر بہت دیا (کرم و رحم) ہے۔ جیسا آپ کہتے ہیں کہ ایشور میں ہم میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اس لیے یہ اچھی طرح نشچے (یقین) کر لینا چاہیے کہ ہم میں اور آپ میں بھی کچھ فرق نہیں ہے۔ یہ آنا جانا اس واسطے ہے۔

کہ استھول روپ (کثیف جسم) کا ویوہار (کاروبار) کیا جائے۔ ایشور کا سنکیت (منشار قدرت) بہت اچھا رہتا ہے۔ ویوہار درشٹی (دنیوی نظر سے) میں بعض باتیں اپنے کو بری معلوم ہوتی ہیں مگر ایشور درشٹی سے وہ اچھی بھی ہوتی ہیں۔ ایشور سے جو کچھ ہوتا ہے وہ اچھا ہی ہوتا ہے۔ آپ کے پتر (فرزند) ارجن کنور پر ایشور کی کرپا ہونا اسکی آنکھ پر سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو ایشور کی حالت کے لیئے دونوں آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے دونوں ہی آنکھوں سے دنیا کا (سنسار پرپنچ) ویوہار ہوتا رہتا ہے۔ اسپر ایشور کی درشٹی (نظر) نہیں ہے ایسا سمجھو۔ ایشور کہتا ہے کہ دنیاداروں کو ہم نے دو آنکھیں دو کام کے واسطے دی ہیں۔ مگر تم دونوں سے ایک ہی کام کرتے ہو۔ دو آنکھوں کے دو کام کون سے؟ ایک آنکھ دنیا کے سب سنسار پرپنچ ادک (کاروبار دنیوی) ویوہار اور دوسرے پرمیشور کی اوستھا (جو دنیا سے علیحدہ ہے) دیکھنے کے لیئے ہے) ایسے دو ویوہار کے لیئے دو آنکھیں ہیں۔ مگر تم دونوں آنکھیں سنسار پرپنچ میں لگا دیتے ہو تاکہ سنسار کا سکھ دیکھیں۔ بھگوان کہتا ہے کہ ایک آنکھ ہمارے لیئے دو اور ایک تم دنیا کے ویوہار کے لیئے رکھو۔ تم جس آنکھ کو اچھی سمجھکر بڑا مان (عظمت) دیتے ہو۔ یعنی سیدھی آنکھ ہم کو دی جائے تو بہت اچھا ہے نہیں تو وہ بڑی مان والی (عظمت) آنکھ تم رکھو اور بائیں آنکھ ہی ہمکو دو۔ یہ بھی اچھا ہے۔ دونوں آنکھیں تم ہم کو دیدوگے تو ہم میں اور تم میں کچھ فرق نہیں رہیگا۔ بھگوان کہتا ہے کہ وہ دو آنکھیں جب تم مجھکو دیدوگے تو میری آنکھ تم کو آجائیگی۔ میری ایک ہی آنکھ سے دنیا کا ہی کیا دنیا کے باہر کا بھی سب کچھ ایک ہی وقت میں نظر آجائیگا۔

بھگوان کی تین آنکھوں کا خلاصہ

ایشور کو ایک آنکھ رہکر پھر دنیا کے موافق دو بھی ہیں۔ اسواسطے اُس کا نام ترنیتر (تین آنکھوں والا) ہے۔ وہ تین آنکھیں کسطرح ملیں؟

ایسا کوئی سوال کرے تو ایشور کہتا ہے کہ ہماری تو پہلے ایک ہی آنکھ تھی۔ پرنتو لیکن دنیا میں ہمارا سچا بھگت (عاشق) رہتا ہے۔ وہ اپنی دونوں آنکھیں ہمکو دیدیتا ہے اُس وقت ہم میں اور بھگت میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ جب اُس کی دونوں آنکھیں ہماری طرف آجاتی ہیں تو ہماری ایک آنکھ اُسکی طرف چلی جاتی ہے۔ تب اُس میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اسطرح اسکی دو آنکھیں اور ہماری ایک آنکھ ایسی تین آنکھیں ہوگئیں۔ اب ایسا سمجھو کہ وہ ہم میں مل گیا یا ہم اُس میں مل گئے۔ پھر اسکو ترنیتر پرمیشور کہو یا بھگو ترنیتر پرمیشور کہو ایک ہی بات ہو جاتی ہے۔ اس پر سادھو تکارام مہاراج نے کہا ہے۔

"بھگت توچ دیو۔ دیو توچ بھگت"

ترجمہ

بھگت ہی دیو ہے۔ اور دیو ہی بھگت ہے۔

ایسی ترنیتر پرمیشوری اوستھا ملنے کے لئے بھگت اپنی دونوں آنکھیں پرمیشور کو پوری طرح دیدیتا ہے۔ وہ کسطرح دیتا ہے؟ وہ پرمیشور کا ہر وقت خیال کرتے کرتے دنیاداری کی سب چیزیں اور دیوہار وغیرہ جو دو آنکھوں سے دیکھنے کے لئے ہیں اُن کو وہ بھول جاتا ہے یعنی اُس کی دو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی دنیاداری کی چیزیں اور دیوہار اُس سے دیکھے نہیں جاتے اور دنیاداری میں اُس کا کسیطرح کا خیال بھی نہیں رہتا۔ ایسی جب بھگت کی اوستھا ہو گئی تو سمجھنا کہ اُسکی دونوں آنکھیں پرمیشور کے ادھین (نذر) ہو گئیں اور ایشور کی ایک آنکھ اُس کو چلی آئی۔ ایشور میں اور اُس میں بالکل بھید نہیں رہا۔ وہ ترنیتر پرمیشور بن گیا۔

سب نے دیکھتے ہیں کہ (اعضا) میں آنکھ کی اندری سرشٹ (افضل) ہے سب ہوں اور یہ نہ ہوں تو سب بیکار ہیں جن کو آنکھیں نہیں ہیں۔ اور ستا جاتا ہے

اُسکو بہت کہا جائے کہ دیکھو یہ پیتل ہے۔ سونا ہے پیلے رنگ کا ہے مگر وہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ درشٹی (نظر) سے جس کا سمبندھ (تعلق) ہے وہ کچھ سُننے سے نہیں معلوم ہوتا۔ ایسی سب اندریوں میں سرشٹ دو آنکھیں جو بھگوت کیطرف سے ہمارے پاس پورن (پوری) طور پر چلی آئینگی۔ جب بھگت اور ہم پورے پورے ایک ہو جائیں گے۔ اُس وقت ہمارا بھگت ہمارے میں پورا ملگیا ایسا سمجھو اسکی نشانی کے لیے ہی ایک آنکھ ہماری ہمارے پاس رہکر اس کی بھی دو آنکھیں ہمارے پاس ہر وقت رہتی ہیں۔ اسیواسطے ہمارا نام ترنیتر کہلایا جاتا ہے۔ ایسا بھگوان شنکر جی کہہ رہے ہیں۔

ایشور کو اپنی دونوں آنکھیں دینے والا خود ایشور بنجاتا ہے

بھگوان کہتے ہیں کہ دونوں کی دونوں آنکھیں ہمکو دینے سے تم بھی خاص ترنیتر ایشور بن جاتے ہو یہ تو ابھی معلوم ہو گیا۔ اگر اسپر بھی تم دو آنکھیں نہیں دیتے تو مت دو۔ کوئی ایک بھی دینا تمہارا کام ہے۔ اور جو تم دو گے اُس کو لینے کا ہمارا بھی حق ہے۔ جب ہم کو تم پرمیشور کہتے ہو تو ہمارا اسبھاؤ ہے کہ ہمارا بھگت ہو یا (ابھگت) (غیر عاشق) ہو ہمکو دونوں بھی برابر ہیں۔ اُس کا کسیطرح بھی فائدہ کریں اور فائدہ ہونے کے لیے ہمارا جو سبھاؤ (عادت) ہے کہ بہت سی کارروائی کرتے رہیں۔ اُس میں آنکھ لینے کی بھی ایک کارروائی ہے کسی پر پوری کرپا کرنا ہو تو دونوں آنکھیں لے لیتے ہیں۔ اپنے آپ سے آنکھیں دینے والا ہزاروں میں کوئی ایک ہوتا ہے۔ دونوں آنکھوں سے درشٹی (نظر) بند ہونیکے بغیر تم پر ایشور کی کرپا نہیں ہوتی۔ کیا کسی نے اپنی آنکھیں ایشور کو دی ہیں۔ کیا ایسا کوئی اُدھارن (مثال) ہے۔ ہاں ہے۔ سورداس ایک بڑا بھگوت بھگت ہو گیا۔ اسکی کتھا جب سُنو گے تو سب معلوم ہو گا۔ اس سورداس نے اپنی دونوں

آنکھیں بھگوان کو ارپن (نذر) کر دیں۔ اور اُس کو ایک آنکھ لگتی۔ ساکشات (خاص) رامچندر جی کا درشن ہو گیا۔ یہ کتھا پرسدھ (مشہور) ہے۔ اُس کی یہاں لبستار (صراحت) کرنے کی ضرورت نہیں۔

اپنی دونوں آنکھیں دینے والے بھگت کی تمثیل

اور ایک دوسرا اُداہرن (نظیر یا مثال) ہے۔ ایک بڑے مہاتما ست گرو (مرشد کامل) تھے۔ انکے پاس ایک بڑا بھیشٹ جیسا دِھیان شِشیہ (معتقد مرید) تھا بھگتی کر کے وہ مہاتما ست پرکش جیسی جیسی سیوا (خدمت) بولیں وہ بھگتی سے اُن کے حکم کے موافق کرتا رہا۔ سیوا میں بہت کشٹ بھی ہو تو پروا نہیں کرتا تھا۔ ست گرو کی سیوا (خدمت) ان کے کہنے کے موافق اپنے سے برابر ہو سکے تو جان بھی کیوں نہ کھنا۔ ایسی اُس کی نِشٹھا (عقیدہ) تھی۔ ایک دفعہ ست گرو اور وہ شِشیہ پرواس (سفر) میں تھے۔ چلتے چلتے دوپہر کے وقت ایک گاؤں میں پہونچے۔ وہاں سے گاؤں کے باہر جا کر ایک جھاڑ (درخت) کے نیچے جہاں پانی وغیرہ تھا بیٹھ گئے۔ اور اشنان (حمام) وغیرہ کر لئے۔ اس کے بعد ست گرو نے کہا کہ بھیا (بھائی) اب کھانے کا کچھ انتظام کرو۔ بہت دور کا سفر ہو گیا ہے۔ اب مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ اپنے پاس کچھ اناج یا چاول بھی نہیں ہیں جو پکا لیں گے۔ نزدیک گاؤں ہے۔ گاؤں میں جاؤ اور پکی ہوئی رسوئی کی بھکشا (بھیک) مانگ لاؤ۔ ان کا حکم لیکر شِشیہ برہمن چلا گیا۔ اپنے اور اپنے گرو کے موافق وہ گھر گھر پھر کر بھکشا (بھیک) مانگتا رہا۔ مانگتے وقت جس کے گھر میں گیا وہاں جو کچھ پکا ہوا اناج ملا وہ اپنی جھولی میں ڈالتا گیا۔ ایک عورت نے کچھ اناج ڈالا اور اس کے ساتھ اچھے مصالحہ دار تیل میں پکے ہوئے وڈے (بڑے) جھولی میں ڈال دیے۔ اس شِشیہ (مرید) نے بچار (غور) کیا۔

دونوں کے پیٹ بھر جانے کے لائق بھکشا تو ملگئی ہے۔ اب زیادہ کا ہیکو بھٹکنا، اپنے
گرو کو بھوک لگی ہے جلدی لیکر جانا چاہئیے۔ ایسا سوچکر وہ گرو کے پاس چلا آیا۔ اور
سب بھکشا گرو کے پاس لے جاکر پروس دی۔ گرو جی کھانے کو بیٹھ گئے۔ کھاتے وقت
شیشیہ کی پرکشا (آزمائش) دیکھنے کے لیے اور اُسپر اپدیش کرنا (فضل کامل) کرنے
کے لیے دو چار چوڑے تھے وہ سب کھا لئے اور شیشیہ سے کہنے لگے کہ بھیّا
(بھائی) کیا اچھے وڑے تھے۔ ایسے وڑے ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ وڑے تو خلاص
(ختم) ہو گئے مگر ابھی میری ترپتی (سیری) نہیں ہوئی۔ اور تھوڑے سے وڑے
مانگ کر لے آؤ۔ گرو کی یہ بات سنکر شیشیہ گاؤں کے اُسی گھر پر گیا جہاں سے
عورت نے وڑے دیئے تھے جاکر عورت کو پکارا۔ وہ بڑی تیز تھی اُس نے کہا ابھی
ابھی تو تجھے بھکشا ڈالی۔ پھر کیا ہے۔ چلا جا۔ شیشیہ نے کہا۔ نہیں مائی۔ ہم ہمارے گرو
کے واسطے وڑے مانگنے آئے ہیں۔ عورت نے کہا ہم تمہارے گرو وغیرہ کو نہیں
جانتے۔ چلے جاؤ۔ شیشیہ اور اور طرح سے پرارتھنا (التجا) کر کے مانگتا رہا اس پر
عورت نے گالیاں وغیرہ دیکر بہت غصہ کی۔ شیشیہ نے کہا اے مائی تم وڑے دیدو
جو ہم سے لینا ہو سو لے لو۔ واپس جانے نہ دو۔ تم جو بولو وہ ہم کرینگے۔ عورت نے غصہ
کے زور میں اُس سے کہا کہ تم اپنی آنکھیں دو تو ہم وڑے دینگے۔ شیشیہ نے کہا اچھا
لے لو۔ اور اُسی وقت اپنے ناخن سے آنکھیں نکال کر سامنے رکھ دیں۔ عورت
شیشیہ کی یہ اوستھا دیکھ کر گھبرا گئی۔ اور اُسکا سب غصہ وغیرہ چلا گیا۔ وہ سہمی اور کہا
شیشیہ سمجھکر بولنے لگی کہ شیشیہ ایسا ہے تو گرو کیسا ہوگا؟ ایسا بچار کر کے اُسنے
تازہ وڑے بنائے اور لاکر اُسکی جھولی میں ڈالدیئے۔ شیشیہ نے آنکھ سے خون
گرتا ہوا جسم بھرا ہوا ایسی حالت میں راستہ ٹٹولتا ہوا دھیرے دھیرے (آہستہ
آہستہ) گرو کے پاس چلا گیا۔ گرو نے دیکھکر کہا کہ اسے یہ تیری کیا دشا (حالت) ہے۔

تیری آنکھیں کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ کو وِٹھل سے ہونا تھے اور وہ صورت نہیں دیتی تھی۔ اس لئے آپ سے آنکھیں دیکر وِٹھل سے لے آیا ہوں۔ یہ اُس کی بھگتی تھی اور نِشٹھا تھی کہ اُس نے جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ گرو نے اُس کی پورن نِشٹھا اور بھگتی اور اس کو کسوٹی میں اُتر گیا دیکھ کر اپنی ایک آنکھ دیکر کرتارتھ (نجات) کر دیا۔ یہ سب ست گرو کا کھیل تھا۔ اب وقت آگیا ہے تو ہم پر بھی بیتی ہوئی بات ہم کہتے ہیں۔ ست گرو کی جب کرپا ہوتی ہے وہ اُس وقت ہر طرح کے کھیل دکھاتے ہیں۔ میں جب شیر گڑھی میں تھا۔ اُس وقت مجھے جس طرح سے بہت ہی ڈر پیدا ہوا اور میں ڈر گیا ایسا معلوم ہونے لگا۔ ایسے ڈر کے بہت سے پرسنگ (مواقع) آئے تھے۔ اور میں روتا رہتا تھا۔ طرح طرح کا ڈر پیدا ہوتا تھا۔ ست گرو کے کرپا کرنے کی اور اور طرح ہوتی ہے۔ اس وقت کے ایسے بھینتی دایک (پُر از خوف) بہت سے پرسنگ جمع آگئے تھے ان میں سے کچھ تھوڑے کہے گئے ہیں۔ ایک دفعہ دو شخص آگئے انھوں نے میری گردن کاٹ ڈالی میں پاگل سا ہوکر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ میرا سر کہاں گیا؟ اس کا ڈر بُری طرح سے اس وقت دل میں بیٹھ گیا۔ یہ بات بہت بڑی (طول) ہے وستار (صراحت) سے پہلے کہا گیا ہے۔ یہاں صرف اشارہ کے طور پر کہہ دیا گیا۔

خود شری باباجی مہاراج کا ایک انوکھا اپدیش	ایسی اور ایک اوستھا آگئی کہ ہم گھنڈیا کے مندر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت ایک بڑھی عورت آگئی اُس کو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُس نے کہا تم

بیٹھے بیٹھے کیا کرتے ہو۔ تم یہاں پر کیوں بیٹھے ہوئے ہو ایسا میرے خیال میں آتا ہے میرے ساتھ چلو میں تمھیں سکھ کا راستہ بتلاتی ہوں۔ تھوڑی دیر سے پھر تم اپنے ٹھکانے پر چلے آنا۔ اس کی بات میں نہیں مانتا تھا۔ پھر تو وہ اور اور کچھ باتیں بولنے لگی۔ سائیں بابا کی اُنکو دیکھا سی لگتی ہیں ایسا کچھ کہہ کے میں اُنکو ساتھ لیا تو نکلا اور مندر کے دروازے باہر

ایک پاؤں رکھا۔ پاؤں رکھتے ہی سب دیکھنا بند ہوگیا۔ صرف آجی بائی (بڈھی عورت) اور میں نظر آتے تھے۔ آجی بائی (بڈھی عورت) میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلی وہ ایک بہت پرانے مکان کے بیچ کے حصہ میں ایک تل گھر تھا وہاں مجھے لے گئی جو بہت غلیظ تھا جو برسوں سے کچرے کوڑے سے بھرا ہوا تھا وہاں روشنی کے واسطے ایک کھڑکی تھی اس کے پاس مجھے بیٹھنے کو کہی۔ میں نے کہا آجی بائی (بڈھیا عورت) یہاں کیوں لے آئی مجھے ڈر ہوتا ہے اس نے اتنا کہا کہ ڈرتے کیوں ہو اور زیادہ بات چیت نہ کر سکے۔ اپنے پاس کا چاقو نکالی اور آنکھوں کے سامنے اسطرح پکڑ کر کھڑی ہوگئی کہ جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ میری آنکھیں نکال لینے کی تیاری کر رہی ہے۔ ایسا دیکھکر میں گھبرا کر پوچھنے لگا کہ آجی بائی کیا یہ سکھ کا راستہ ہے؟ اُس نے میری باتوں پر کچھ خیال نہ کر کے اپنے ایک ہاتھ سے میری آنکھ کھولی اور چاقو سے جھٹ کاٹ کر نکال لی۔ میں پکارنے لگا کہ میں اندھا ہوگیا۔ میں بہت دکھ میں ہوں۔ یہ تم نے کیا کیا۔ آنکھوں سے لہو بہہ رہا ہے اور کٹی ہوئی آنکھیں سامنے رکھی ہوئی نظر آرہی ہیں اُس نے کہا ہم بڈھے پن کی وجہ سے میری آنکھیں کام کی نہیں رہی تھیں اس لیئے تمہاری آنکھ لے لی ہوں۔ یہ کہکر وہ نکالی ہوئی آنکھیں لے کر چلی گئی۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک وہیں بیٹھکر روتا رہا اور مجھے اندھے کے موافق کچھ نظر نہیں آیا اور گھپ اندھے کے موافق اُس میں کئی دن اور رات گزر گئے۔ ایسی کلپنا ہوئی۔ بڈھی تو چلی گئی۔ اس تل گھر میں کب تک بیٹھے رہینگے۔ ایسا سوچکر ٹٹولتے ٹٹولتے میں باہر نکلنے کے واسطے چلنے لگا تو دیوار کی ٹکر لگ گئی اور اُسی وقت وہ سب دکھاوا بند ہوگیا۔ اور وہ دکھاوے کی پہلی حالت میں جسطرح سے تھا یعنی ایک پاؤں مندر کے اندر اور ایک مندر کے باہر وہی نظر آنے لگا اور جو وقت تھا وہی معلوم ہوگیا تو پھر میں کہنے لگا کہ تل گھر کہاں گیا۔ یہ کیا بات ہے ایسی بہت ساری

باتیں دن بھر ہوا کرتی تھیں۔ مطلب یہ کہ جب ایشور اپنے کو کھینچ لیتا ہے تو دنیا کے کام کرنیوالی آنکھیں آپ لے لیتا ہے۔ ایشور جو آنکھیں لیتا ہے وہ اپنے بہلے کیواسطے لیتا ہے۔ ایک آنکھ بھی آ گئی تو سب کاروبار چلتا ہے۔ دونوں آنکھوں سے دنیا کے کام ہوتے ہیں۔ اندر کی جو ایک آنکھ ہے اُس سے ایشور کا کام ہوتا ہے اور دنیا کا بھی کام ہوتا ہے۔ اندر کی ایک آنکھ سب کو ہے۔ دیکھنے والا پہلے ایک آنکھ سے دونوں آنکھوں کے دوارا (ذریعہ) باہر دیکھتا ہے وہ دیکھنے والا جو ہے اُس کے دیکھنے کا فورس اندر کی ایک آنکھ میں آ کر وہاں بالکل نہ ٹھہر کر دونوں آنکھوں سے باہر نکلتا ہے اور باہر کے دکھاوے کا انبھو (مشاہدہ) لیتا ہے وہ دیکھنے والے کی جو جوتی (نور روشنی) ہے وہ پہلے اندر کی ایک آنکھ میں آئے بغیر دونوں آنکھوں سے باہر نہیں نکلتی۔ البتہ وہ اندر کی ایک آنکھ میں ٹھہرتی نہیں۔ ایسی سب دنیا کی دیکھنے کی اوستھا ہے۔ کوئی یوگی لوگ شاستر کی ریت سے بہت ابھیاس کر کے دیکھنے والے کا فورس دو آنکھوں سے باہر نہ جائے اندر کی ایک آنکھ میں ٹھہر جائے اس واسطے ابھیاس کرتے رہتے ہیں اس کے لئے ایک اُدھارن (مثال) ہی اُس سے زیادہ خلاصہ (واضح) معلوم ہوگا۔

تریا اوستھا کا انوبھو دیکھو چار اوستھا رہتی ہیں۔ جاگرت[۱] سپن[۲] سشپتی[۳] تریا[۴] (بیداری۔ خواب[۲] ۔ گہری[۳] نیند۔ حالت چہارم[۴]) چوتھی جو تریا اوستھا ہے اسکا یوگی لوگ گیانی لوگ انبھو لیتے ہیں۔ تیسری اوستھا سشپتی ہے جس کو گاڑھ ندرا (گہری نیند) کہتے ہیں اس تک سب کوئی جاتے ہیں اور اس سے آگے یعنی دوسری سپن اوستھا (حالت خواب) وہ بھی سب کو معلوم ہے اور پہلی جاگرت اوستھا (حالت بیداری) بھی سب کو معلوم ہی ہے۔ کہ کئی سوتے وقت جاگرت اوستھا سے پہلے سپن اوستھا (حالت خواب) کا انبھو لے لیتا اور پھر گاڑھ ندرا میں جاتا ہے۔ کوئی سپن اوستھا (حالت خواب) ہی میں ٹھہر کر وہاں کا دکھاوا دیکھکر جاگرت (بیداری) میں چلا آتا ہے۔ گاڑھ ندرا (گہری نیند) اُس کو نہیں آتی۔ کوئی

گاڑھہ ندرا میں جاکر جاگرت اوستھا (بیداری) میں آتے وقت بیچ میں سپن اوستھا (حالت خواب) میں ٹھہر کر اسکا انبھو لیکر جاگرت (بیداری) میں جاتا ہے۔ نہیں تو پھر گاڑھہ ندرا (گہری نیند) میں جاتا ہے۔ کسی کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ سونیکے ساتھ ہی سپن کے انبھو کے بغیر گاڑھہ ندرا لگ جاتی ہے۔ تو سپن کے استھان پر نہ آکر ایکدم گاڑھہ ندرا میں چلا گیا ایسا نہیں ہوتا بلکہ سپن کے استھان پر آنا اور اس کا سوکشم پرمان (لطیف صورت) سے انبھو بھی ہو جاتا ہے۔ پرنتو خیال میں رہنے کے پرمان (حد) تک انبھو نہیں رہتا پرنتو جاگرت (بیداری) سے سپن اوستھا میں آکر ایکدم گاڑھہ ندرا میں چلا جاتا ہے۔ اسی پرمانے (اسطرح) ہی دیکھنا جو ہے۔ اندر کی آنکھ میں آکر وہاں نہ ٹھہر کر ایکدم دونوں آنکھوں سے اس کا فورس باہر نکلتا رہتا ہے۔ اس کو اور ایک بیوہار کے اُدھارن (تمثیل) سے جلد معلوم ہونے کے لئے سمجھو۔ جیسے ریل گاڑی کو بیچ کے اسٹیشن چھوڑ کر آگے کے بڑے اسٹیشن تک ہی فورس دیا ہوا ہوتا ہے اور وہ وہیں جاکر ٹھہر جاتی ہے بیچ بیچ کے اسٹیشن کا استھان چھوڑ کر چلی گئی ایسا نہیں ہوتا وہ بیچ کے اسٹیشنوں پر سے ہی جاتی رہتی ہے پرنتو وہاں ٹھہرتی نہیں گاڑی میں بیٹھنے والا بیچ کے اسٹیشنوں پر ہو جاتا ہے ان کا دیکھا ہوا اور وہاں کے [illegible] لیکن پہنچا تو جانے اور خیال میں رہنے کے لائق نہیں نظر آتے۔ اسی طریق پر سمجھو اندر کی آنکھ میں دیکھنے والے کے دیکھنے کا جو فورس ہے وہ اندر کی آنکھ میں آکر وہاں کی حالت پہنچانے جانے اور خیال میں رہنے کے موافق کچھ نہیں ہوتا۔ پرنتو وہ استھان سے نکلکر دو آنکھوں سے باہر کے دکھاوے کا انبھو آجاتا ہے۔ دیکھنے والے کی دیکھنے کی جوتی یا فورس جب اندر کی ایک آنکھ ہی تک ہو جائیگا اور وہیں ٹھہر جائیگا تو اس وقت دونوں آنکھوں سے دیکھنے کی جوتی یا فورس نہیں نکلیگا اور باہر دنیا داری کا کچھ انبھو بھی نہیں آئیگا کیونکہ وہ دو آنکھیں دنیاداری کے واسطے ہی ہیں۔ جب اندر کی ایک آنکھ ہی میں جوتی ٹھہر جائیگی تب سرشٹی

ایشور ترست (ایشور کا بنایا ہوا جو سکل برہمانڈ کا استھان ہے اور جہاں وہ ایک آنکھ ہی تو وہ سکل برہمانڈ کا گیان کر لیتا ہے یعنی دنیاداری سے علیحدہ جتنا جو کچھ دیکھنے کے لائق ہے وہ سب دیکھا جاتا ہے تو دنیاداری کا بھی سب اسی ایک آنکھ سے ہی دیکھنے کا انبھو ہو جاتا ہے ایسا وہ ایک آنکھ سے ہی سکل برہمانڈ کا کام سب بیوہار کا دکھاوا دیکھنے کے وقت وہ دیکھنے والا جو ہے اس کی سادھارن دنیاداری کے موافق حالت نہیں رہتی۔ اس کی ایک آنکھ سے دیکھنے کے لائق ایشور کے موافق حالت ہوتی ہے۔ دیکھنے والے کے دیکھنے کا فورس جب دونوں آنکھوں سے دنیا کو دیکھنے کو نکلتا ہے اور پھر دو آنکھوں تک وہ فورس کی گتی کبھی کنٹھت نہیں ہو کر اندر کی ایک آنکھ میں ٹھہر جائے تو وہ فورس اننت برہمانڈ (لاتعداد کائنات) میں پھیلتا ہے۔ دونوں آنکھوں سے دنیاداری کا دکھاوا بیوہار (ـــــ) کا دیکھا جاتا ہے۔ اور اندر کی ایک آنکھ سے تو پہلے اسے اور پیچھے دکھاوے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ سب دکھاوے اندر کی ایک آنکھ سے دیکھنے والے کے لئے نئے نئے اور وقت وقت پر اُتپن (پیدا) ہو کر دیکھے جاتے ہیں۔ ایسا نہیں وہ سب پہلے ہی سے ویسے کے ویسے وہ دیکھتا ہے وہ تو سب پہلے سے بنا ہوا۔ جیسے کا ویسا (جیسے) استھر (قائم) ہی ہے۔ دیکھنے والا کال چکر پہ بیٹھا ہے۔ کال چکر (پرکار گردش زمانہ) پھیرتے پھیرتے جب دیکھنے والے کی حالت اندر کی ایک آنکھ سے ہی دیکھنے کی ہو جائے تو سمجھو کہ وہ کال چکر سے ہی ہو جاتا ہے اور کال چکر سے ہی دیکھنے والے کو دیکھنے کی اوستھا (حالت) آ جاتی ہے۔ ایسا ہے کہ دیکھنے والا اور دیکھنے کی چیز انادی (ابد) کال سے استھر (قائم) ہے۔ کال چکر کو گتی ہے۔ اس کال چکر کی گتی سے یہ دونوں کا کوئی کال (زمانہ وقت) سے ملاپ کا پرسنگ (موقعہ) آ جاتا ہے۔ (کال چکر) دو آنکھوں سے دیکھنے کی جو دنیا ہے وہ بھی ویسی ہی ہے جیسا کوئی دیکھنے والا آگ گاڑی میں بیٹھا ہے اور اسکو بمبئی شہر دیکھتا ہے تو دیکھنے کا بمبئی

استھر (ایک ٹھکانے پر) ہے ہلتا جلتا نہیں کچھ کم زیادہ استھتی ہوتی نہیں اور آگ گاڑی
(ریل) میں بیٹھا ہوا دیکھنے والا بھی استھر (مستحکم) ہی ہے۔ آگ گاڑی کو صرف گتی اور
فورس ہے تو وہ گاڑی میں بیٹھا ہوا دیکھنے والا اور دیکھنے کا ممبئی شہر ان دونوں استھر
وستو کا آگ گاڑی ملاپ کر دیتی ہے۔ ایسا ہی ہر وقت جیون کی بہت ویگ اور گتی
ہے ایسے بہت جلد پھرنے والے کال چکر میں رہنے والا جو دیکھنے والا ہے اُس کا اور
دیکھنے کا انیت برہمانڈ کے دکھاوے ان کا اس کال چکر سے ملاپ ہو جاتا ہے۔ سوریہ
نارائن کا ادھارن بھی ایسا ہی ہے۔ سوریہ نارائن (سورج) بھی استھر ہے اور سوریہ نارائن کو
دیکھنے والے اپن (ہم) لوگ بھی استھر ہیں۔ اپن اُس کو دیکھنے کے واسطے کہیں نہیں جا سکتے
اور وہ بھی اپنے پاس نہیں آسکتا تو سوریہ نارائن اور اپن دونوں کا درشن یا دیکھنا
یہ اوستھا ہونے کے لئے پرتھوی پر اپن اور پرتھوی کو فورس اور گتی ہے وہ سوریہ نارائن کا
اور اپنا درشن کرا دیتی ہے۔ ویسے ہی ست کرم سے اندر کی ایک آنکھ میں دیکھنے والے
کی جوتی ٹھہرا دینے کی کبھی کال چکر کی گتی ہوتی ہے تو پھر وہ جوتی کا فورس برہمانڈ میں جا کر
باہر کا تو کچھ نظر نہیں آتا۔ پرنتو اندر بہت پرکاش معلوم ہوتا ہے۔ وہ پرکاش اور اپن
ایک ہو جاتے ہیں اسکو انت پرکاش کہتے ہیں۔ وہ پرکاش سوریہ نارائن (سورج) چندرمان
(چاند) وغیرہ کسی طرح کے سادھن سے نہیں ہوتا ہے اسی پرکاش میں ایشور دیکھا جاتا ہے
اس کے بعد عالیجناب مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر نے سری بابا سے سوال فرمایا کہ گیتا
وغیرہ شاستر میں ناسکا (ناک) ناسکا گر درشٹی ہونے کا ابھیاس کہا گیا ہے اور کوئی کوئی
ایسا ابھیاس بھی کرتے رہتے ہیں تو کیا اس کا مطلب وہی پرکاش (روشنی باطنی) ہونیکا
ہے اسپر سری بابا نے فرمایا کہ ناسکا گر درشٹی کا ابھیاس ہو تو بھی اندر کی جو ایک آنکھ
ہے وہ جوتی ٹھہرنے کے لئے ہے۔ دونوں آنکھوں سے دیکھنے والے کی نظر کا فورس
باہر نکلنے کی جو عادت ہو گئی ہے وہ عادت کم کرتے کرتے اندر کی ایک آنکھ میں آتے۔

اس واسطے وہ ابھیاس ہے۔ ابھیاس کرنے والے جبکی ایک دم ناسکا گر پر درشٹی نہیں ٹھہرتی وہ پہلے نابھی (ناف) کل پر درشٹی (نظر) رکھکر دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) اوپر درشٹی کو چڑھاتے اور پھر ناسکا (ناک) کے اگر پر ٹھہراتے ہیں۔ ایسا ایک دو دن میں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ کوئی اچھا ابھیاس کرنے والا ہو بھی تو کچھ زیادہ ہی دن لگتے ہیں۔ ناسکا اگر پر درشٹی پوری ٹھہر جائے تو وہ دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) پیچھے لوٹتی ہے۔ جب وہ لوٹتے لوٹتے آنکھوں کے نزدیک آجاتی ہے تو وہ اندر کی آنکھ میں چلی جاتی ہے اور اس وقت ایک دم اندر کے اندر ہی پرکاش ہو جاتا ہے۔ جدھر دیکھو اُدھر اُجالا ہی اُجالا ہو جاتا ہے اس کے لئے سوریہ کی روشنی وغیرہ کسی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس پرکاش سے بڑا آنند آتا ہے۔ سوریہ آگی وغیرہ کیطرح تکلیف نہیں ہوتی اسکا دھارن یہ ہے کہ وہ چمبک (مقناطیس) کے کھینچنے کی حد میں سوئی یا لوہے کا ٹکڑا چلا گیا تو وہ فوراً کھینچ لیتا ہے۔ ایسا ہی سمجھو کہ دونوں آنکھوں کی جوتی پیچھے لوٹتے لوٹتے جب ایک آنکھ کی حد میں آگئی تو وہ ایکدم کھینچ لیتی ہے۔ وہ باہر کی جوتی اندر گھس گئی تو ایک آنکھ سے انند برہمانند کا انبھو فوراً آجاتا ہے ابھیاس کرنے والے کرتے ہیں مگر گرو کی کرپا اور اس کے بتانے کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ایک بہت پرکاش کا چراغ ہے وہ چاروں طرف سے بند ہے اور اُس میں خالی دو سوراخ ہیں وہ پرکاش کا سبھاؤ ہے کہ سوراخ سے باہر نکلے اور جو پرکاش سوراخ سے باہر نکلتا ہے اُس کو پیچھے کھینچکر اس چراغ کی جوتی میں ملا دینا ہو تو نہیں ملسکتا کیونکہ وہ پرکاش جڑ ہے اور اسی لیئے وہ سوراخ قائم رکھکر باہر نکلنے والا پرکاش پیچھے کھینچا جا کر نہیں ملسکتا۔ پرنتو آدمی کے اندر کی آنکھ کی جو آتم جوتی ہے وہ چراغ کے پرکاش کیطرح جڑ نہیں ہے۔ وہ چیتن روپ ہے اسی واسطے آدمی پریتن کرے تو وہ پیچھے کھینچی جاتی ہے۔ وہ جو تنا (نور) ہمیشہ کی ہے وہ کبھی کہیں جاتی نہیں۔ نہ

کبھی کبھی) لیکن اس پرستھ شریر یعنی (جسمانی حالت) اُپادھی کا غلاف (ڈھکن) آگیا ہے۔ اور اُس میں وہ جوتی رک گئی ہے اُس کو باہر نکلنے کے لیے اُپادھی روپ جو شریر ہے اُس کی دو آنکھیں دو سوراخ ہیں۔ اِن دو سوراخوں سے اندر کی جوتی باہر نکلکر دیہا کا انبھو لیا جاتا ہے یہ اندر کی چیتن جوت پائی گئی ہوگی بھی تو باہر بھی وہی ہے اُسیکا جیو بن گیا ہے پرنتو جیو روپ سے جو چیتن جوت ہے وہ جو کلپنا کرے وہی باہر نظر آتا ہے۔ اگر کچھ بچار یا کلپنا نہ کرے تو باہر بھی کچھ نظر نہ آئیگا۔ یہ فوٹوگراف کی فوکسنگ کی طرح ہے فوکسنگ کر کے اندر کے نگیٹیو میں جو لیا جاتا ہے پھر وہیں اُسیطرح باہر نظر آتا ہے۔ سچ پوچھو تو سوائے اس جوتی کے اندر باہر کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس اُپادھی سے گھری ہوئی ہونے کے سبب سے اندھکار بن گیا اور شریر یہ جیو من وغیرہ اُسی سے بنتے ہوئے ہیں۔ تات پریہ (حاصل کلام) یہ کہ اسی میں اُگی ہوئی جوت سے اپنے ٹھکانے پر وہ جیو جو جو کلپنا کرے دونوں سوراخوں سے باہر نکلکر وہی دکھاوا (کلپنا کیا ہوا) دیکھتی ہے۔ اگر اپنے کو کبھی دیکھنا ہی نہ ہو تو وہ جوت اپنی اپنی جگہ استھر رہکر کچھ بھی معلوم نہ ہوگا۔ ایسی گاڑھ نندرا کے موافق اوستھا ہو جاتی ہے اُس وقت وہ پرکاش کہیں نہیں جاتا۔

وہ جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ کا ہے۔ دیکھنے والے کو دکھتا ہی کچھ نہیں۔ ایک آنکھ سے نہ دو آنکھ سے تو پھر دیکھنے والا جو ہے وہ پرکاش میں لین ہوکر پرکاش کے موافق ہو جاتا ہے۔ پرکاش اور دیکھنے والا دونوں ہی ایک ہو جاتی ہیں پھر اس کے نہ معلوم ہونے سے نہ سمجھنے کی حالت آتی ہے۔ وہ خود پرکاش ہی ہو جاتا ہے تو پھر اُسکو کیا دیکھیگا (نظر پڑیگا) جب دیکھنے والا نہیں تو اس کے دیکھنے کی چیز بھی نہیں۔ صرف پرکاش ہی پرکاش۔ پھر اس کو کچھ نہیں معلوم ہوتا تو نہ سمجھنے کی یہ اوستھا (حالت) آگئی ہے۔ نہ سمجھنا اسکا سروپ اندھکار ہے۔ جیسا پہلے پرکاش روپ گیان روپ اوستھا ہے ویسا نہ سمجھکر یہ کچھ نہ ہو کر یہی اندھکار روپ سے انبھو میں آتا ہے۔

اسی کو مایا کہنا۔ وہ نہ سمجھنا (مایا) اور وہ پرکاش کا ملاپ ہوتے ہی اچھا برا اچار کرنیکی اوستھا والے۔ اسی واسطے جو لوگ انادی (لامتناہی) ہے ایسا کہتے ہیں۔ واستوک (دراصل) دیکھنے والے کو اننت برہمانڈ (لاتعداد کائنات) کے پرکاش کا دکھاوا دکھنا ہو تو وہ اندر کی ایک آنکھ ہے۔ اگر وہ پرکاش میں لین ہوگیا تو اس کے ساتھ ایک آنکھ دو آنکھ سب لین (وصل) ہو جاتے ہیں۔ وستو ماتر ویسی ہی رہ جاتی ہے۔ یہ سب اور شٹ باتیں ہیں ان کا سب پورا پورا الفت کے موافق شابدک گیان اس جنم میں جب کبھی پکا ہو جائے تو اس کا پورا پورا خاص انبھو لینے کے لیے ایک ہی جنم پھر آتا ہے اور جو جنم لیکر اس کا انبھو لیتا ہے اسی کو جیون مکت کہتے ہیں اُس کو اس جنم میں انبھو کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے۔ جو جو اپدیش ہوا سب برابر جلکیہ شابدک گیان ہی ہو جائے تو بس ہے۔

---

۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۸ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۱۹ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ف روز سہ شنبہ بوقت آرتی دوپہر (مقام ساکوری)

"جس کو کوئی واسنا نہیں اُس کو بابا کہنا"

معتقدین اور بھگت منڈلی کے درشن کرنے کے بعد سری بابا مہاراج نے فرمایا "تم لوگ اب درشن کر لیے ہو جاؤ" دتاترییہ وشنو بھولکر صاحب نے عرض کیا کہ "بابا کے بچن اور اپدیش سننے کے لیے روز نئے نئے لوگ آتے ہیں"

نوٹ ضروری۔ لہ۔ یہاں شابدک گیان سے مراد وہ نہیں ہے جو ویدانت یا ورشاستر کی تھوڑی یا تھوڑی باتیں پڑھ لکھکر زیادہ لیاقت بتلائیں اور لوگوں میں اپنی بدیا کی جھوٹی بڑائی دکھائیں بلکہ وید شاستر کی اصلی غرض کو پوری پوری طرح سے سمجھکر خود بچار کرنا شابدک گیان کہلاتا ہے۔

سری بابا نے فرمایا کہ آج ہم کچھ نہیں کہینگے - دتاترے وشنو صاحب اور مدن لال جی نے
کہا کہ جیسی بابا کی اِچھا (مرضی) اُس پر سری بابا نے فرمایا کہ اِچھا (خواہش) رہی تو بابا نہیں
جسکو کچھ اِچھا نہیں رہتی اور جو بالکل اِچھا رہت (بے خواہش) ہوتا ہے وہی بابا ہے
ایک دفعہ بچہ پیدا ہوا تو پھر اِچھا (خواہش) نہیں رہنا - تم لوگوں کو بال بچے ہوئے -
ایک دو یا تین بھی ہو جائیں تو تم اُن کے بابا نہیں بنتے - کیوں نہیں بنتے ؟ تمہاری اِچھا
نشٹ (خواہش فنا) نہیں ہوتی - جن ماں باپ کی اِچھا (خواہش) سب چلی گئی اُن کو
بابا کہنا چاہیئے - میں نے اسواسطے یہ بات کہی کہ تم لوگوں نے یہی کہا کہ جیسی بابا کی
اِچھا - بابا کی کاہیکی اِچھا (خواہش) بابا کو اِچھا ہو تو پھر تم بابا کیوں کہتے ہو - تمہارے
گھر میں بابا رہتا ہے تو کیا ایسے دو چار بابا ہوتے ہیں ؟ بابا باپ یعنی پتاجی کو کہنا -
کسی دیش میں پتا کے پتا کو بھی بابا کہتے ہیں - پہلے پتا کو بابا بولو - پتا برابر بابا نہیں
بنتا تو پتا کے پتا کو بابا کہو - سچ پوچھو تو اپنے کو اگر ایک بچہ ہو گیا اور وہ پیٹ بھرنے
کے لائق روزگار دھندا کرنے لگا تو اُس کا باپ (بابا) ہونا کیا ہے - اِچھا رہت ہو جانا
ہے اگر باپ اِچھا رہت نہ ہوا تو باپ کا باپ جو دادا کہلاتا ہے اس کو یہ سمجھنا
چاہیئے کہ مجھے لڑکا ہوا تو میں اِچھا رہت نہ ہوا اب میرے لڑکے کو بچہ ہو گیا یعنی پوتا
ہو گیا تو مجھے اب تو بابا ہونا یعنی اِچھا رہت (بے خواہش) ہونا چاہیئے - خاص پتا (باپ)
اِچھا رہت نہیں ہوا تو پتا کے پتا کو تو ہونا ضرور ہے - وہ بھی نہیں ہوتا تو پھر ہم کو
کیوں بابا کہنا - ہم کسی کے بابا نہیں اور ہم کسی کو بابا نہیں کہتے - ہماری کیا حالت ہوئی
بھگوان ہی جانتا ہوگا - بابا والا بابا ہو جائیگا اور بابو والا بابو ہو جائیگا - بابو بچے
کو کہتے ہیں - بچہ بابو ہو گیا اور پتا کا پتا (باپ کا باپ) بابا ہو گیا - بابا ہو یا بابو ہم کیا
بچار کرتا ہے - ہماری کوئی اِچھا (خواہش) نہیں - تمہاری اِچھا کے لئے زبردستی
بات کرنا پڑتا ہے - جیو (مزاج) اچھا تو سب اچھا معلوم ہوتا ہے نہیں تو بچار دتری

(کرابہ) ہیں کے موافق کہٹارا (کرایہ کی ہنڈی) چلانا پڑتا ہے۔ میرے دل میں آج زیادہ بات کرنا نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم لوگ روزانہ اتنے جمع ہوگے اور ایسے بھگتی وان ہوگئے۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ جہاں بھگتی کرنے کا ٹھکانا نہیں وہاں بھی تمھاری سنت بدھی (عقل صافی) جاتی ہے اس میں ایشور تمھارا بھلا کریگا۔ اسی اثنا میں راجہ شنکر راؤ نیم ونت کے فرزند بال راجہ اور فرزند برادر زادہ نسبتی مسمی صاحب راجہ کو گود میں لیکر کھنڈ لا اور دوسرا پھل بتلاکر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ کیا تم بابا بنوگے۔ ابھی تم بابو ہو لے لو۔ بچے نے نہیں کہا۔ راجہ صاحب کے دوسرے بچے سے دریافت فرمایا کہ تم بابو ہو یا بابا۔ تم بھی نہیں لیتے۔ پبلک سے مخاطب ہوکر۔ دیکھو جو سچے بچے ہیں وہ پہلے سے ہی بابا پن یعنی نراچھا پن لیتی ہیں وہ باپ جن سے بچے پیدا ہوئے پہلے ان کے پاس نراچھا پن بابا پن رہتا ہے۔ ان کے باپ (بابا پن) نراچھاپن لیکر اپنی اچھا بچوں میں ڈالتے (داخل) ہیں اور ان بچوں کا بابا پن اڑا دیتے ہیں۔ اپنی اچھا بچے میں ڈالدیا اور وہ بچہ بڑا ہوگیا تو باپ کو بابا ہونے لگا۔ یہی تو یہی بات ہے۔ دیکھو اس سے کیا ہوا بچپن میں جو نراچھا پن (بےخواہشی) رہتا ہے۔ وہ نراچھاپن سے بابا پن بھی وہیں رہتا ہے تو ماں باپ کو ویسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ کیسا؟ تو اپنی اچھا (خواہش) وغیرہ بچے میں ڈال کر اس کا نراچھاپن اپنے میں لے لینا اور پورا پورا نراچھا ہوکر بھی پورا پورا بچپن لیکر سچا بابا پن جانا۔ جو کبھی بچہ ہو جاتے تو ماں باپ کا بھی سچا کرتو یہ (فرض) ہے اسی واسطے ایسی ایک بات کہی گئی ہے کہ ایک کو پھنسانا اور آپ خود کو فائدہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اپنا جس پر حق چلسکتا ہے اسی کو پھنسانا ہوتا ہے بچہ میں اپنی سب طرح کی اچھا ڈالنا اس کو پھنسانا ہے۔ بچے کو اسطرح سے پھنسایا جائے بھی تو حرکت نہیں۔ کیونکہ یہ اس واسطے ہے کہ اپنے کو سچا بابا پن آجائے۔ بچہ کو پھنسا کر آپ سچے بابا ہوگئے تو بچے کو پھنسانے کا نتیجہ (اثر) بچے پر نہیں ہوتا اپنے باپ کی سب طرح کی اچھا بچے نے لے لی۔ اور باپ سب اچھا سے الگ ہوگیا تو سمجھنا کہ بچہ سب اچھائیں رکھکر بھی آخر میں

اِچھا رہت کا پرنام (نتیجہ) لے لیتا ہے۔ آجکل تو بچوں کو ہر طرح کی اِچھاؤں میں پھنساتے ہیں اور آپ خود بھی طرح طرح کی اِچھاؤں میں پڑ جاتے ہیں۔ ایسے ماں باپ کو کیا کہنا۔ بابا ہو جانا کچھ آسان تھوڑا ہی ہے۔ سنت۔ مہاتما۔ گوسائیں۔ ویراگی فقیر۔ سائیں وغیرہ وغیرہ کو پراتن (قدیم) سے بابا کہنے کا دیوہاٹ (رواج) ہے۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ وہ سب اِچھا سے الگ رہتے ہیں۔ بابا کو کوئی بوا بھی کہتے ہیں۔ باوا۔ بُوا۔ باواجی اور بابا ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ ماں باپ کی سچی اولاد (بچے) جو کوئی ہو اس کا کرتویہ (فرض) بھی یہی ہے کہ جس طرح سے اپنے ماں باپ سب اِچھا سے علٰحدہ ہو جائیں وہ کام کرتے رہیں۔

اوم شبہم

---

۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۸ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۱۹۔ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ شہنشاہی بروز منگلوار (سہ شنبہ) بوقت آرتی شب

مقام بیگم پیٹھ

"میں عورت ہوں۔ ویدانت کی ودیا کہیا"

بہت لوگ سری بابا مہاراج کی آرتی کے وقت درشن کیلئے آئے تھے اُن سے مخاطب ہوکر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔

"لوگ سادھو سنت (فقیر لوگ) مہاتما کے دیکھنے کے واسطے (درشنوں) کو جاتے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ آپ خود ان کے جیسے ہو جائیں۔ ہماری حالت تم کو اور تمہاری ہمکو معلوم ہو گئی۔ کسی فقیر کے دیکھنے کو اسواسطے جانا کہ اُس کی حالت اپنے میں آجائے۔ اگر ایسی حالت چاہیے اور مجھے سادھو فقیر مانتے ہو تو مجھے دیکھو۔ ایسی حالت پیدا کرنے کے واسطے کیا کچھ چھوڑنا پڑتا ہے؟ نہیں۔ اوپر سے دیوہار (کاروبار) اور اندر سے فقیری۔ اندر فقیر کا بھیس (نقش) اور اوپر امیر کا ٹھاٹ جس میں ہو اسکو فقیر کہنا۔

اوپر تو کھانے کو نہیں ملتا اور اندر ابھمان (غرور) کی امیری رکھتے ہیں۔ جو اندر کا ابھمان چھوڑکر فقیر ہوگیا ہے وہ اندر سے امیر اور باہر سے بھی امیر ہی ہے۔" کسی نے سری بابا سے ایکانت میں بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اسپر سری بابا نے ارشاد فرمایا۔

میں عورت ہوں | جس عورت کو گوشہ ہو اُس سے بات چیت کرنے والا وہی ہوگا جو اُسکا خاوند ہوگا۔ گوشہ میں رہنا بہت اچھا ہے۔ ہمکو گوشہ

ہے۔ گوشہ مرد کو نہیں رہتا عورت کو رہتا ہے۔ مجھے گوشہ ہو تو میں کون ہوگیا؟ میں عورت ہوا۔ ایسی میری حالت ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں خاص گوشہ والا ہوں میرے گوشہ میں آنیکا جسکو ادھکار (اہلیت) ہو میں اُس کے ساتھ بات کروں گا۔ جس کو گوشہ ہو اُس کے ساتھ ہر مرد بات نہیں کرسکتا۔ اگر میں بات کروں تو میرا خاوند مجھے کہیگا کہ تم نے شرم چھوڑ دی۔ اُدھر (ساکوری) جب تم رہتے تھے تو کوئی ہرج نہیں تھا۔ ادھر حیدرآباد میں گوشہ کے ولیق (طاق) میں آئے ہو تو تھوڑا گوشہ رکھو۔ کوئی یہ کہے کہ تمہارا خاوند کون ہے؟ بتاؤ۔ تو جس کو دیکھنے کا ادھکار ہوگا وہ دیکھیگا میرا خاوند ہے۔ وہ تو ہے ہی۔ وہ ہوکر اور کوئی میرا خاوند ہو ایسا قاعدہ تھوڑا ہی ہے جو تم میں میرے خاوند کے موافق ادھکار (اہلیت) آجائے تو تم بھی میرے خاوند بنجاؤ گے۔ پنڈت شام راؤ صاحب رکن مجلس پائیگاہ خورشید جاہی نے کہا "جسپر آپ کا انوگرہ (عنایت) ہوگا وہی آپ کا خاوند ہوگا۔" یہ سنکر سری بابا مہاراج نے فرمایا "کہ تم نے مجھپر انوگرہ کیا۔ میرے انوگرہ کے لیے تم بھی تیار ہوجاؤ۔ جو اپنا ہوتا ہے اُسکے ساتھ بات چیت کرنے میں پردہ نہیں ہوتا۔ اب میں تم لوگوں سے کیا بات کروں تم لوگ مجھے نہیں پہچانتے ہیں تم کو نہیں جانتا۔"

اتنا کہکر سری بابا مہاراج برخاست کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے اور اسی اثنا میں حکیم مولوی عبداللطیف خاں صاحب ساکن شاہ علی بنڈہ حیدرآباد کو [illegible]

بابا مہاراج کے پاس لیجا کر عرض کیا کہ یہ حکیم صاحب ویدانتی ہیں اور سری بابا کا اردو ماسک پتر (ماہواری رسالہ) لیکر شوق سے پڑھتے ہیں۔ سری بابا مہاراج سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔

اسپر سری بابا نے ارشاد فرمایا۔

ویدانت کی ویاکھیا | **توضیح** "ویدانت یعنی وید کا انت اسمیں وید اور انت دو شبد (لفظ) ہیں۔ خود کون ہیں؟ خود کو کہاں جانا ہے؟ وغیرہ سمجھنے کا سادھن (ذریعہ) جس میں ہوگا اُس کو وید کہنا۔ اپنی پہلی حالت کیا تھی اور اب اپنے سامنے کیا نظر آتا ہے اور یہ کدھر سے آیا۔ اس سے فائدہ ہے یا نقصان؟ اپنا آگے کیا کیا ہونے والا ہے وغیرہ سب طرح کی اپنی حالت معلوم ہونے کے لیے سادھن (وسائل) اور کریا (عمل) جس میں بتلائی گئی ہوگی اور جس سے وہ گیان (علم) پیدا ہوتا ہے اس کا نام وید اور اس موافق سب گیان پیدا ہو کر آگے سمجھنے کا کچھ باقی نہ رہا ہو۔ سمجھنے کا یعنی گیان کا انت ہو گیا ہو ایسی اوستھا (حالت) ہو گئی تو سمجھنا کہ ویدانت ہو گیا۔ اپنے آپ کو پورن (کامل) کر لیکر جان لیا تو اس کا نام ویدانت۔ جب تک خود نہیں مرتے اُس وقت تک اپنے پیچھے وید لگا ہی ہے۔ وید یعنی سمجھنا۔ سمجھنے میں کیا کیا آتا ہے۔ سمجھنے کے لئے کس چیز کی ضرورت رہتی ہے کوئی چیز ہی نہ ہو تو کیا سمجھیگا۔ سمجھنے والا سمجھنے کی چیز اور سمجھنا ایسی تین چیزیں ہیں جا کہ جب ان تینوں کا انت ہو جائے تو ویدانت ہوگا۔ وید سے پار ایشور ہے۔ جہاں جاننے والا جاننے کا اور جاننا نہ ہو وہاں ایشور ہے اس لیے یہ ترپٹی (تثلیث) خلاص (ختم) کرنیکی ضرورت ہے جس کو یہ ترکیب یاد ہے وہ ایک سکنڈ میں خلاص کر دیتا ہے۔ ہزاروں ویدانت گرنتھوں (معرفت کی کتابوں) سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ سمجھ میں آتا ہے اسکو چھوڑ دینا چاہیئے۔ سمجھنے کا سادھن (ذریعہ) گیارہ اندریاں (حواس) ہیں۔ ان اندریوں سے جو سمجھا جاتا ہے وہ نہیں ہے ایسا سمجھ لینا۔ کوئی کوئی کہتے ہیں کہ ہم دھیان (مراد شغل کا ایک طریقہ) لگا کر بیٹھتے ہیں تو اور اور (طرح طرح) دکھاوے (نظارے) نظر آتے ہیں وہ

سب دکھاوے دنیا ہی میں کے ہیں۔ اُن سے ویدانت نہیں ہو سکتا بلکہ ویدانت ہونیکا ایک اُپاے (تدبیر) ہے وہ اُپائے کرتے کرتے جو دکھاوے دیکھنے میں آئینگے اُن کو سچا نہ سمجھکر پیچھے ہٹاتے جانا۔ جو کچھ آنکھوں سے دیکھا جائے یا اندر سے معلوم ہو تب بھی وہ دنیا کی چیز ہے۔ ہم بھی دنیا میں کے ہیں ہم کو جو جو انبھو (مشاہدہ یا تجربہ) آئیگا وہ دنیا ہی کی چیز کا ہی آئیگا دوسرا نہیں آئیگا۔ یہ سدھانت (اصول) ہے۔ جو اندر باہر گیارہ اندریوں سے (اعضاء حواس) معلوم ہو اسپر خیال نہ کرتے جاؤ۔ ایسا اپائے (تدبیر کوشش) کرتے کرتے جتنا سمجھنے کا ہوگا وہ آگے آگے آئیگا اور تم کو سمجھا کر چلا جائیگا وہ ٹھہرتا نہیں۔ ایسا ہوتے ہوتے سمجھنے کا کچھ نہیں رہتا۔ اس تریپٹی (تثلیث) سے جب ایک چلا جائے تو باقی دونوں بھی چلے جاتے ہیں جب سمجھنے کی چیز نہیں ہے تو سمجھنے والا بھی نہیں رہا۔ ایسی حالت کچھ وقت تک رہتی ہے اور جب اسکا انت (خاتمہ) ہو جاتا ہے تو وید-انت ہو گیا۔ جہاں وید کا انت ہو گیا تو خاص پرمیشور جس کا انت (حد) نہیں ہے وہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب سمجھنے والا اور سمجھنے کی چیز (خلاص) ختم ہو گئی تو سمجھنے والا دنیا کے باہر چلا گیا ایسا سمجھنا۔ سمجھنے والا اور سمجھنے کی چیز دونوں دنیا میں ہیں یا تم سمجھو کہ ہم سمجھنے والے ہیں۔ تم سمجھنے کا (کام گیری) کام چھوڑ دوگے تو سمجھنے کا بھی سب خلاص (ختم) ہو جائیگا۔ نہ وہ رہیگا نہ دوسرا کچھ رہیگا۔ جب ایسا ہو تو ویدانت ہوگا۔ ایسا جب تمہارا ویدانت ہوگا تو تمہارے سامنے جسکا انت (حد) نہیں۔ ایسا اننت پرماتما (ذات لامحدود) آکر کھڑا ہوگا۔ پھر وہاں جیسا ہوگا ویسا ہوگا۔ وہاں کیا ہے۔ بغیر سنگتی کے معلوم نہیں ہوتا۔ دنیا کا سمجھنے کا جب سب خلاص (ختم) ہو گیا تو وہ سمجھنے کیلئے جو خودی (اہنکار) تھی وہ بھی خلاص (ختم) ہو گئی اور وہ اننت پرماتما (ذات لامحدود) کی جیسی حالت ہوگی اُس کے موافق سمجھنے کے لئے خودی آگئی ایسا سمجھنا۔ جب ادہر کی، اور ادھر کی خودی مٹ جاتی ہے تو خود وہی پرماتما بن جاتا ہے۔ ایسی خودی مٹاتے کے لئے سنت مہاتما

(فقیر کامل) کی کرپا (عنایت) ہو جائے اُس کا ہر وقت اُپائے کرتے رہنا چاہیئے۔
تم لوگ تو خود ہی بڑھانے کی کارروائی کرتے رہتے ہو۔

ادم شبہم

---

۲۴ مارچ ۱۹۲۶ء م ۹ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۰ راردی بہشت ۱۳۳۵ف روز بُدھ وار (چہار شنبہ) بوقت آرتی دوپہر

مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

دلکو شانتی تال گئی تو سمجھنا کہ اپنا سارتھک ہو گیا۔ شانتی دوکان میں نہیں ملسکتی اس کے واسطے کھٹ پٹ کرنا پڑتی ہے ۔ سچا ارتھ شانتی ہے پیسہ نہیں۔ نمرتا لینے سے سچا سکھ اور شانتی ملتی ہے۔ نمرتا لینے میں بھی وگھن آتا ہے۔ گھڑے میں بھری ہوئی چیزیں نکالے بنا اُس میں پانی نہیں بھر سکتے۔

آپ لوگ روز آنتے کا ہیکو آتے ہیں۔ کیا اس کا جواب آپ لوگوں میں سے کوئی ایسا دیگا جس سے میرا دل بھر جائے۔ کیا کوئی نہیں دیتے؟

اسپر کسی صاحب نے کہا "منتیہ جنم (انسانی) جو ملا ہے اُس کا ایشور کی کرپا (فضل) اور آپ کے درشن (فیض و مراد) سے سارتھک (انجام نیک) ہو جائے اسواسطے آئے ہیں"

سری بابا نے فرمایا "کیا اس سے میرا من بھر جاتا ہے"

اس کے بعد رائے کرن پرشاد صاحب منتظم دفتر صدر مہا سبھی سرکار عالی نے کہا "ندی بھر چلی ہے اُس میں سے گھڑے بھر کر لے جانے کے لیئے سب جمع ہیں"

اسپر سری بابا نے فرمایا "خود ندی آکر گھر کے گھڑے بھر نہیں دیتی بلکہ بھرنے والے

گھڑے ندی پر لے جاتے اور پھر لیتے ہیں۔ دونوں جواب ٹھیک ہیں۔ پہلے آپ نے کہا کہ منشیہ جنم جو آیا ہے اس کا سارتھک ہونے کے واسطے اور آجوبا (بزرگ) نے جو یہ کہا کہ ندی چل رہی ہے گھڑے بھر لے جانے کے واسطے چلی ہے پھر یہ دونوں کام تم پر ہی رہتے ہے۔ پہلا جواب سارتھک (زندگی بامراد بنانا) کا ہے۔ اگر سارتھک ہونے کا کچھ ادھیکار (اہلیت) ہوگا تو سارتھک کر لو۔ دوسرا جواب ندی کا ہے اس کی کام گیری (انصرام کار) بھی تم پر ہی ہے۔ گھڑے لائے ہو تو بھر کر لے جاؤ۔ دونوں باتیں بھی تم پر ہیں۔ میں تھوڑے میں اسکی چھانٹی (خلاصہ) کر دیتا ہوں مجھ سے زیادہ بیٹھا نہیں جاتا اور کھڑا رہا بھی نہیں جاتا۔ کیا کریں تم سب کھڑے ہو۔ ہم کو شرم آتی ہے۔ ہم بیٹھ بھی نہیں سکتے نہ کھڑا رہا جاتا۔ بیٹھنے اُٹھنے کی بیچ کی (درمیانی) حالت ہم لے لیں تو ٹھیک ہوگا۔ بیچ کی اوستھا (حالت) ہم لے سکتے ہیں تم کیسے لے سکتے ہو۔ وہ بیچ کی اوستھا کیسی رہتی ہے؟ کیا وہ تم کو معلوم ہے؟ بچپن میں ہم اسکول جاتے تھے جو گناہ (غلطی) ہو جاتا تو ہم کو کرسی بٹھاتے تھے ماسٹر تو اچھی طرح کرسی پر بیٹھتا ہے اور ہم کو بغیر کرسی۔ کرسی کی طرح بٹھلاتا ہے۔ ہماری یہ اوستھا (حالت) ہے۔ یہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے بیچ کی بات ہو گئی۔ آپ لوگ بیچ کی اوستھا (حالت) نہیں لے سکتے۔ کیوں تو اس کی آپ لوگوں کو [illegible] نہیں۔ آفس (دفتر) میں صاحب کے پاس جائیں تو کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ گھر میں کرسی پر بیٹھتے ہیں یہاں بہت کرسیاں تھیں ہیکل میں نے دیکھا تھا۔ آپ لوگ کرسی پر بیٹھ جائیے اور بیچ کی اوستھا (حالت) لے لیجئے۔ اسکول میں ماسٹر جیسا بٹھلاتے تھے میں ویسا خیال کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔ سری بابا بغیر کرسی کے کرسی پر بیٹھنے کے موافق کچھ دیر تک بیٹھے رہے اور فرمایا: بیچ کی اوستھا لئے بغیر ایشور نہیں ملتا۔ پہلے جو ماسٹر تھے وہ بچوں کو ایسی شکشا (سزا) دیتے تھے اس کا مطلب یہی کیا تھا؟ گناہ (غلطی) کا [illegible] ایسی کرسی بٹھانے کی طرح شکشا (سزا) ملی ہے تو اس کا فائدہ ایشور کی پراپتی (حصول) ہے۔

نیچ کی اوستھا میں ایشور کی کرپا ملتی ہے۔ اچھا اب تم لوگ بیٹھتے ہو یا کھڑے رہتے ہو؟ بیٹھنا اچھا نہیں لیکن تم کو معلوم ہوگا کہ بابا لیکچر کو کھڑے ہیں۔ میں نے کبھی ایسا کیا نہیں تم لوگ نیچے بیٹھکر فونوگراف کا ہنتر (آلہ) لگاتے ہو۔ منتر نیچے رکھا جاتا ہے تم لوگ بیٹھکر پلیٹ لگاتے ہو۔ اور جیسی آواز رہتی ہے وہ سنتے ہو اسیطرح ہم کو بٹھا دیا تو سمجھو کہ پلیٹ لگانیکا منتر ہو گیا اور تم جو پلیٹ لگاتے ہو اس میں سے کیا نکلتا ہے وہ سنتی رہو۔ ایسا کہکر سری بابا مہاراج بیٹھ گئے۔

دل کو شانتی مل گئی تو سمجھنا اپنا سارتھک ہو گیا۔

پہلے آپ لوگوں کا جواب منشیہ جنم کا سارتھک۔ سارتھک کسطرح سے ہو سکتا ہے؟ سارتھک میں سا اور ارتھ دو شبد (الفاظ) ہیں۔ سا کا ارتھ (معنی و مطلب) ساتھ یعنی برابر تو ارتھ کے ساتھ جس کا جنم (پیدائش) ہو گیا تو اس کا کا بھاگ (مقصد زندگی) خلاص (ختم) ہو گیا۔ تم لوگوں نے جنم لیتے لیتے بہت جنم لیئے ہیں ابھی تک منشیہ جنم (جسم انسانی) جو ہے وہ سارتھ (سپھل) نہیں ہوا۔ ایسا تم لوگ سمجھتے ہو اس واسطے سارتھ (تکمیل مقصد زندگی) ہونے کے واسطے یہاں سارتھک ہو جاویگا۔ یہ سمجھ کر آتے ہو۔ سارتھ یعنی ارتھ کے ساتھ اب ارتھ اسکو کہتے ہیں۔ یہ کہیں تو پھر ہو گئی بات سکھ (راحت) اور سکھ سادھن (ذرائع) جس میں ہیں ایسی چیز ارتھ کہلائی جاتی ہے۔ کبھی کسیکو اسکا ارتھ (معنی) معلوم ہو تو وہ بھی اسکا ارتھ خیال میں رکھنا۔ جہاں جہاں اور جس میں سما دھان کی اور اپنے دل کو شانت ہونے کی اوستھا (حالت) بھری ہوگی وہ چیز مل گئی تو پھر سمجھ لو کہ اپنی سارتھ ہو گئے۔ سب دنیا پیدا ہوتی ہے اور اپنے کو جس میں سکھ ہے ایسی چیزیں حاصل کرنے کے واسطے لوگ بہت کھٹ پٹ (جدوجہد) کرتے رہتے ہیں۔ دنیا میں سکھ بھری ہوئی چیزیں بہت ہیں جس جس کو جیسا سکھ ملانا (حاصل کرنا) ہوگا وہ سکھ

جو چیز میں بھرا ہوگا وہ چیز کو حاصل کرنیکے واسطے دنیا تو بہت کھٹ پٹ کرتی ہے
پرنتو سب سُکھ کی چیزوں میں سے سکھ کی چیز تو روپیہ مانا جاتا ہے۔ ہم لوگوں میں
روپیہ بولو نوٹ بولو جس کو تم درویہ بھی کہتے ہو وہی ارتھ ہے سمجھو۔ ارتھ سکھ دینے
والی درویہ کا نام ہے تو دنیا اُسکو سکھ دینے والی چیز کہتی ہے۔ روپیہ یا روپیے کے
موافق پھل دینے والا نوٹ یا سونا بولو اُس کو ہی درویہ کہنا اور یہی ارتھ سمجھنا
اسی ارتھ کے واسطے بہت کھٹ پٹ کرتے ہیں تو بھی وہ سمادھان دینے
والی ہے ایسا جو کوئی دنیا میں مانتے تو پھر وہی درویہ کو وہی ارتھ کو ملاتے بڑے امیر
بنگئے۔ ارتھ پتی ہو گئے ایسا نسچے کر لیتے ہیں کہ ہم ارتھ دان ہو گئے۔ ہم کرتارتھ
ہو گئے۔ اور ہمارا جنم سارتھک ہو گیا۔ ایسا بعض لوگ نسچے (یقین) کر لیتے ہیں۔
اور سب درویہ ہمارے پاس ہے۔ کرتارتھ اسمیں ارتھ آگیا کرتارتھ یعنی کیا کر لیا
کیا کمایا تو ارتھ کمایا تو جس واسطے ہم کرتارتھ ہو گئے یعنی ہمارے پاس ارتھ ہو گیا
تو پھر ہم سارتھک بھی ہو گئے۔ ایسا ہی سمجھنے والے سمجھتے ہیں تو پھر وہ ایک طرف کی
بازو ہو گئی کرتارتھ اور سارتھ ہونے کی پرنتو ایسے دنیا میں کوئی لوگ ہیں کہ جو درویہ سے
سارتھ اور کرتارتھ ہوئے اس کو سارتھ اور کرتارتھ نہیں مانتے۔ کیوں اسکو نہیں مانتے
کیوں اسکو نہیں کہتے ہیں کہ کیا یہ ارتھ ہے۔ یہ تو انرتھ ہے جن چیزوں میں سکھ سمادھان
بھرا ہے اُس میں ہی دکھ اور بھینکر سنکٹ بھرا ہے ایسے ہی روپیہ نوٹ وغیرہ وستے
وستو روپ چیزوں کو کوئی لوگ مانتے ہیں اس واسطے اسکو انرتھ (الیسا) کہا جاتا ہے
جو سمادھان سکھ دینے والی چیز ہوگی اُس سے ہی دکھ پیدا ہوتا ہے جیسی انگار رہتی
ہے اُس سے روٹی پکا کے آتما سمادھان ہی ہو جاتا ہے اور اسی سے بھینکر انرتھ
بھی ہو جاتا ہے ایک ہی وستو سے ایسا بھی ہوتا ہے ویسا بھی ہوتا ہے اسواسطے
کوئی لوگ اسکو ہمارا جنم سارتھک (ثمرہ زندگی) ہوا ایسا نہیں مانتے۔ کیوں نہیں مانتے

اس وجہ سے انوبھو بھی ویسا رہتا ہے دھن والے کو آگے بہت سنکٹ کا پرسنگ (موقعہ) آتا ہے اس واسطے اس کو ارتھ نہیں بولتے تو پھر جس سے ہر وقت سمادہان رہ جائے ہر وقت سکھ رہے اور اسمیں دکھ کا انوبھو نہیں۔ پہلے بھی نہیں بیچ میں بھی نہیں اخیر میں بھی نہیں۔ دکھ کا انش (حصہ) ہی نہیں۔ ایسا خالی سکھ ہی آنند ہی پورن سمادہان اور بہت شانتی جس میں بھری ہے اور کبھی خلاص (ختم) نہ ہونے والی ہو ایسی چیزوں کو ارتھ کہتے ہیں اور وہ ارتھ جس کے پاس آگیا تو سمجھنا وہ آدمی ارتھ کے ساتھ ہے۔ ارتھ کے ساتھ مس لگ گیا تو کہنا کہ وہ آدمی سارتھ بن گیا۔

شانتی دوکان میں نہیں مل سکتی اسکے واسطے کٹ پٹ کرنی پڑتی ہے۔

اس طرح کا سکھ آنند شانتی سمادھان کبھی خلاص نہ ہونے والا جس میں ایسا ارتھ حاصل کرنے کے واسطے جہاں مل سکتا ہے ایسا ہردے (یعنی دل) میں جسکو وچار (خیال) آتا ہوگا وہ وہاں چلا جاتا ہے وہی منش دھرم ہے اور وہی منش سوبھاو سمجھ لینا پڑا اجاڑ رہتا ہے۔ جھاڑ کی جڑ زمین میں رہتی ہے اس جڑ کا سوبھاؤ ہے کہ جدھر پانی کا بھاس (رخ) معلوم پڑے ادھر چلا جائے اسطرح جدھر سکھ کی چیز مل جانے کا بھاس ہو جائے ادھر ہی اس کا دل کھچا جاتا ہے۔ جو لوگ دھن دولت کو ہی سکھ دینے والا ارتھ ایسا مانتے ہیں وہ دھن دولت کے پیچھے کھچے جاتے ہیں۔ اور اس سے الٹ جو لوگ دھن دولت کو بڑا سنکٹ اور دکھ کا پرسنگ ایسا ارتھ سمجھتے ہیں وہ لوگ دھن دولت کو تچھ (ناقص) کر کے اکھنڈ سکھ جس میں بھرا ہے ایسی چیز کی طرف ارتھ کھچے جاتے ہیں تو آپ لوگ سمجھتے ہونگے کہ ایسا جو اکھنڈ سکھ کبھی خلاص نہ ہونے والا سمادھان جس میں بھرا ہے ایسی چیز جو کچھ ہوگی وہ ارتھ یہاں ہمارے پاس ملیگا اور تم لوگ سارتھ ہو جاؤ گے اسواسطے تم لوگ ادھر آتے ہوگے پرنتو (لیکن) ایسا نہیں سمجھنا کہاں سے ملیگی۔ ایسا جو سوال کرے تو ہم کہتے ہیں کہ دھن

ورد یہ پیسہ جو سکہ جس میں بھرا ہے ایسی چیز جو وہ حاصل کرتے ہیں اس کے واسطے
بہت کھٹ پٹ کرنا پڑتا ہے اور یہاں ملیگی وہیں ملیگی ۔ وہ سب ٹھکانے پر نہیں ملیگی
سرکار کے پاس ملتی ہے ۔ سرکار کی نوکری کرو اور آفس میں جاؤ تو ملے گی جنگل
میں جاکر بیٹھے تو نہیں ملتی ۔ یا کوئی دوکان کھولی جائے تو دوکان سے روپیہ پیسہ
ملتا ہے ۔ دوکان تو کھولی ہے لیکن ہر وقت موجود نہ رہے کہیں چلا جائے تو نہیں
مل سکتی ۔ اس طرح لوگوں میں سکھ کی جو چیز کہی جاتی ہے وہ روپیہ ہے جہاں ملتا ہے
وہیں جانا ضرور ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے جس کھٹ پٹ (جد و جہد)
کی ضرورت ہے وہ نہ کی جائے تو نہیں ملتی لیکن اکھنڈ سکھ ملنے کی جو چیز ہے اس کا
نام سچا ارتھ ہے اسکے ملنے کے واسطے جیسے تم ہمارے پاس چلے آئے ہو
ہم یہاں ملیگی ۔ ایسا بھاس دل میں آ سکے تو ایسا نہیں ہوتا کہ وہ چیز جہاں
چاہے وہاں مل سکتی ہے اس کی دوکان نہ آفس نہ کوئی ٹھہرا ہوا شخص ہے ۔ ارے
یہ کیا ایسی بھاری چیز گلی گلی رستہ رستہ پڑی ہے ؟ ہاں ہاں ۔۔ ارے تمہارے
تم لوگ خراب جگہ مانتے ہو وہاں بھی مل سکتی ہے تو پھر کیا ہے کیا سوال نہیں ملتی ۔
اس کا جواب بالکل چھوٹا ہے جس کو تم اپنا ارتھ کہتے ہو روپیہ ۔ اکٹھا ہوتا ۔
کھٹ پٹ کر کے اس ٹھکانے پر حاصل کرنے کے واسطے جا سکتے ہو اور دوسرے کو
ارتھ سمجھ کے لانے کی کوشش کرتے ہو ۔ اس میں سب سے سچا سادھن بھرا ہے
جس میں ایسی چیز ٹھکانے پر پھیری ہوسکے پر بھی نہیں ملتی ۔ اس سکھ شانتی کے واسطے
کھٹ پٹ ہو جاتے تب تو بھی ملتی ہے ۔ کھٹ پٹ کیسی ؟ [illegible]
کھٹ پٹ ہی کیا ؟ کبھی اس کے واسطے کھٹ پٹ ہی نہیں ۔ نہ کھٹ پٹ [illegible]
نہ دوہر پیٹا ۔ نہ جھوکو تکلیف ۔ نہ کچھ کرنا ہوتا ہے ۔ دنیا داری [illegible]
[illegible]

اصلی چیز ملنے کی کھٹ پٹ ہی سارا نش (حاصل کلام) جو کچھ ملنے کے واسطے تم کھٹ پٹ کر رہے ہو وہ ان سب چھوڑنے کے واسطے کھٹ پٹ ہو جائے اور جب وہ پوری ہو جائیگی تب وہ اصلی چیز جہاں دیکھو وہاں ملتی ہے پھر کسی کے پاس مانگنے کو جانے کی ضرورت نہیں۔ تو ہمارے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم کہتے ہیں جہاں تم بیٹھے ہو تمھارے گھر میں ہی ہے۔ اس کا رستہ کوئی بتلاتے تو رستہ یہی بتلائیگا کہ اسکو چھوڑنا اور اس کو لینا اپنے باپ دادا کا اپنے گھر میں زمین میں گاڑا ہوا دھن جو رکھا ہے وہ اپنے کو چاہیئے تو اسکے واسطے جو کھٹ پٹ کیجائے تو اس کے ملنے کے واسطے نہیں ہے وہ تو اپنے گھر میں ہے۔ اس کے ملنے کیواسطے جس کی اڑچن (رکاوٹ) ہے یعنی اس کے اوپر مٹی پتھر کا بوجھ ہے اس کو ہٹانے کی جو کھٹ پٹ ہے وہی اس کے ملنے کی کھٹ پٹ ہو جاتی ہے۔ اسی موافق یہ بات سمجھو۔

سچا ارتھ شانتی سے چھپا نہیں

جو سچا ارتھ ہے وہ جہاں دیکھو وہاں ہے۔ اسکو ہی سچا ارتھ کہتے ہیں۔ جھوٹا ارتھ تم نے کما کے سچے پر ڈھکن کر دیا (چھپا دیا) جھوٹا ارتھ کون سا ہے سنسار پرپنچ ہے۔ دھن دولت فلاں فلاں اسکو تم ارتھ کہتے ہو۔ یہ ارتھ کو سچے ارتھ کے اوپر مضبوط کر دیا اور دونوں بھی ارتھ ہی ہیں جو میں نے کہا وہ سچا ارتھ جو ہر وقت کام میں آنے والا ہے جسکا کبھی ناش نہیں ہوتا ایسا سکھ کا ارتھ وہ ایک ہوا اور دوسرا تم لوگوں سے بنا ہوا وہ تمھارا دھن دولت سب بچے وغیرہ وغیرہ اور اور جس میں تم سکھ مانتے ہو ایسی جو چیزیں ہیں وہ پہلے کو چھپانے والا دوسرا ارتھ ہے۔ تو پہلے ارتھ پر دوسرے ارتھ کے چھپانے کا بوجھ ہے وہ نکل جاوے تو تو اپنا اپنے کو ملجاتا ہے جیسا گاڑا ہوا دھن وہ بھی مٹی پتھر ہے سونا ہو۔ روپیہ ہو یا اور کوئی چیز ہو وہ بھی زمین سے نکلی ہوئی وستو ہے۔ وہ بھی مٹی پتھر ہی ہے لیکن اس کا وہ روپانتر (تبدیل ہیئت) ہو گیا۔ اسکو تم بھاری اور سچی مانتے ہو۔ مٹی پتھر جو ہے وہ بھی

مٹی پتھر ہے۔ سونے چاندی کو بھی مٹی پتھر ہی کہتے ہیں۔ اُس کو بھاری قیمت کی چیز سمجھ کر زمین میں گاڑ کر اُس پر مٹی پتھر کا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ اسکا روپ اور ہے اور اس کا روپ اور ہے۔ ایک کو بھاری قیمت کا کہتے ہیں ایک کو قیمت نہیں دیتے جسکو قیمت دیتے ہیں روپیہ چاندی وہ بھی پتھر اور جس کو قیمت نہیں دیتے اور چھپانے والی مٹی پتھر وہ بھی مٹی پتھر ہی ہے۔ اس سے جو پہلا ہے وہ چھپ جاتا ہے اِس موافق یہ بات سمجھو کہ سب دنیا اور دنیا میں جو سکھ مانا جاتا ہے۔ دھن دولت۔ بال بچے لڑکے۔ جو یہ سب چیزیں سنسار پرپنچ دشے وستو سب اصل ہمیشہ کا اللہ کا سکھ جس میں ہے وہ اصلی چیز ارکھنڈ کو ہی وہ مٹی پتھر کے سمان (موافق) چھپانے کے لیئے یہ چیزیں ہنگائیں یعنی اڑچن ہو گئیں۔ اس میں سچے اکھنڈ سکھ کے دو بھاگ (دو حصے) ہو گئے۔ کیا سمجھ گئے؟ کیا یہ کٹھن (مشکل) ہے؟ کیا بڑے اسکول میں جا کر سیکھنے کی ضرورت ہے؟ تم لوگ بڑی بڑی پریکشائیں (امتحان) پاس ہونے کیواسطے کھٹ پٹ (کوشش) کرتے ہو۔ دنیا میں اوپر کا روپیہ پیسہ کماتے ہو تو سمجھو کہ وہ اصلی کھٹ پٹ جس میں اللہ ایشور کا سکھ ہے اُس پر زیادہ زیادہ اور بوجھ دیکر مضبوطی کے ساتھ چھپ جائے ایسی کھٹ پٹ کر رہے ہو۔ سارانش (الخلاصہ) سونے چاندی کو چھپانے والی چیز مٹی۔ پتھر اور اللہ کے سکھ کی جو چیز ہے اُس کو چھپانے والی سونا۔ چاندی سنسار پرپنچ وغیرہ میں کیا ہے۔ اوپر کی بات خیال میں لائی جائے تو سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے۔ الٹا سلٹا (سیدھا) ہو گیا۔

زمین میں گاڑے ہوئے دھن کا دیگ جب چاہیئے تو اُس کے اوپر کے مٹی پتھر کی رکاوٹ (اڑچن) نکال کر اُس دیگ کا دھن لے لیتے ہیں۔ اسیطرح سمجھو سنسار پرپنچ سونا چاندی اینک (بے تعداد) وشے وستو (اشیاء لذاتی) سے گڑا ہوا اصلی پرمیشور اللہ کے سکھ کی اصل سونے کی دیگ کے موافق جو چیز ہے اُس کے ملنے کے واسطے اوپر کی رکاوٹ (اڑچن) سنسار پرپنچ دھن دولت سونے چاندی کو جدا الگ کر لیا جائے

تو وہ جہاں چاہے وہاں ملسکتا ہے۔ کیا اُس کو خدا الگ نہیں کر سکتے؟ مگر تم ایسا نہیں کرتے جان بوجھ کر تو ہیں نکالتے تو پھر سچا پرماتما (معرفت) کسطرح ملیگا۔ جب تک تم اوپر کا تو ہیں نکال سکتے تو وہ ایشور نہیں ملیگا اور تم سارتھ نہیں ہو سکتے۔ اپنا آپا نکلنے کیواسطے کھٹ پٹ کرو تو ہوگا۔ ایسا سمجھو کہ تم کو کبھی ایشور کے سکھ کی آشا (خواہش) نہیں اور جنم مرن (موت زیست) چھوٹنے کی بھی آشا نہیں کچھ تو بات ہو جاتی ہے۔

وہ سکھ کی چیز یا اور کوئی چیز کچھ زمین میں رہتی ہے ایسا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اوپر کی جو تم سمجھتے ہو وہ نیچے سے ہی آتی ہے جتنی سکھ کی چیزیں وہ آسمان سے نہیں آتیں نیچے سے نکلتی ہیں۔ اگر کوئی کہے آسمان سے برسات نہ ہو تو پھر کیسے آتی ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ وہ بھی نیچے سے ہی ہے۔ نیچے کا پانی اوپر جاکر برستا ہے۔ کوئی کہیگا ہم اوپر کی اور بھی ضرورت ہے۔ سورج نارائن (آفتاب) نہ ہوں تو کسطرح سے ہوگا؟ نیچے کا پانی اوپر کسطرح کھینچا جاتا ہے؟ پہلے کسی وقت سوریہ نارائن کی اُتپتی (پیدائش) کی بابت یہ سدھ (ثابت) کیا گیا ہے کہ سوریہ نارائن (آفتاب) بھی نیچے سے پیدا ہوا۔ سار انش (الحاصل) سب سکھ کے وستو (اشیاء) نیچے سے ہی اوپر آئے ہیں۔ ایشور کا سکھ دینے والی بھی چیز جو ہے وہ بھی نیچے سے نکالنی پڑتی ہے۔ نیچے سے کیسے نکلیگی؟ پانی کا جیسا کنواں ہے اس میں سے کیا اوپر چڑھ کر پانی نکا لیتے ہیں۔ ڈول رسی لیکر کنویں پر جائیں اور کنویں کے اوپر کی جانب ڈالیں تو کیا پانی آجائیگا۔ اس کو تو رسی سے نیچے کنویں میں چھوڑنا پڑتا ہے۔ نیچے ڈول جاکر اس میں پانی بھرتا ہے اور وہ اوپر آتا ہے۔ دنیا میں سب سے سکھ کی وستو پانی ہے اور پانی بھی نیچے ہے اس کو

ڈول نہ تا لینے سے
سچا سکھ شانتی
ملتی ہے۔

نیچے جاکر ڈول بھر کر لینا پڑتا ہے۔ ایسے آنند سکھ (راحت متصل) کی چیز بھی نیچے ہی ہے اس کے لئے اپنے کو اُترنا پڑتا ہے۔ نیچے اُترنے سے تو وہ چیز ملتی ہے۔ جیسا

پانی کے واسطے نیچے نہیں جاتے اوپر اوپر جانا پڑتا ہے۔ اوپر کی مٹی نکال ڈالی تو کنواں
ہو گیا۔ پانی لینے کے واسطے ڈول کھو یا ٹیپ لیکر نیچے جانا پڑتا ہے اسیطرح جو سچی چیز
ہو اُس کے لینے کے لئے نیچے جانا پڑتا ہے۔ اوپر چڑھنے سے وہ نہیں ملتی اسواسطے
شاستر گرنتھ اور سادھو سنت کے واکیہ (قول) میں کہا گیا ہے کہ نمر ہو جاؤ یعنی
اپنے سبھاؤ (عادت) اپنے دل کو نیچ (سب سے نیچی) سے نیچ کر دو کہیں ایسا دیکھا جاتا ہے
ہم اوپر کا ٹھاٹ بڑا پوزیشن اور مغرور پن لیکر ہم سب سے بڑے ہیں ایسا لوگوں کو
بتاتے ہیں۔ یہاں تو کچھ ایسا دکھائی نہیں دیتا۔ بھلے اور نمر کے موافق دیکھے جاتے ہیں
ایک ہاتھ میں لکڑی اور ایک ہاتھ میں رومال ایسے بہت دیکھنے میں آتے ہیں۔
کوئی اوپر بہت مغرور پن سے دیکھے جاتے ہیں اور اندر ایشور کی طرف سے نمر پن
(حالت عجز و انکساری) میں رہتے ہیں۔ کوئی تو اوپر دیکھنے میں نمر (عاجز) رہتے مہاراج
مہاراج کیا کرتے ہیں۔ آپ کے چرن (پاؤں) کی دھول (خاک) ہیں ایسا کہتے ہیں۔
اور ملیے ملے ڈنڈوت ڈال لیتے ہیں مگر اندر کی حالت اس سے اُلٹی رہتی ہے۔ سارا انش
(خلاصہ) یہ ہے کہ جو کوئی تم میں سے نیچے نیچے سب سے نیچے جائے اور کوئی نیچے کا
پاز (پہلو) باقی نہ رہے۔ سب کو اوپر کر کے آپ سب سے نیچے جائے تو سب
کمال ہو گیا۔ جیسے سونے کی دیگ کے (دفینہ) اوپر کی مٹی اوپر کر کے دیگ جب تک نہ ملے
نیچے نیچے جاتا ہے۔ باؤلی (کنواں) کھودنی پڑتی ہے۔ نیچے سے مٹی نکال کر اوپر
پھینک دی جاتی ہے۔ جہاں تک پانی نکلے وہاں تک نیچے نیچے جا کر اوپر کی مٹی پھر
اوپر اوپر ہی پھینک دیا جاتا ہے۔ اُس وقت تک خود کو نیچے جانا ہوتا ہے۔ ایک
وقت پانی کا جھرا لگ گیا تو پھر نیچے جانے کا کام خلاص (ختم) ہو گیا۔ پھر اوپر رہکر ہی پانی مل
جاتا ہے۔ دوستو اسیطرح سب اَوستھا (حالت) ہے۔ اللہ کی سکھ کی چیز ہے وہ نیچے سے
نیچے ہے۔ باہر باہر اوپر اوپر جو کچھ دنیا میں دیکھا جاتا ہے وہ اوپر کے اوپر ہی پھینکنے کے

لائق ہے اُس کو اوپر کے اوپر ہی الگ کر کے آپ نیچے ہو جاتا ہے اور پھینکنے کا کچھ رہتا نہیں تو جو رہ جاتا ہے وہ امرت ہے۔ امرت (آبِحیات) کا پیکا ٹرا چھرا ملجاتا ہے۔
دنیا کے اوپر اوپر کے چھوٹے سنسار پرپنچ کے وشئے وستو جو مٹی کیطرح ہیں اوپر پھینکتے پھینکتے خود نیچے نیچے جائیں تو امرت (آبِ حیات) کا پکا چھرا ملجاتا ہے۔ جیسے کوئی بڑے اسٹیٹ والا شریمنت (دولتمند) انت کال کے سمے (مرنیکے وقت) اپنا اسٹیٹ جہاں کا تہاں رکھکر اُس سے الگ ہو کر چلا جاتا ہے اسیطرح جب تک اپنے انت کال کا وقت نہیں آتا ہے اُس سے پہلے ہی اوپر کا اوپر رکھکر آپ نیچے سے نیچے جا کر پکا امرت کا چھرہ حاصل کریں تو پھر وہ امر ہی (زندہ جاوید) ہو گیا۔ اور اُسکے انت کال کا وقت ہی نہیں آتا۔ وہ انت کال کا وقت تو اوپر کی دھن دولت سنسار پرپنچ کی چیزوں میں ہے تو اُس کے ساتھ انت کال بھی اوپر کا اوپر ہی رہ گیا ویسا نیچے جانا پڑتا ہے تم لوگ نیچے نہیں جاتے ہو۔ کیا کرنا۔ کبیر مہاراج کہتے ہیں۔

دنیا اونچا سب کوئی چلے نیچا چلے نہ کوئے
جو سب سے نیچا چلے وہ سب سے اونچا ہوئے
نیچا ہو سو بھر پیئے اونچا پیاسا جائے
میٹھا میٹھا سب کوئی کھاوے کڑوا کوئی نہ کھائے
جو سب سے کڑوا کھائے وہ سب سے میٹھا ہوئے

سب کا مطلب ایک ہی ہے۔
دو شخص مسافری کو رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک گاؤں کے نزدیک امرائی میں آئے جس میں بہت آم کے پھل آئے تھے۔ یہ دونوں آم اپنے کھیوا سے امرائی میں گھس گئے۔ ان میں سے ایک شخص صرف جھاڑوں کو اوپر دیکھنے اور وچار کرنے میں وقت کھو دیا کہ کون سا پھل پکا ہے اور وہ کسطرح اُس کو ملیگا۔ ایسا کرنے سے اُس کو وقت

پھل نہیں ملا۔ دوسرا شخص اُس کے ساتھ پھر رہا تھا لیکن وہ اُس کے موافق اوپر دیکھکر نہیں چلتا تھا بلکہ نیچے دیکھکر چل رہا تھا۔ چلتے چلتے اوپر سے پکے ہوئے پھل جو پہلے سے ہی نیچے گرے ہوئے تھے اس کو آپ سے آپ نظر آئے اور مل گئے۔ اوپر دیکھنے والا مُنہ دیکھتا ہی رہ گیا جس کو نیچے جانیکا ابھیاس (عادت) کرنا ہو اُسکو کوئی بڑا نہ کہے اس واسطے بہت ساودھ گیری (خبرداری) سے رہنا پڑتا ہے۔ کسی نے اپنے کو بڑا پن دیا اور خود نے اُس کو لے لیا تو پیچھے کا پاز و (پہلو) جو ملتا ہے وہ نہیں ملتا ایسا کر نیسے کنواں کھود کر بیچ میں مٹی ڈالنے اور بند کرنے کے موافق ہوتا ہے اسواسطے بڑا پن لینا یہ مہادشٹ (بُرا) کرم ہے پرنتو ایسا ایک نیم ہے کہ جو کچھ اپنا اچھا سمجھکر کرنے لگیں تو اس سے الٹی وگھن (خلل) کرنے کی اوستھا (حالت) بھی پرگھٹ (ظاہر) ہوتی ہے جیسے کوئی کنواں کھودنے کی کھٹ پٹ (کوشش) کر رہا ہو اور کوئی اس میں وگھن (خلل) ڈالنے کے واسطے جھگڑا اٹھائے کہ یہ سرکار کی زمین ہے یہاں کنواں نہیں کھودنا وغیرہ وغیرہ۔ اگر سرکار کو یہ معلوم ہو تو کنواں کھودنے کا کام بند کردیتی ہے پھر تاریخ مقرر ہوتی ہے اور چالا انصاف۔ سرکار تو اسکی نہیں ہے اپنی مرضی کے موافق انصاف کریگی۔ سارانش (الحاصل) یہ کہ جو پیچھے پیچھے جانے والا ہے اُس کو ہر طرح سے ظاہرا یا گپت ریت (مخفی طریق) سے وگھن (خلل)

بڑتا لینے میں بھی وگھن آتا ہے

ڈالنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اسطرح جیسے جیسے تم پیچھے کی کھٹ پٹ کروگے ویسے ویسے تم کو لوگ بڑا کہتے جائینگے اور وہ بڑا پن تم نے اپنے پر لیلیا تو سمجھنا کہ وہ بڑا وگھن (خلل) قائم ہوگیا اور آیا ہوا بڑا پن نہ لے کر جس کی طرف سے آیا ہوا اس کو دیا جائے تو سمجھنا کہ وگھن آتا تو ہے لیکن اس کو آپ خود دور کردیتے ہیں۔ سارانش (خلاصہ) کوئی بھی بڑا پن دے تو اپنے کو خاص اللہ کا درشن اور یکا اُمر

آبِ حیات کا جھرا ملنے کے بغیر کیسطرح کا ابھمان (غرور) بڑاپن نہ لیکر ہر وقت اُتار
میں رہنا چاہیئے۔ اُتار کسکو کہنا؟ اوپر اوپر کی جو چیز ہے جسمیں اپنا دل رہتا ہے
اُس سے اُلٹ (الٹی) نیچے سے نیچے میں البتہ رہے۔ اوپر سے جب اپنا دل البتہ
میں لگ جائے تو سمجھو کہ آپ خود نیچے نیچے اُتار میں جا رہے ہیں۔ اسکی آخری حالت
جب ہو جائے تو وہ اُتار کہلاتا ہے۔ ایک دفعہ وہ حالت اپنے تابع ہو جائے تو
بس ہو گیا۔ سارانش (خلاصہ) جس میں سکھ کی چیز ہے وہ نیچے ہے ایسا کہا گیا ہے
اوپر سے ایک چیز بھی نہیں ملتی اسکا نکال (تصفیہ) ہو گیا اس واسطے اپنا دل کبھی اُتار
میں رکھو چڑھنے نہ دو۔ جیسے جیسے چڑھتے جاؤگے ویسے ویسے اوپر کی چیزوں میں
پھنسوگے۔ ایک دفعہ پوری پوری نیچے اصلی سکھ کی چیز حاصل کر لو پھر اوپر آؤ۔ کنواں
کھودنے وقت ایک دفعہ پورا پانی ملگیا تو کیا ہر وقت مٹی کھودتے ہیں اوپر رہتے
ہیں پھر ضرورت پڑے تو نیچے جاتے ہیں اور کنویں کا پانی لیتے ہیں۔ یہی چیز جو ہے
اسکو پانی کے موافق کھود کر اپنے پاس پوری مضبوطی سے لے لیا تو سنسار بیچ بیچ
سونے چاندی میں لپٹتے جائیں تو کچھ پرواہ نہیں۔ اس طریق سے جو کرے اُسکا ہی
جنم سارتھک (کارآمد) ہوا ایسا سمجھو۔ جیسا اسٹیشن پہ بہت بڑے پانی کا خزانہ جو تالاب
سمندر وغیرہ سے اوپر لے جانے کی کارروائی کرکر پھر نیچے آنے کے واسطے ایک
اونچی ٹانکی (پانی کی) باندھی جاتی ہے تو نیچے کا پانی اوپر ٹانکی میں بھرا رہا تو اس
ٹانکی میں آنے پر پانی کا پورا کام سارتھک ہو گیا۔ ایسا نہیں ہوتا بلکہ جب پھر نیچے
آکر کام آئیگا تب ٹانکی میں رہے ہوئے پانی کا سارتھک ہو جائیگا اور وہ جو تالاب
سمندر کا پانی تھا اس کا سارتھک ہونے کے لئے ہی اوپر کی ٹانکی بنائی گئی۔ اور
وہی پانی ٹانکی میں جاکر وہاں سے جب پوری طرح نیچے آتا ہے تو وہ پانی کا سارتھک
ہو جاتا ہے اسیطرح سمجھو کہ سمندر تالاب کے موافق خاص اللہ کی جگہ ہی اُس سے

ہی اپنا سارتھک (انجام بخیر) ہونے کیلئے اوپر کی ٹانکی کیطرح دنیاداری میں چلے آئیں تو وہ ٹانکی کے پانی کے موافق جب تک پھر نیچے نہ جائیں اپنے جنم کا سارتھک (انجام نیک) نہیں ہوتا۔ ٹانکی کا پانی نیچے چھوڑے جانے کے بغیر اوپر جیسا رہتا ہے اُسی طرح تم بھی پڑے ہوئے ہو یعنی اپنا دل ہر وقت اوپر چڑھا رہتا ہے اور چڑھ رہا ہے اور چڑھکر اوپر ہی اوپر رہتا ہے اُس کو ایشور کی طرف نیچے اُتار دو تو ہو گیا تمہارا سارتھک (تکمیل مقصد زندگی) اس واسطے سچے ارتھ کی کمائی کرو۔

دوسرے جواب کا جواب کہتا ہوں۔ انھوں نے (مراد از رائے کرن پرشاد صاحب) کہا ندی بہتی ہے۔ گھڑا بھرنے کیواسطے لائے ہیں۔ اس کا تھوڑے میں جواب سُن لو۔ اچھا

گھڑے میں بھری ہوئی چیزیں نکالی بنا اُس میں پانی نہیں بھر سکتے

بھیا (بھائی) جب تم کو یہاں ایسی بڑی امرت کی گنگا روپ ندی پر گھٹ (ظاہر) ہوکر بہہ رہی ہے۔ ایسا پکا معلوم ہوا ہوا اور گھڑے لائے ہو تو بھر کر لیجاؤ لیکن تمہارے پاس گھڑے بھی ہیں۔ وہ بہت سارے اور اور سامان سے بھرے ہوئے ہیں۔ خالی کر لو جس کو ضرورت ہو اوپر کا پانی بھر کے جاؤ۔ اُس کے خالی ہونے کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔ اُس کو خالی کرنا اور اوپر سے امرت (آب حیات) لے لینا اسکی معنی یہ ہیں کہ اوپر کا پھینک دو (بہ نادر کی جو صفائی ہو جائے تو گھڑے بھی خالی ہو گئے ایسا سمجھو۔ پھر تم کو گھڑے بھر کر لے جانیکی کام گیری (کارگذاری) بھی نہیں کرنی پڑیگی۔ اوپر کے پانی کا سبھاؤ (خاصہ) ہی ہے کہ تمہارا گھڑا صاف یعنی خالی ہو گیا تو اُس میں آپ سے آپ ہی بھر جاتا ہے۔

اوم شم

۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م اودھک ماس دوادشی سنہ ۱۸۴۸ م ۹ رمضان
سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۰ راروی بہشت سنہ ۱۳۳۵ ف دن بدھوار
(چہار شنبہ) بوقت شب

ندی کے بیچ میں دونوں کنارے کا انوبھو ملتا ہے۔ ہماری اوستھا
فونوگراف کے موافق ہے۔ سنسار پرپنچ الیشوری بازو یہ ندی کے
دو کنارے ہیں۔ کہنارے کا انوبھو لیئے تو فرسٹ کلاس کا انوبھو
آئیگا۔ بیوہار اور پرمیشوری لائن کے بیچ میں اللہ رہتا ہے۔ سلام
شبد کا ارتھ۔ اسلام اور سلام کا ارتھ ایک ہی ہے۔ یہ شدھ تم
ماس کا مہاتم۔

اپنے اپنے کرم میں جیسا ہے ویسا تو بھوگنا (بھگتنا) ہی پڑتا ہے۔ جیسی ندی میں جو پانی
لینے والے رہتے ہیں وہ ادھر کے کنارے پر رہیں تو ادھر کا پانی پئینگے اور اُدھر
کے کنارے پر رہوں تو اُدھر کا پانی پئینگے۔ دو کنارے رہتے ہیں۔ تم لوگوں کا پراربدھ کرم
(قسمت) اچھا ہے کہ بیچ کا پانی پی رہے ہو سمجھے۔ دونوں کناروں کا لابھ (فائدہ)

ندی کے بیچ میں دونوں کناری کا انوبھو ملتا ہے

لیکن بیچ کا پانی پی رہے ہو۔ کنارہ کنارہ پر جو پانی رہتا ہے اُس
سے بیچ میں بہت اچھا رہتا ہے۔ بیچ میں جو جانیوالے ہیں وہ
وہیں جاکر پانی پیتے ہیں۔ ایسا تمہارا کرم (عمل) ہے۔ میں کچھ زیادہ
دیر تک بات نہیں کرتا۔ رائے شری کشن صاحب بیرسٹر کیمپ بتلاکر

سری بابا نے فرمایا۔ فلاں ایک ہائیکورٹ وکیل ہیں اُن کے واسطے یہ بات خیال
میں آگئی۔ آپ لوگ دونوں کناروں کا لابھ (فائدہ) لیکر بیچ کا لابھ لینے کی تیاری
کر رہے ہو۔ کیسا؟ تم نے منشئیہ جنم (انسانی زندگی) لیا ہے۔ ویوہار (دنیا) کی ریت
(طریقہ) سے ویوہار میں جو اچھا اچھا ہے جیسے بیرسٹری۔ ڈاکٹری۔ ٹری سپرنٹنڈنٹی

سرداری بڑے راجہ مہاراجہ وغیرہ جو تم لوگ خطاب حاصل کرتے ہو وہ دیوہارلیں کا ایک کنارہ ہے وہ اچھا اور بڑا ندی کا کنارہ ہے۔ ایسا خطاب لیکر جو سکھ (راحت) ہے اس کا پرنیام (انجام) ملتا ہے ہو وہ ایک کنارہ ہوگیا۔ اب دوسرا کنارہ جو ابھی ہیں نے کہا کہ کنارے پر رہکر پانی پینے والے جو بڑے بڑے ادھیکاری (اہل) ہیں۔ وہاں کا ہی صرف سکھ لیتے رہیں تو ایک ہی کنارے پر رہتے ایسا سمجھو۔ پرنتو (لیکن) آپ اس کنارے کا انوبھو (مشاہدہ) لیکر بھی دوسرے کنارے کا انوبھو (مشاہدہ) لے رہے ہو۔ پہلے کنارے سے دوسرے کنارے کا لابھ (فائدہ) لینے کے واسطے ایسی حالت لینی پڑتی ہے اُس وقت تک دوسرا کنارہ نہیں ملسکتا۔ دوسرا کنارہ کون سا؟ پرمیشور کی لائن۔ پرمیشور کی لائن لیکر اس میں بھی رُچی لیکر سنت مہاتما (بزرگ کامل) اور جہاں کہیں پوجیہ (واجب التعظیم) ٹھکانہ ہو وہاں جانا۔ کچھ ست کریا (عمل نیک) کرلے رہنا۔ کچھ پنیہ (نیکی) اور دوسری جو کچھ کریا (عمل) ہے دان دھرم (خیرات نیکی) وغیرہ وغیرہ کرنا چاہیئے۔ یہ پہلے کنارہ سے الٹا کنارہ ہوگیا۔ یہ دوسرا کنارہ ہے۔ تم لوگوں نے وہ بھی کنارہ لے لیا تو پھر اُس کا جو پرنیام (انجام) اور جو وہاں کا سکھ ہے وہ بھی تم کو مل رہا ہے تو ایسے دونوں بھی کناروں کا تم لوگوں نے انوبھو لیئے۔ اسکا پورا انوبھو (مشاہدہ) کہاں ملتا ہے؟ جب برابر بیچ میں جاؤ گے اُس وقت انوبھو ملیگا۔ جب دونوں کنارے پورے پورے ہو جائیں تو دونوں کا پرنیام (نتیجہ) ایک ہی ہوتا ہے۔ ندی کے ایک طرف کا کنارہ برابر آدھے میں آجاوے تو دوسری طرف بھی برابر آدھے میں آجائیگا۔ بیچ کا جو حصہ ہے وہ دونوں سے برابر ملتا ہے اس موقع بیچ کا انوبھو (مشاہدہ) لینے والا منشیہ (انسان) سریشٹھ (افضل) کہلایا جاتا ہے۔ اس کی مہما (عظمت) گرنتھ شاستر (کتب مذہبی) میں بہت بڑی کہی گئی ہے۔ اس لوہی دیوہارلیں کہتے ہیں کہ سوارتھ (رفاہ عام) سادھ کر (پورا کرکے)

پرمارتھ (عاقبت) سادھ لیا یا سنسار پر تیج (دنیا داری) کرکے ایشور (ذات خدا) پایا۔ دونوں کو سمان (مساوی) کرلیا۔ دونوں کے بیچ کا جو آنند (سرور) ہے وہ برابر لیتا رہتا ہے۔ ایشور پانے کے واسطے کوئی کوئی سنسار (دنیا) چھوڑ دیتے ہیں۔ گھر فلاں جہاں چھوڑ کر ایشور کی لائن لیتے ہیں۔ عالیجناب سر مہاراجہ بہادر کے تشریف لانے پر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ میں ابھی آکر بیٹھا ہوں دو چار شبد (الفاظ) کہنے لگا۔ پرنتو کچھ زیادہ بولنے کی اچھا (خواہش) نہیں تھی تو بھی زبردستی سے جو کوئی آتا ہے فونوگراف کی نیتر (آلہ) کیطرح اس میں پلیٹ لگاتا ہے۔ کبھی دیں تو آواز نکلنے والا ہی اسی موافق ہوتا رہتا ہے۔ میں ادھر جب آرتی کیواسطے آتا ہوں تو روز بچار (خیال) کرتا ہوں کہ آج بات نہیں کرونگا لیکن کیا کرنا۔ نیتر (آلہ) کی سمان (موافق) اوستھا (حالت) ہوگئی ہے۔ ہم خود سے کہہ نہیں سکتے۔ خود سے بولنے والے کو سیکھنا پڑتا ہے۔ کورٹ یا ہائیکورٹ میں بڑے بڑے وکیل، بیارسٹر

ہماری اوستھا فونوگراف کے موافق ہے

رہتے ہیں وہ کیا نیتر (آلہ) تھوڑے ہی ہیں اور کیا پلیٹ لگا نیپہ آواز تھوڑی ہی نکلتی ہے۔ وہ تو پانچ پچیس برس تک تپ (یعنی بارہ برس) ابھیاس (عمل شغل) کیا جاتا ہے۔ قاعدہ اور قانون کا ابھیاس (مہارت) پورا ہوجائے تو جیسا ابھیاس کیا ویسی بات کرتا ہے۔ ہم تو ابھیاس کئے نہ شالہ دیکھے۔ ماسٹر کو دیکھا نہیں۔ سیکھنے کی کبھی اچھا (خواہش) بھی نہیں تھی۔ کیا سیکھنا ہے کچھ عقل ہی نہیں اس لیے سیکھنا وغیرہ کچھ نہیں۔ تم لوگوں میں سے کسی کے جیو کو اگر کچھ کہنا ہو تو تمہارے پاس بہت پلیٹ ہونگے۔ پلیٹ تو ہیں پرنتو (لیکن) تمہارے پاس پلیٹ لگانے کا نیتر (آلہ) نہیں ہے۔ پلیٹ کس کس کے پاس کسطرح سے ہے یہ ہر ایک کو نہیں معلوم ہوتا۔ اپنے پاس پلیٹ تو بہت جنم جنم کے بھرے ہیں اس واسطے فونوگراف کا

جو نیتر (آلہ) رہتا ہے اُس میں جو جو پلیٹ لگایا جاتا ہے اُس پلیٹ میں جیسا ہے ویسی
آواز نکلتی ہے سینکڑوں آدمی رہتے ہیں اُن کے پاس پلیٹ بھی سینکڑوں طرح کے
رہتے ہیں۔ لگانے کے واسطے کسی کے پاس (نیتر (آلہ) بھی رہتا ہے۔ ہمارے بھی
پلیٹ ہیں جس کی بالکل خالی یعنی پلیٹ رہت (بغیر پلیٹ کے) اوستھا (حالت) ہو گئی
وہی نیتر (آلہ) ہوتا ہے کسی طرح کا بچار (غور) وکار (خرابی) یا کسی طرح کا من یعنی دل کا
ہردے میں نہیں ہے کیول شدھ (بالکل صاف) جس کے ہردے (قلب) کی اوستھا
(حالت) ہے وہی فوٹو کا نیتر (آلہ) بن جاتا ہے۔ ایشور (خدا) نے ایسی روپ (قدرت)
سے ہم کو خالی فوٹو کا نیتر بنا رکھا ہے ایسا سمجھو۔ تم لوگوں کے پاس تو پلیٹس ہیں جس کی
طرف سے جس ریت (طریق) سے جس کا پلیٹ میرے ہردے میں آجائیگا اُسی طرح
کی میرے منہ سے آواز نکلیگی۔ میرا شریا دماغ تو بالکل خالی ہے کہیں کے بھی پلیٹس
نہیں آئینگے تو میں چُپ چاپ بیٹھونگا۔ فلاں بیرسٹر صاحب ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ ہیں
فلاں فلاں ہیں۔ آپ لوگ بڑے دھن وان (صاحب قسمت) ہیں کہ بیچ ندی کے
بیچ کا پانی لے رہے ہیں۔ میں یہ بات کہہ رہا تھا "دو کنارے رہتے ہیں۔ دونوں
کناروں کا پانی پینے سے اصلی بیچ کا پانی پینا بہت اچھا ہے۔ کارن (وجہ) یہ کہ دونوں
کناروں پر کچھ گنجال غلاظت وغیرہ رہتی ہے۔ لیکن جو بیچ میں جانے والے نہیں
ہیں وہ ادھر کے کنارے والے ادھر ہیں گے اور ادھر کے کنارے والے ادھر
ہیں گے۔ تم لوگ دونوں کناروں کا انوبھو (مشاہدہ) لیکر بیچ کا پانی پینے والے ہو
یہ خیال میں آتا ہے۔ یہ کیسے؟ اس کے لئے میں پہلے کہہ رہا تھا منشیہ یونی (انسانی
حالت) جو آگیا اسمیں ویوہار درشٹی (دنیوی نقطۂ نظر) سے بڑا سے بڑا دھن کیا (اعزاز)
کمایا۔ جیسے جو کوئی بڑے سپرنٹنڈنٹ بڑے بیرسٹر بڑے ڈاکٹر یا راجہ مہاراجہ
ہو گئے یا خطاب والے وہ اپنے اپنے کرم (اعمال) سے جتنا کچھ بڑا مان (اعزاز)

ہے وہ کمائے تو سمجھا کہ دیوہار کی ریت (دنیوی طریق) سے ایک طرف کا کنارہ ہو گیا۔

سنسار پر پیچ اور ایشور ہی بازو یہ ندی کے دو کنارے ہیں؟—

اور سکھ (راحت) بھوگتے بھوگتے پرا پر پیچ میں آ گئے لیکن وہ ایک طرف سے بیچ میں آ گئے۔ دوسری طرف سے بیچ میں نہیں آئے۔ دوسری طرف کی لائن کون سی؟ ایشور کی طرف کی لائن۔ وہی دوسرا کنارہ۔ پرمیشور کی بھگتی کرنا۔ سادھو سنت کہا تھا اور جہاں جہاں پوجیہ (واجب التعظیم) جو ہیں اُن کے شرن (قدم) میں جانا۔ اُن کی سیوا دھرم (خدمت) سو بکارنا (اختیار کرنا) اور پنیہ (نیکی) دان دھرم (خیر خیرات) کرنے کی واسنا (خواہش) لینا ایسا جو کچھ ہے وہ دوسری لائن وہی دوسرا کنارہ ہو گیا۔ دو کنارے کس طرح ہیں وہ کہا گیا ہے سنسار (دنیوی) پر پیچ اور دیوہار (کاروبار) کا تیا پن (زیرکی) لیکر سکھ (سرور) کا انوبھو (مشاہدہ) لیتے لیتے بیچ میں چلے آئے۔ اور سنسار پر پیچ کرتے اور انوبھو لیتے ہوئے دوسرا کنارہ پرمیشور کا ہی کما لیا ہے۔ اس کنارے سے بھی بھگتی مارگ (راہِ عشق) پر جانا اور ست کریا کرتے رہنا ہی کنارے کے بیچ میں آ رہنا ہے۔ ایسا دونوں طرف سے آتے آتے پورن (کامل طور پر) بیچ میں آ گیا تو اس وقت کی اوستھا (حالت) اور پہلی اوستھا جب دونوں ایک ہو جائیگا تو اس کا پرینام (نتیجہ) ایک ہی ہے۔ پرنتو (لیکن) اتنا ہے کہ ایک طرف سے جو آ گئے اور دوسری طرف کے کنارے کا انوبھو لیتے لیتے آنا نہیں ہوا تو اس کا کام آدھا ہو گیا آدھا رہ گیا۔ جب تک دونوں طرف سے نہیں آتے تب تک بیچ کا پانی نہیں مل سکتا۔ ایسے دونوں طرف سے آنے والے اور بیچ کا پانی پینے والے جو آدمی دنیا میں ہونگے اُن کی مہما (عظمت) شاستر گرنتھ (مذہبی کتاب) میں بہت بڑی ہے ایسے آدمی دنیا میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں جیسا کہ زہر بھی پینے والے اور امرت (آبِ حیات) بھی پینے والے دیوہار سنسار پر پیچ (دنیاداری کے کاروبار) میں جتنا

ٹراپن سو یکارے (قبول کرے) وہ تو پرمارتھ کی بدھی (طریق معرفت) سے جھوٹے
زہر کے موافق ہے اور پرمیشور کے کنارے کا بھاگ (حصہ) جو ہے وہ سہنہ امرت سا
(مثل آب حیات) پرنتو (لیکن) کیول (صرف) پرمیشور کی بھگتی (عشق و محبت) سے امرت
(آب حیات) لیں اور ادہر کا زہر نہ لیں تو امرت کا انوبھو بھی نہیں آئیگا کیسا آئیگا؟
اسکی الٹ (مخالف) بازو کا انوبھو آئے تو امرت کا انوبھو آئیگا اسی واسطے شاستر
اور بڑے بڑے مونیا (عارف) کہہ رہے ہیں کہ بھیا (بھائی) سوارتھ (خدمت خلق)
کر کے پرمارتھ (معرفت) کرو یعنی سنسار پرپنچ وہوار کر کے ایشور کو پاؤ اسپر سے سدھ
(ثابت) ہوتا ہے کہ زہر کا انوبھو لینے کی ضرورت نہیں ہے امرت کا انوبھو لیئے بغیر
امرت کا انوبھو نہیں آسکتا۔ ایسا بھی ہے۔ زہر کا انوبھو لیئے بغیر امرت کا انوبھو ہوسکتا
ہے ایسی ایک استھتی (حالت) ہے وہ کیسے؟ اپنے کو زہر کا انوبھو لینے کی ضرورت
نہیں ہے امرت کا انوبھو تو ہوتا لیکن وہ زہر کے بغیر نہیں آتا تو زہر کھانے والے جو
ہوتے ہیں انکی حالت (دکھ درد ایک تکلیف وہ) دیکھنے سے اس کا انوبھو آتا ہے۔
بعض کہتے ہیں ہماری امرت دشا ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہے کیسطرح سے بھی زہر کا
انوبھو اپنے کو ہوا تو بس ہو گیا۔ زہر کا انوبھو کس واسطے؟ امرت کا انوبھو آنے کے
واسطے۔ خود نے زہر نہیں لیا۔ دوسرا جو زہر میں پڑا ہے اس کے انوبھو پر اپنے کو انوبھو
ہو جاتا ہے۔ اس واسطے زہر کا انوبھو لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اپنی اپنی ایشور
کیول امرت کی لائن لیکر بیچ میں آتا ہے اور ایک دفعہ ایشور کی لائن سے بیچ میں
آگیا تو پھر اور لوگ جو زہر کی لائن یعنی سنسار پرپنچ کی لائن سے آتے ہیں ان کو بھی
دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) اپنی طرف بیچ میں کھینچ لیتا ہے اور ایشور کی
لائن والے نے زہر یعنی سنسار پرپنچ کی خالی ظاہری حالت دیکھکر جیسا بیچ میں آگیا
ہے اسی موافق وہ سنسار پرپنچ زہر کا انوبھو لیکر جو پڑا ہے وہ بھی ایشور کی کھینچ کی

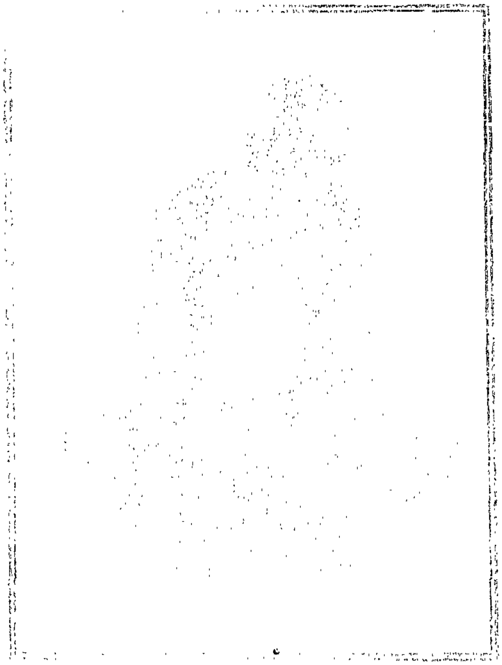
لائن کا انوبھو لینا رہتا ہے خالی وہ الیٹور کی لائن والی حالت دیکھنے سے ہی پیچھے میں آکر امرت کا انوبھو لیکر آپس میں ایک دوسرے کا ادّھار (نجات) کر دیتے ہیں۔ کیونکہ امرت بیچ میں ہی ہے۔

ایسی تین اوستھائیں (حالتیں) ہیں سنسار پرپنچ میں لپٹے رہنا۔ یہ ایک اوستھا (حالت) ہے۔ دوسرے کی خراب حالت دیکھکر آپ اچھے کا انوبھو لینا یہ دوسری اوستھا ہے۔ خود سنسار پرپنچ کی خراب حالت بھوگتے بھوگتے پرمیشور کی اچھی حالت لینا یہ تیسری حالت ہے۔ یہ سب سے اچھی ہے۔

سنسار پرپنچ میں ہر وقت لپٹے رہنا یہ پہلی اوستھا ہے۔ ویوہار (کاروبار دنیا) میں بڑا پن (بزرگی)، ابھمان پن (غرور) اپنے سکھ (راحت) کے واسطے دوسرے کا نقصان یا تکلیف کی پرواہ نہ کرنا اور اس کے بڑے بڑے سنکٹ (تکلیف) اور دکھ بھوگنے کی حالت کو دیکھکر سنسار اور پرپنچ کے جھگڑے میں پڑنے کے بغیر الیشور کی لائن کا کنارہ لینا دوسری اوستھا ہے۔ یہ اوستھا بڑی بھی ہے تب بھی پوری نہیں۔ کیوں؟ سنسار پرپنچ میں بڑا کشٹ (تکلیف) اور بڑا ڈر ہے۔ بھوگنے والے کو دیکھکر ڈر گئے اس واسطے یہ بھی اوستھا ادھوری ہے۔

کشٹ رہیگا انوبھو لیے تو فرسٹ کلاس کا انوبھو آئیگا

جیسا کہ یورپین بڑے صاحب لوگ فرسٹ کلاس میں بیٹھتے ہیں وہاں سکھ (آرام) ہے فرسٹ کلاس کے ڈبوں کیطرح سب ڈبے رہیں تو پھر فرسٹ کلاس کچھ رہا نہیں۔ اور ڈبوں میں گدی نہیں ہوتی تو پھر صاحب لوگوں کو سکھ (راحت) کی اوستھا (حالت) کیسے معلوم ہوگی وہ سب سار کھے (ایک جیسے) ہونگے۔ جب کبھی صاحب ایسے کشٹ میں (بیل کی معمولی گاڑی میں) بیٹھکر جس کے بیل اچھے نہ ہوں اور جس میں نیچے نرم گدی نہ ہو اور اوپر چھاؤں کی ٹٹی (سایہ) بھی نہیں۔ راستہ بھی سڑک کا نہ ہو جیسا



کہ گڈھے (غار) چھوٹے بڑے پتھر بیچ میں رہتے ہیں۔ کبھی پانی سے بھیگ جاتے ہوں اور راستہ میں گاڑی کیچڑ میں پھنس جاتی ہے۔ ایسی کشٹ (تکلیف دہ) دینے والی حالت کا انوبھو لیکر پھر فرسٹ کلاس میں بیٹھ جائیں تو وہاں کے سکھ کا انوبھو آئیگا ایسی ریت (طریق) سے جو انوبھو لینے والا ہے وہ سب سے اچھا ہے۔ تیسری اوستھا ہے ایسا تو صاحب انوبھو نہیں لیتے۔ پھر کسطرح لیتے ہیں۔ کھٹالے ہیں یا تھرڈ کلاس میں بیٹھنے والے یا پنڈھر پور کی جاترا کے ڈبوں (ویاگن) میں جسطرح بکروں کو بھرتے ہیں اسطرح لوگونکو بھر کر گاڑی پنڈھر پور پہنچوا دیتے ہیں۔ اُس وقت ان لوگوں کی دکھ کارک (پر تکلیف) حالت دیکھکر اس دکھ کا انوبھو خود لینے کے موافق اُن کو فرسٹ کلاس کے ڈبہ کا اچھا انوبھو آجاتا ہے۔ اسی واسطے صاحب لوگوں کو بنیاڑی تھرڈ کلاس یا ویاگن (جانوروں یا سامان کا ڈبہ) میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ دیکھکر ہی انوبھو لیکر فرسٹ کلاس کے ڈبہ میں بیٹھنے سے وہاں کے سکھ کا انوبھو آتا ہے۔ یہ اوستھا (حالت) بھی دوسری اور ادھوری (نامکمل) ہے۔

فرسٹ کلاس میں بیٹھنے والے بڑے لوگ کبھی تھرڈ کلاس میں خراب (غلیظ) لوگوں کی بھیڑ میں بیٹھکر فرسٹ کلاس میں بیٹھ جائیں اور فرسٹ کلاس تھرڈ کلاس کی حالت سمان (مساوی) مان لیں تو سمجھنا کہ وہ سب سے اچھی اوستھا (حالت) ہے۔ سارانش (حاصل کلام) کیا ہے کہ جنھوں نے منشیہ جنم (انسانی زندگی) لیکر ویوہار (دنیوی کاروبار) میں سروپرکار (سب طرح) دیکھ لیا۔ اچھی بُری باتیں دیکھ لیں اور دیکھتے دیکھتے ایشور کا جو کنارہ ہے اُس کو اپنی طرف کر لیا اور برابر کے بیچ میں آگیا وہی سچا امرت پان کر رہا ہے (آبِ حیات پی رہا ہے) ایسا سمجھو۔ اس واسطے تم لوگوں کی بڑی مہما (عظمت) ہے۔ یہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کیوں؟ ویوہار میں اچھے بُرے دھکے کھاکر سنسار پرپنچ کا سکھ اور آنند سب جھوٹا اور بیوفت جانے والا ہے یہ سمجھکر بیوہار کی ہیت

(طریق) اور اپنے کرم (اعمال سے) آیا ہوا سنسار (دنیا) سکھ (راحت) اور بیوہار (کار دنیوی) کا بڑا پن بھی لیکر اُس میں پھنسے بغیر پرمیشور کا کنارہ سویکار (قبول) کر رہے ہو یعنی دیو ہار سنسار پر پہنچ کر کے بھی کوئی سادھو سنت مہاتما پوجیہ (واجب التعظیم) آجائیں تو اُن کے واسطے پنیہ (نیکی) دان (خیرات) اور ست کریا (عمل نیک) جو جو کرنا ہے وہ کرتے رہتے ہو اس سے دونوں طرف برابر بیچ میں آرہے ہو تو کیا تم کو امرت سمان (آبحیات مانند) پانی نہیں ملیگا۔ وہ تو برابر ملنے والا ہی ہے۔ تمہارے مہا (عظمت) سنت مہاتما سے بڑی بھاری ہے۔ ایشور کیواسطے جو ہر وقت چلتا رہیگا اُس نے دونوں طرف کے کنارے جیت لئے۔

بیوہار اور پرمیشوری لائین کے بیچ میں اللہ رہتا ہے۔

بیوہار سنسار کی اور ایشور کی طرف کی لائن جب بیچ میں ملجائے تو وہ ہوگیا ساندھا (دو کے ملنے کی جگہ) اور وہ ساندھا جس کو اللہ (خدا) یا پورن برہم پرماتما پرشوتم جس کے نام کا یہ مہینہ چلرہا ہے کہتے ہیں۔ اس مہینہ کو ادھک ماس اور پرشوتم ماس (ہندوؤں کا وہ خاص مہینہ جو ہر تیسرے سال آتا ہے) بھی کہتے ہیں۔ اور یہی مہینہ اسلام کی ریت (طریق) سے رمضان کے روزوں کا مہینہ آگیا ہے۔ سمجھو کہ پرشوتم اور اللہ دونوں بھی ایک ہو کر ساندھے سے دونوں طرف سے اسلام اور ہندوؤں کا اُدھار (نجات) ہورہا ہے۔ اس سے سمجھو کہ اسلام کے روزوں کا مہینہ رمضان کہلایا جاتا ہے۔ رمضان جو مہینہ کا نام ہے اس شبد (لفظ) کا جو ارتھ (معنی) ہے وہ جب پوری طرح سے معلوم ہو جائے تو رمضان نام سارتھک (مفید) ہو جاتا ہے اسکا بھی مطلب بہت بڑا ہے۔ وستار (صراحت) سے کہیں تو بہت وستار (طوالت) ہوگا لیکن تھوڑے میں سمجھ جاؤ کہ رام جان۔ اس میں یہ دو شبد ہیں۔ کوئی جا کو زا بولتے ہوں تو جا اور زا میں بہت فرق نہیں سمجھنا۔ سنسکرت اور مرہٹی میں جا اور زا کو ایک ہی کہتے ہیں۔ رم اور جان

رم یعنی ہندو لوگوں کا سب سے پیارا جو پربرہم پرمیشور پرشوتم جہاں سب سے اچھے سبنے ہوئے یوگی لوگ ہر وقت رم مان (آنند میں ٹھہر کر) رہکر آنند (سرور ذات) لیتے ہیں جان کے معنی جاننا سمجھنا وغیرہ۔ اسپر سے یہ خیال میں آتا ہے کہ اہل اسلام اور سب مہینوں میں اللہ اللہ کرتے رہیں۔ اللہ کی ریت سے چلن چلتے رہیں۔ پرنتو (لیکن) رمضان کے مہینہ میں اللہ کو رام جان کر یعنی سمجھکر رام بھگت کے موافق اپاس (روزہ) وغیرہ پلیہ کرم (نیک کام) کرتے رہنا چاہیئے۔ رمضان شبد (لفظ) کا جوارتھ (معنی) ہے اسپر خیال کرکے اس مہینہ میں اللہ ہی کو رام جان کر رام اور اللہ سے ادویت ریت (طریق یکتائی) سے رہکر رمضان کا سارتھک کردو (فائدہ حاصل کرو) تو اپنے اسلام دہرم کرنے کا بھی سارتھک ہوگیا ایسا سمجھو۔ مسلمانی دھرم کو اسلام دہرم کہتے ہیں۔ اسکا بھی مطلب رمضان کے ارتھ (معنی) کے موافق سمجھو۔ اسلام شبد میں اس اور لام ہے اس میں اُن کے شاستر کار ایسا اشارہ دے رہے ہیں کہ اسلام دھرم ہندوؤں کا جو رام دہرم ہے اُس سے علیحدہ نہ سمجھو۔ اسلام شبد (لفظ) میں ہی ایسا مطلب نکلتا ہے۔ کیسا؟ اسلام میں اس اور لام دو شبد ہیں۔ اس یعنی اسکو یعنی کس کو؟ اسلامی دھرم کو رام دہرم سمجھو۔ سنسکرت میں نیم (قاعدہ) ہے کہ "لا" کو "را" بولیں۔ اس میں لام یعنی رام ہے اور کچھ نہیں ایسا سمجھو۔ رام سمجھکر ہی اسلامی دہرم جو پالن کیا جاتا ہے تو اسلام دہرم کا اس کے شبد اور ارتھ کے موافق سارتھک کردیا اور اسلام دہرم کے پالنے کا بھی سارتھک ہوگیا یہ جانو۔

اسلام شبد کا ارتھ۔	یہی مطلب سمجھنے کے واسطے اُن کے دہرم میں اُن کے شاستر اور قرآن میں اسلام کو رمضان کے مہینہ کو پالن کرنے کا (نیک عمل کرنیکا) اشارہ دے رکھا ہے اور نام بھی اسلام

(اس رام) یعنی اس میں رام ہے لے لیا ہے سلام (رام۔ لام) لام کے ساتھ جوڑ کر

اسی سے سلام کرنیکا رواج ہوا ہے۔ رمضان کا مہینہ اور اسلام شبد کا سچا اندر کا ارتھ سمجھ کر ان کا اور اپنا کرنے والوں میں ایک کبیر ہو گیا ہے وہ سب کبیر کے ادھارن (مثال) سے سمجھو۔ اس پر سے خیال آتا ہے کہ رام کے بھگت لوگوں سے اسلام کے لوگ وردھ (مخالف) نہیں رہے۔ رمضان اور اسلام میں جو سچا ارتھ نکلا ہے اس سے برہمن وغیرہ ہندو لوگوں کو بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ اپنا رام کیول (صرف) ہندو دھرم میں ہی ہے ایسا نہیں۔ اسلام دھرم وغیرہ سب میں بھرا ہے۔ جب اسلام کے لوگ رام بھگت ہندوؤں سے وردھ (مخالف) نہ رہیں اور رام بھگت ہندو بھی وردھ رہیں تو رام بھگت ہندو اپنا نقصان آپ اٹھائیں گے اُن کو رام نہیں ملیگا۔

رام اور اللہ بالکل ایک ہی ہیں۔ جس اوستھا (حالت) کا نام رام ہے اسی اوستھا کا نام اللہ ہے۔ رام کے نام اننت (بے تعداد) ہیں اور نام کے موافق اس کی لیلا (قدرت) بھی اور ہے۔ ایسا سمجھو کہ رام کے جتنے اننت نام ہیں اُس کا ہی ایک نام اللہ ہے۔ وہ نام کی ریت سے (یعنی اسلام دھرم کے طریق سے) اللہ کے نام سے لیلا کر رہا ہے یا یہ سمجھو کہ اللہ کے ہی بہت سے نام ہیں۔ اللہ کا ہی ایک نام رام ہے۔ اور اللہ ہی نے رام نام دھرم کی ریت (طریق) سے ہندو دھرم میں لیلا کر رہا ہے۔

اسلام اور سلام کا ارتھ ایک ہی ہے ایسا پکا سمجھو کہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اس کی خاطری (اطمینان) ہونے کے واسطے ہی ابھمان (غرور) سے دونوں کو الگ الگ ماننے والے پر ثابت کرنے کے لیئے ہی ننا یہ اسلامی دھرم کے رمضان کے مہینہ کے روپ سے اللہ اور ہندو دھرم کے پرشوتم مہینے کے روپ سے رام ان دونوں کا ملاپ ہو کر ایک روپ (شکل) ہو گئے ہیں۔ دونوں طرف سے وہ اللہ اور رام ابھید روپ (ذات بے تفریق) سے ایک ہی ہیں یہ نہار سے ہیں۔

اب اگر تم "جان" "شبد" میں "جا" کو "نا" بولتے ہو تو مسلمانی ریت کے موافق

رمضان کو اُلٹا کر کہو تو "نا"، "زا"، "مر" ہوتا ہے۔ "نا" یعنی نہیں۔ "زا" یعنی جانا "مر" مرنے کی اوستھا (حالت) یعنی مرنیکی اوستھا میں یعنی جنم مرن (پیدائش و موت) کیطرف مت جاؤ۔ پھر کدھر جانا؟ تو سیدھا رمضان کہو۔ رم (رام) کو سمجھکر جا یعنی جاؤ۔ رام کو اللہ اور اللہ کو رام سمجھکر اُس کیطرف جاؤ۔ اور جاکر یوگی لوگوں (مرتاض) کیطرح وہیں آنند (سرور دائمی) میں یعنی رام پد اللہ پد میں رم مان ہوجاؤ۔ رام اور اللہ کو ایک ہی سمجھکر وہاں آنند لیا جائے اور جنم مرن (زندگی) (موت) کا پھیر اچھوٹ جائے اسی واسطے پورا رمضان کا مہینہ ہندو لوگوں کے موافق اُپاس (روزہ) نراہاری (بغیر کچھ کھائے) رہنا پڑتا ہے۔

پرشوتم ماس کا مہاتم

گذرے ہوئے سال اور آئندہ سال کے بیچ کا جو سا ندھا ہے اُس کے بیچ کا جتنا کال (زمانہ) ہے وہ کال مہینہ کے دن کے پرمان (حد) کا ہے اس کال (وقت یا زمانہ) کو پرشوتم کہا جاتا ہے اسپر دو سال کا ساندھا آگیا ہے۔ اس واسطے ساندے یعنی پرب کال کی بڑی بھاری مہا (عظمت) مانتے ہیں۔ پہلے اسکا ذکر تفصیل کے ساتھ آگیا ہے اُسی پرشوتم کے مہینہ کو مل ماس بھی کہتے ہیں۔ جتنے جنم کا (زندگیوں کا) اپنے پاس میل جما ہوا ہے وہ سب صاف کرنے کیلئے اپنے پاس ساکشات (بنفس نفیس) گنگا آگئی ہے سمجھو اس میں جو جو کریا (عمل) کیجائے تو سب میلا بھی چلا جاتا ہے خود دھونے کی کوشش نہ کریں بھی تو چلا جاتا ہے سنسکرت کے نیم (قاعدے) سے "لا" کی جگہ "را" کہا جائے تو مرماس ہوجاتا ہے۔ مرماس میں ایسی بڑی شکتی (قوت) ہے کہ مرجانے کے موافق جو کچھ ہوگا اسکے مرجانے کا کام برابر ہو سکتا ہے۔ مرجانے کے موافق کیا ہے؟ جو نہیں جانیوالا ہے اُس سے علیحدہ جو ہے وہ سب مرجانے والا ہے۔ خاص پرشوتم جو ہے وہ مرجانیوالا نہیں ہے۔ اپنے کو خاص وہی اوستھا ہونا اپنے میں اور پرشوتم میں ذرا بھی بھید (فرق)

دُر رہنا ۔ پرنتو (لیکن) پرشوتم کے پاس مرنے کے موافق کچھ نہیں اور نہ جینے میں مرجانیکو موافق جو کچھ ہے اس میں لپٹے ہوئے ہیں تو جب تک مرجانے کے موافق جو کچھ ہے اور جس کے ساتھ خود ہیں اُس وقت تک پرشوتم حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسا جو پرشوتم ماس اور پربکال ہے آس ہی جنم جنم کا میل خلاص (ختم) ہو جاتا ہے یعنی جو مرجانے کے موافق ہے وہ نکلجاتا ہے۔ مرجانے اور ناش ہونے کے موافق جو ہے اس کا ہی نام میلا (گناہ یا غلاظت) ہے پرشوتم سے ملاپ ہونیکے لیئے جو مرجانے کی طرح ہے اُس کا مرجانا ضرور ہے یعنی ناشونت وستو (فانی چیز) ہے کہ اس سے علیحدہ ہونا ضرور ہے۔ سب میلے سے علیحدہ ہو جائے تو پرشوتم سے بھی ملاپ ہو گیا ایسا سمجھو۔ ایسا ہوا تو پھر کیا ہو گا؟ مل ماس میں "ل" کے شبد کو "را" کہا جائے تو "مر" ہو جاتا ہے۔ سب مرجائے یعنی آپ اُس سے علیحدہ ہو جاؤ تو پھر کیا مر کو الٹا کر کے کہنے سے رم ہو جاتا ہے تو پھر رم کی اوستھا یعنی رام کی اوستھا میں پرشوتم روپ ہو کر رام ہو ہیں ہر وقت رم مان ہو جاؤ گے ایسی مل ماس کی مہما (عظمت) ہے۔

بابا تو مرنے کی بات کہہ رہے ہیں ایسا کوئی کہے تو کیا مرنے کی بات سے تم لوگ ڈرتے ہو؟ دنیا میں مرنا اور مرنے کی بات اچھی نہیں ہے اور بڑی ڈرانیوالی ہے یہ مرجانیوالی ہے اور ڈرانیوالی ہے اسواسطے مرجانیوالی ایسی ڈروالی اوستھا کو کیوں پاس کہنا یہ اوستھا چھوٹتی جائے اتنی جانے دو۔ تم اپنی رم اوستھا کو پکڑ لو۔ رم اوستھا آگئی تو پھر مر بھی نہیں اور ڈر بھی نہیں پھر آنند ہی آنند ہے۔ اسی کو پرشوتم سمجھو۔ رام اوستھا۔ ہندو دھرم والوں کو رحیم اسلام دھرم والوں کو اللہ خدا پرشوتم پیارا تھا سب وہی ہے۔ وہاں جانے کے واسطے جو تم کوشش کرتے ہو گے تو لیجیے پربکال سادھے میں جو آتے ہیں اس میں جو جو ست کرپا (احسان ثواب) کیجئے آپ سے ڈرانے والی اوستھا چلی جاتی ہے۔ وہ اوستھا (حالت) چلی گئی تو رم جان کی اوستھا ہر وقت

رہتی ہے پھر جس میں ڈر رہے ایسی مرجانے کی جو اوستھا ہے وہ اپنے سے ڈر کر پھر وقت دور ہی دور رہتی ہے اور اپنی اچھیا (خواہش) سے کبھی اپنے پاس آ بھی گئی تو اپنی طرح آنند روپ (ذات مسرور) ہو کر اُس میں مل جاتی ہے۔

اوم شانتی

۳۵ف

۲۵ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۰ ر رمضان ۱۳۴۴ھ م ۱۲ اردی بہشت م ادھک ماس تتھ دواد شی روز پنجشنبہ بمقام آرتی کا پیچ بیگم بیٹھ

دل شانت ہو گیا تو شریر (جسم) کے بیوہار بھی بند ہو جائیں گے۔ جو جو کچھ اپنے کو نظر آتا ہے وہ ایشور ہی ہے۔ آدمی یہ پرمیشور کا آخر کا اوتار ہے۔ ایکا دشی کرنے والا بیکنٹھ میں جاتا ہے۔ ایشوری سکھ ملانے کا کیسا سادھن (خاص طریقہ) سنسار (دنیا) بھی ہے۔ دنیا روپ قید خانہ کے باہر جانا ہو تو بھگوان کو خوش کرو۔

جب بابا کا کہنا شروع ہوتا ہے اس وقت ان کا اُپدیش (نصیحت) سب کا سب لکھنے کے واسطے لکھنے والے بابا کے منع کرنے اور کسی وقت نکال دینے پر بھی کاغذ پنسل لیکر ہر وقت اُن کے پاس تیار ہی رہتے ہیں معمول کے موافق لکھنے والے بابا کے پاس کاغذ پنسل لیکر بیٹھ گئے اُن کو دیکھ سری بابا نے فرمانا شروع کیا۔ میں کچھ نہیں کہونگا تو تم کسطرح سے لکھو گے۔ یہ بھی لکھ رہے ہو۔ ارے رام رام۔ بھلا روز روز جو لکھا جاتا ہے وہ سب کچھ ایشور (خدا) کے واسطے کھٹ پٹ

(جد و جہد) کرنے والے کو بہت اُپیوگی (مفید) ہے جس سے اپنا دل شانت (مطمئن) ہو جاوے۔ شانت ہونا یعنی کیا؟ دل کا ویوہار بند ہو جانا دل کا ویوہار (کاروبار) سب

دل شانت (مطمئن) ہو گیا تو شریر (جسم) کے ویوہار بھی بند ہو جائینگے

شانت ہونا سب بند ہونا اسکو شانت نہیں کہتے۔ جب دل کا ویوہار بالکل بند ہو جائے تو تمہارے سکھ دکھ کے واسطے جو کچھ کرنا ہوتا ہے یا جو ہوتا رہتا ہے وہ کچھ نہیں ہوگا۔ دنیا کی حالت میں لوگ جو سکھ پیدا کرتے ہیں اس واسطے بھی کچھ کریا (عمل) نہیں ہو سکیگی۔ کیوں؟ اپنے ہاتھ پاؤں آنکھ وغیرہ جو اندریاں (اعضاء) ہیں ان سے ہی سب کریا (عمل) ویوہار (کاروبار) ہوتا رہتا ہے۔ پرنتو (لیکن) پہلے دل میں جب کوئی ویوہار کرے تو پھر باہیہ اندری (بیرونی) اعضاء سے ویوہار ہو سکتے ہیں۔ جب دل کا ویوہار بند رہے اس کو ہی تم جو شانت کہتے ہو تو پھر لینے کھانے پینے کا جو شریر دھرم (فرائض جسمانی) ہے وہ بھی نہیں ہو سکیگا۔

اسی وقت کوئی صاحب آگئے سری بابا نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں تو نرسنگھ راج بہادر نے عرض کیا کہ "یہ نواب قادر نواز جنگ بہادر مہتمم محلات مبارکہ علاقۂ صرکار ہیں"۔ سری بابا نے فرمایا "بہت ہمارا بھاگ (تقدیر) ہے"۔ قادر نواز جنگ بہادر نے عرض کیا بھاگ ہمارا کہ اوتار کو دیکھے۔

جو جو کچھ اپنی کو نظر آتا ہے وہ سب ایشور ہی ہے۔

سری بابا نے فرمایا دیکھنے کے موافق یہاں تو کوئی ایسا اوتار نہیں ہے۔ کسطرح سے آپ لوگ اوتار سمجھکر ہم کو دیکھتے ہیں۔ وہ جنھوں نے سب اوتار لیلا دیکھی اُس کا نام اوتار۔ چوراسی لاکھ اوتار شاستر گرنتھ (کتب) میں لکھے ہیں۔ اوتار کس کو کہتے ہیں؟ اپنا جو ٹھکانہ ہے اُس کو چھوڑ کر نیچے جو اُترتا ہے اور نیچے سے اوپر جانے والے کو بھی اوتار کہتے ہیں؟ اپنا جو ٹھکانا ہے اُس کو چھوڑ کر نیچے جو اُترتا ہے اور نیچے سے اوپر جانے والے کو بھی اوتار کہتے ہیں۔

اوتار وہ جو سچا ٹھکانا چھوڑ کر نیچے اُترا ہو۔ ایسے چوراسی لاکھ ہیں۔ سب نیچے نیچے اتار لیتے ہیں۔ جہاں سے جو کچھ اوتار ہوتے رہتے ہیں وہ ٹھکانا اور اس ٹھکانے پر ہر وقت ٹھہرنے والا اس کا ورنن بیان کوئی نہیں کر سکتا وہ ورنن کرنے سے علیحدہ ہے (خارج از بیان ہے) وہ جس کا ورنن کیا جائے وہ نیچے اُتر رہا ہے نیچے اُترتے اُترتے آتما کی جو جو حالت ہوتی ہے اُس حالت کا ورنن (بیان) ہو سکیگا اور جس نے جگہ چھوڑی ہی نہیں اور جہاں کا تہاں ہے وہ کسطرح کا ہے ایسا ہی نہیں ویسا بھی نہیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایسا ویسا نیچے اُترنے والے کو ہے اس سے پہلے کے ٹھکانے کا ورنن کیا جا سکے ایسی کچھ اوستھا (حالت) ہی نہیں۔ نہ رنگ روپ کا ورنن کر سکتے ہیں نہ کچھ اور۔

نواب قادر نواز جنگ بہادر نے عرض کیا۔ یہ سب اُسی کی مورتیں ہیں تو بابا نے فرمایا ایسا ہی ہے اس کی صورت دیکھنی ہو تو جو اپنے دل سے اپنی آنکھ سے دیکھا جائے وہی اُس کی اصلی صورت ہے۔

کوئی کہتے ہیں کہ مہاراج ہم کو ایشور کا درشن ہونا چاہیئے۔ ایشور کا درشن ہر وقت ہوتا ہے اس پر بھی نہیں ہوتا کہتے ہیں۔ کیوں؟ ایشور جو ہے اسکا ارتھ (مطلب یا معنی) میں نے پہلے کہا ہے کہ آپ سے آپ جو کچھ پر گھٹ (ظاہر) ہو رہا ہے۔ دل سے آنکھ سے دیکھا جائے اچھا اور برا اس کا انبھو لیا جا سکے۔ وہی ایشور کا ارتھ ہے سنسکرت میں ایش کا ارتھ کیا ہے؟ آپ سے جو پر گھٹ (ظاہر) ہو تو جتنا کچھ پیدا ہوا ہے وہ ایشور ہی ہے۔ پیدا کے معنی ظاہر ہونیکے خود ظاہر ہوا کسی نے پیدا نہیں کیا تو پھر اسکے پہچان کیوں نہیں ہوتی اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ سے آپ جو پر گھٹ ہو رہا ہے اور ہوا ہے اس میں ہی کے خود ہیں۔ جو کچھ ظاہر ہوا ہے اُس میں آدمی جو ہے وہ کچھ اُس سے

علیحدہ نہیں ہے۔ اب قادر نواز جنگ بہادر نے کہا آدمی میں اسکا زور دار ظہور ہے اس واسطے ہم آپ کو دیکھنے کے لیئے حاضر ہوئے ہیں۔ ان کی طرف دیکھکر اور اشارہ کرتے ہوئے بابا نے فرمایا۔ سچ پوچھو تو حضور صاحب آ گئے وہ پلیٹ لگائیں تو دیکھو کیا نکلتا ہے وہ جو ٹھکانا ہے اور ٹھکانے پر جو ہر وقت موجود ہے وہی خاص ہے اُس سے (علاوہ) اور دوسرا کوئی نہیں ہے وہی ایک ہے۔ اس واسطے وہ اپنے کو نہیں پہچانتا۔ پہچاننے کے لیئے وہی ایسی حیثیت جسم (جسم انسانی) کی ریت (طریق) سے بنگیا۔ اپنا اپنا کہا جائے تو کون جیسا میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ جو کسیطرح سکے، برتن سے علیحدہ ہی وہی اپنے کو پہچاننے کے لیئے ورتن کرتیکے خود آپ سے آپ پر گھٹ ہو گیا وہ پہچاننے کے لائق اوستھا (حالت) جبتک آئی ہو اُسوقت تک وہ بنتے بنتے آدمی تک پہنچ گیا۔ خاص اپنے کو پہچاننے کے لائق اور جس سے پہچانا جائے آدمی کے روپ (صورت) سے آگیا ہے۔

جیسے بہت سی کپاس ہے (جس کو روئی کہتے ہیں) بہت پڑی ہے وہ نہیں سمجھتی میں کون ہوں اور میری حالت کسطرح سے آگے پیچھے ہے۔ حالت نہیں سمجھتی تو اُسکو گرنی میں لے جاتے ہیں۔ سوت نکالنے کے لیئے وہاں لیجاکر پہلے اُسکی سرکی (کچرا وغیرہ) نکالتے ہیں۔ پھر میں وہ کپاس جیسی جیسی جاتی ہے تو وہ پہلے موٹے گول ستون کے موافق لمبی ہو جاتی ہے۔ سوت تیار ہو گیا۔ یہ پہلی اوستھا (حالت) ہوئی۔ پھر وہ آگے آگے جیسی جاتی ہے ویسے اُس سے چھوٹا چھوٹا سوت نکلتا ہے اُس کے آگے اور چھوٹا سوت ہو جاتا ہے۔ سمجھ جاؤ کہ وہ کپاس کے آگے آگے بننے والے اوتار ہی ہیں۔ ایسا سیڑھی سیڑھی اور درجہ درجہ سے وہ بڑھتی جائے تو جیسے سر میں بال رہتے ہیں اُس سے بھی باریک وہ دھاگا بنجاتا ہے۔ پورا دھاگا بن گیا تو سمجھو کہ کپاس کا آخری اوتار ہو گیا یعنی کپاس کی لوتی ختم بن گئی یا آخر کا جنم ہو گیا۔ گرنی میں اس سے بھی باریک بن جاتا ہے۔

آدمی یہ پرمیشور کا آخری اوتار ہے

جب کپڑا بننا بننے کے لائق آخر میں سوت بنجائے تو سمجھنا کہ سب یونیوں (اجسام یا قالبوں) کے آخر کی اوستھا (حالت) آگئی۔ آخر کا جو باریک سوت بنگیا تو اسی سے پھر کپڑا بنا جاتا ہے۔ جب کپڑا بن گیا تو پھر اپنا سروپ دیکھنے کے واسطے جسطرح کی ضرورت ہے اسطرح کا اسکا آکار (شکل) بن گیا اور ہزاروں لوگوں کے کام آگیا۔ اسطرح ہی منشیہ (انسان) کی حالت سمجھو۔ آخری کے باریک سوت کے موافق ہے وہ آتما باریک کرنے کے لائق نہیں۔ منشیہ (انسان) سے آگے اور کوئی آکار بننے کے موافق کچھ نہیں ہے منشیہ کی یعنی آدمی کی یونی آخری کی یونی چوراسی لاکھ ہے۔ چوراسی لاکھ ہوکر پھر ایک دو ہوگئے ایسا کچھ نہیں۔ چوراسی لاکھ میں ہی پورا پورا ہوگیا۔ وہ باریک دھاگا جو بنا ہوا ہے اس کا کپڑا ہزاروں کے کام آتا ہے۔ وہ جیسا ہے اسیطرح کا وہ خاص جوہر آدمی تک تو چلا آیا اس کے آگے اوتار کی بات رہی نہیں تو پھر آخر کے دھاگے کے موافق آدمی کی اوستھا (حالت) ہوگئی جیسا آخر کا بنا ہوا دھاگا آدمی کے زور سے کپڑا بن کر ہزاروں کے کام آتا ہے۔ ویسا کیا آدمی کپڑے کے موافق جب کبھی بن جاوے تو ہزاروں کے کام میں نہیں آئیگا؟ ضرور آئیگا۔ پرنتو (لیکن) کپڑے کے موافق اپنا آدمی پن ہزاروں کے کام آجائے اسطرح کی لوگ کوشش نہیں کرتے۔ آخر کے دھاگے کا کبھی کپڑا نہیں بنا اور ویسے کا ویسا کچھ دنوں اپنی حالت میں رہکر ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوجاتا ہے اسطرح کی بہت سے لوگوں کی حالت ہے نہ اپنا کپڑا بنتے نہ اپنے سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے۔

نواب قادر نواز جنگ بہادر نے عرض کیا کہ جو لوگ آپ کا درشن کرتے آپ کی صحبت میں بیٹھتے اور فیض حاصل کرتے ہیں وہ برابر کپڑا بن جاتے ہیں۔ جو بیٹھکر فیض نہیں اُٹھائینگے وہ دھاگے کے دھاگے ہی رہیں گے اور وہ ٹوٹ پھوٹکر

آدمی کا جنم بیکار کر دینگے۔ جب تک دھاگے کا کپڑا نہیں بنتا وہ دھاگا بیکار ہی چلا گیا۔ اُس وقت تک کپاس کا کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ خالی ینتر (آلہ) کو کھٹ پٹ ہو گئی گرمی ہیں کوئلہ جو جلا ہو گا وہ سب بیکار ہو گیا۔ انجن خراب ہو گیا وہ گھس گیا اور سب خرچہ مفت گیا۔ اسطرح جب تک تمہارے باپ دادا سے پہلے جو بزرگوں کا ونش (سلسلۂ خاندانی) چلا ہے تو اس کو ایسا سمجھو کہ بڑے دھاگے سے پتلے پتلے چھوٹے سے چھوٹا دھاگہ ہے دم ایسی پرمپرا (سلسلہ یا نسل) چلی ہے۔ اسطرح دھاگا بنتا ٹوٹ جاتا اور پھر بنتا اور خراب ہو جاتا ہے لیکن کپڑا نہیں بنا۔ ایسے ونش (خاندان) میں جو کوئی آدمی دھاگا تو بن گیا اور کپڑے کے موافق دنیا کے لائق نہیں بنا جب تک ایسا نہ بنے اُس وقت تک اپنی جو ونسا ولی (خاندانی سلسلہ) ہے وہ ایسی خراب ہے ٹوٹ پھوٹ جائے پھر بن جائے پھر ٹوٹ جائے ایسی بات سمجھو۔ دھاگہ بن کے خراب ہو جاتا ہے سڑ جاتا ہے اور پھر بن جاتا ہے ایسی خراب ونشا ولی کہ جس میں ایک بھی دھاگہ یعنی آدمی کپڑا بننے کے لائق نہیں ہوتا۔ اور ہزاروں آدمیوں کا اودّھار (نجات دلانا) نہیں کرتا تو ایسے لوگوں کی حالت میں کیا کہوں۔ میں تو لاچار ہو جاتا ہوں ایسا بن جانا کہ اپنا ونش (خاندان) پھر واپس نہ آئے۔ گئے تو آنند ہی آنند۔

ہزاروں آدمیوں کو سب طرح کا سکھ (راحت ابدی) دینے کا کارن جو ہے وہی بنجانا۔ سمجھو پانی پینے والے تو ہزاروں ہی دنیا میں ہیں۔ پرنتو (لیکن) خود پانی پی کر ہزاروں کی پیاس بجھانے والا ہزاروں لاکھوں میں ایک ہی ہے کوئی کہے کہ بابا مہاراج آپ بھی ایسے ہیں تو یہ نہیں سمجھنا۔ میں تمہاری بھوک پیاس بند کرنے والی اوستھا (حالت) میں نہیں۔ بیچ میں کسی شخص نے کہا۔ مہاراج آپ ہی ایسے نہ ہوتے تو پرمارتھ (معرفت) کے لئے بھوکے پیاسے ادھر ادھر کا گھومنا چھوڑ کر

یہاں اتنے لوگوں کا جماؤ (مجمع) کا ہیکو ہوتا۔ پھر اور کسی نے کہا مہاراج آپ کو دیکھنے سے ہی پیاس بجھتی ہے تو سری بابا نے فرمایا تم کچھ بھی کہو تمہاری سچی تم کہو ہماری سچی ہم کہتے ہیں اسپر کسی صاحب نے کہا مہاراج یہ آپ کی انکساری ہے۔

اسوقت بہت مجمع تھا اور سری بابا کو دیکھنے کے واسطے لوگ کھڑے ہوکر دیکھ رہے تھے۔ اُس وقت بابا اونچی جگہ (بنگلہ کی سیڑھی پر) بیٹھے ہوئے تھے وہ سب دیکھا دیکھکر سری بابا نے کہا کہ ہم کو دیکھنا ہی تم فائدہ سمجھتے ہو گے تو ہم ذرا اونچے بیٹھتے ہیں تم لوگ نیچے بیٹھے ہو تو اس سے سب لوگوں کو دیکھا نہیں جاتا ہوگا۔ تمہاری ہماری ادلا بدل (تبادلہ) کر کر ہم تمہاری جگہ نیچے بیٹھ جاتے ہیں اور تم لوگ ہماری جگہ اوپر اونچے اٹھکر بیٹھ جاؤ یعنی ناٹک یا تھیٹر کے موافق سب کو اچھا نظر آئیگا۔ بابا کے اسطرح فرماتے پر ایک صاحب نے کہا کہ مہاراج آپ بدلی کر کے نیچے آکر بھی بیٹھے تو بھی آپ کا بڑا پن (بزرگی) تھوڑا ہی جاتا ہے کیونکہ ایک شاعر کا قول ہے " صدر ہر جا کہ نشیند صدر است " اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے پنچ کی سب کال پہلو کا انبھو لیا وہ کتنا بھی پھر نیچے رہنے کا پرتین (کوشش) کرے اُس کو اوپر کا بڑا پن خود ہی آتا ہے لانا نہیں پڑتا۔ آپ کہیں بھی بیٹھیں تو بڑے ہی رہینگے۔ ان ہی صاحب کو دیکھکر سری بابا نے ارشاد کیا آپ کے آنے سے بہت آنند ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ میری زبان ہے کہ میں آنند ہو گیا۔ سری بابا نے فرمایا کہ میں تو خود پانی کے موافق نہیں لیکن سچے پیاس والے جو کوئی ہونگے اُن کو پانی کہاں ملتا ہے اور کسطرح پانی پینے سے آرام ہو جاتا ہے۔ وہ سچے پیاس والے کو اس کی پیاس ہی بتلائیگی اور یہ سکھلائیگی کہ اُس کی پیاس کسطرح بجھیگی۔ کیا آج روی وار (اتوار) ہے۔ کیا چھٹی (تعطیل) ہے اس پر کسی نے کہا آج گرو وار (جمعرات) ہے۔ سری بابا نے فرمایا آج کا دن بہت بڑا ہے جتنا تم اس کو بھاری پن (دولت) دو اتنا بھاری پن آجاتا ہے۔ ایک تو پہر شتم ماس کہتے ہیں کو ادھک ماس کہتے ہیں وہ

ایکادشی کرنیوالا بیکنٹھ میں جاتا ہے

ادھک ماس سال بھر میں کا پہلا ہے اور ادھک ماس میں شکل پکش ہی شکل پکش یعنی پہلا پندرہواڑہ اور اس میں بھی ایکادشی کا مہاتم سچا ہندو جیسے وہ برابر سمجھ سکتا ہے اور اس میں بھی گرو وار ہے۔ ستاوار (دنوں) میں گرووار کو ہندو اور مسلمان اور اور سب دہرم (مذاہب) میں ایشور کے واسطے بڑی مہما کا دن مانتے ہیں۔ مسلمانوں میں اسکو جمعرات کہتے ہیں آج کا دن بھاری اور بڑا بھاری ہے اور اس میں ایکادشی اس کی مہما (عظمت) تو بھاری ہی ہے اس کی مہما (عظمت) تو میں نے بہت دفعہ کہا ہے ایکادشی کے دن شروع میں جہاں سے خود نکلے وہاں جاتے ہیں۔ خاص بیکنٹھ استہان (جنت کا مقام) جو ہے وہاں جانے کے دروازے کھلے رہتے ہیں جو چاہے وہ جائے جس کا ادھکار (اہلیت) ہوتا ہے وہی جاتا ہے۔ پرنتو (لیکن) ایکادشی کا برت ہر وقت کرنے والے کو ادہکار (قابلیت) آجاتا ہے اور اس کا اپنہوورت (روزہ) کرنے والے کو انت کال (وقت آخری) کے سمے پر آتا اور اس کو جانے کے لئے ویکنٹھ (جنت) کا دروازہ کھلا رہتا ہے ایکادشی کا ورت (روزہ) سب لوگ اوشیہ (ضرور) کرنا چاہیئے۔ نہیں کرنا ایسا شاستر نہیں کہتا۔ یہ ایکادشی بھی پرشوتم ماس میں کی ہے۔ اس میں تو ادھک سے ادھک پھل ہے۔ اچھا آپ لوگ آگئے بہت آنند کی بات ہے۔ نواب قادر نواز جنگ بہادر نے کہا کہ میں خوش نصیب ہوں کہ آپ حیدرآباد تشریف لائے۔ سری بابا نے فرمایا کیا ہے کیا نہیں۔ اللہ کا کھیل کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ لوگ بڑے مبارک (دھنیہ) ہیں آپ لوگوں کی جتنی تعریف کیجائے کم ہے کیونکہ ایشور کا راستہ وہی ہے کہ جنھوں نے دنیا داری میں رہکے بہت بڑا مان (عزت) کمایا اور وہ مان کو تیاگ (ناچیز) کرکے ایشور کے دربار میں جانے کے واسطے اسکو چھوڑنے کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تم بڑے بڑے مان والے (عزت والے) لوگ ہماری بری دکھی کشٹی (تکلیف) حالت دیکھنے کیواسطے وہ مان چھوڑ کر

ادہر اودہر چلے آتے ہیں۔ جنم لیکر دنیاداری کا بیوہار (کام) جس کا پورا ہو گیا ہے وہی ایشور کے راستہ پر کچھ قدم تک آگے نکل گیا اور آگے جا رہا ہے ایسی حالت دیکھی جاتی ہے۔ ویسی آپ کی اور آپ کے موافق لوگوں کی حالت دیکھنے میں آتی ہے جو اپنے سنسار بیوہار میں بالکل لپٹے ہوئے ہیں وہ تو ایشور کو مانتے ہی نہیں۔ ایسے بھی دنیا میں بہت لوگ ہیں نہ خدا کو مانتے نہ ایشور کو مانتے۔ کوئی ایشور کی بات کہتے ہیں تو اُنپر ہنستے اور ٹھٹھا کرتے ہیں اور خود اپنے سنسار (دنیا) میں لپٹے رہتے ہیں۔ اسطرح کے جو لوگ ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ایشور کے راستہ پر ہیں۔ کسی جنم میں جب اُن کے سنسار کی حالت بھی پوری ہو جائے تو وہ ایشور کا راستہ سوچینگے اور تلاش کرینگے۔ آپ لوگوں نے تو سنسار میں حکم بڑا مان (عزت) لیا بھی تو اس بڑے مان کی دنیا کی ریت (طریق) سے آنے جانے پر بھی اس کی پرواہ نہ کر کے ایشور کے راستہ پر کچھ دور تک چلے گئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے

ایشوری سکھ ملانی کا مکھیہ سادھن سنسار ہی ہے

سنساری رہکر اسنساری (دنیا میں نہ رہنے والوں) کا پھل (ثمرہ) کمانے والے کی یوگیتا (عظمت) بڑی ہے۔ وہی سچا ہے جو سنسار تو کرے اور ایشور (خدا) کو نہ بھولے۔ سنسار میں جو جو اچھی بُری حالت آجائیگی اُس کا انبھو (مشاہدہ) لینے کی بڑی ضرورت ہے۔ سنسار کیئے بغیر انبھو (تجربہ) نہیں آسکتا۔ سنسار ایشور کیطرف کا اکھنڈ سکھ (بے حصص راحت) کا لابھ (فوائد) ملنے کے واسطے مکھیہ سادھن (خاص ذریعہ) ہے کیونکہ بُری حالت کا انبھو لیئے بنا اچھی حالت کا انبھو نہیں آتا۔ اور تم تو پہلے خاص اچھی حالت میں تھے اسوقت نہیں سمجھتے تھے کہ اچھا کیا ہوتا ہے اور بُرا کیا ہوتا ہے۔ میں اچھے میں ہوں یا بُرے میں ہوں یہ پہلے دن کے بچے کو کیا معلوم میں کون ہوں اُس کو یہ بھی معلوم نہیں۔ اس پہلے دن کے بچہ کے موافق تمہاری پہلی حالت تھی۔ جیسا جیسا بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے ویسا ویسا دنیاداری کی حالت اُس کو معلوم ہوتی ہے۔ اسطرح تم پہلی حالت میں سے دہی بُری جگہ

جو سنسار کی حالت ہے اس میں جس میں تم اب ہو تو جو شروع کی جو اچھی حالت ہے
اُس کا انبھو دینے کے لئے یہ بُری حالت سادھن (ذریعہ) ہو گئی۔ بُری حالت دیکھنے کے
واسطے سنسار (دنیا) میں پڑنا ضروری ہے۔ سنسار کا نام پھسل جانا۔ بے ساودھ گری
(غفلت) سے گر جانا ہے۔ تو پھر گرنا ہی ہے تو اس میں سکھ تھوڑا ہی ہونے والا ہے
جب گرنا پورا ہو جاوے تو وہ سُدھی (ہوش) پر آتا ہے کہ یہ کیا کرتے کرتے کہاں چلے
گئے۔ جب پورا پورا گرنا ہو جاوے تو تم کو اول کی حالت معلوم ہو گی۔ کیسے؟ تم شروع
سے گرنے لگے۔ گرتے گرتے آخر کا جو ہے وہ خلاص (ختم) ہو گیا۔ گرنے کی جگہ خلاص
(ختم) ہو گئی۔ گرنے سے پہلے اس سے آگے جو اپنی جگہ شروع میں تھی وہی ہے
لیکن جب پورا گرنا ہو جائے یعنی سنسار کے بُرے پن کا پورا انبھو لیا جائے تو تم گرتے
گرتے اوپر جانے پھر گرتے۔ پھر نیچے آتے ہو اسطرح نہ پورے اوپر ہی جاتے نہ نیچے بھی
پورے آتے۔ تم لوگوں میں بیوہار ایسا ہی ہے۔ تم لوگوں نے چڑھنے کی اور
اُترنے کی حد کر لی ہے۔ چڑھتے چڑھتے کہاں تک چڑھا جائیگا۔ ابھی حد کی بات
کہہ رہا ہوں حد برابر کر کے رکھی حد چھوڑ کر اوپر بھی نہیں جا سکے اور نیچے بھی نہیں آ سکے۔
ایسی حالت ہو رہی ہے چڑھنے کی حد ہے سو یہ نارائن تک ہو گی اس کے آگے
آگے نہیں جا سکے۔ کیوں حد کر لی۔ یعنی کوٹنگ کر لی۔ یونٹری مضبوط کر لی ایسی اوپر کی
حد مضبوط کر لی جائے تو سو یہ نارائن تک جا کر پھر لوٹکر نیچے ہی آ جائیگا۔ لوٹ کر
کہاں تک جائیگا؟ نیچے کی حد کہاں تک ہے۔ زمین تک۔ زمین ہی کو نیچے کی حد
کر لی۔ زمین چھوڑ کر نیچے نہیں جا سکتے ویسے سو یہ نارائن چھوڑ کر اوپر بھی نہیں جا سکتے
جب یہ حد چھوڑ کر جائینگے تو جہاں سے شروع نکلے وہاں جا کر پہنچینگے وہ ماپ (حد)
یا بونڈری چھوڑنا پڑتا ہے۔ دائیں بائیں اوپر نیچے کہیں بھی تم نے دروازہ بنا کر نہیں رکھا
چھوٹی کھڑکی یا سوراخ بھی نہیں بنایا۔ سو یہ نارائن کو تم لوگ کیا کہتے ہو سمجھ لو سمجھ بھی کہو

اس میں ماپ یا حد جو ہے اس کو کہیں بھی باہر نکلنے کے لئے سوراخ کئے بغیر پہلے کی اصل جگہ پر نہیں جا سکتے ۔

مرنے کے بعد اپنے اپنے کرم کے انوسار (مطابق اعمال) اپنا جیو زیادہ سے زیادہ سوریہ نارائن تک جائے گا۔ اور پھر لوٹ کر نیچے گریگا۔ بعض بعض جیو اپنے کرم سے سوریہ نارائن تک بھی نہیں جاتا۔ اوپر اوٹھ کر پھر نیچے گر جاتا ہے۔ دنیاداری کی ریت (نقطہ نظر دنیا) سے مر جانے والے کے مرنے کی حالت بڑی چمتکارک (عجیب و غریب) ہے۔ ہاتھ میں چھوٹے بڑے بال (گولہ) چینڈول یا کنکر سمجھو۔ کھلے میدان میں بہت آدمی کھڑے ہیں اور سب کے ہاتھ میں بال چینڈول یا چھوٹے پتھر جو آم لیمو کے برابر ہیں وہ سب اوپر پھینکتے ہیں۔ سب برابری پھینکیں یا آگے پیچھے بھی پھینکیں تو چینڈول یا کنکر سب ملکے اوپر ایک ساتھ اوپر نہیں جائیں گے۔ ایک جو گیا سب اس کے موافق نہیں جائیں گے۔ کوئی اوپر رہے گا کوئی نیچے رہیگا۔ جس کے پاس جیسی طاقت ہوگی اس طاقت سے اسے جتنا فورس دیا ہوگا وہ اپنے ویگ (قوت) سے اور ریت (طریق) سے اوپر نیچے رہکر آخر میں سب کے سب زمین پر ہی گرنے والے ہیں۔ پرنتو (لیکن) اوپر جانے کے وقت ہوئی دس پانچ ہاتھ اوپر جائے گا۔ کوئی ایک دو ہاتھ اس سے نیچے رہے گا۔ کسی کا بہت نزدیک رہے گا۔ سب ایک جیسے نہیں جائیں گے۔ جس کی طاقت ایک جیسی رہی اس کے برابر دو چار بھی رہیں گے۔ ایسا بھی ہوتا ہے اس طرح سمجھو۔ اپنے جیو جو ہیں ۔ چینڈول و کنکر کے موافق اپنے اپنے اچھے برے کرم انوسار (موافق) سوریہ نارائن کے حد کے اندر رہی کم زیادہ پرمان سے ادھر ادھر جاکر پھر آخر میں نیچے گر کر کہیں بھی جنم لیتے ہیں۔ یہہ کرم کی بات کبھی چھوٹتی نہیں۔ نواب قادر نواز جنگ بہادر نے جاتے وقت عرض کیا کہ انہیں ایار کے پاس ایک منٹ بھی بیٹھے تو سو سال کی عبادت سے زیادہ ہے۔ اس پر سری بابا مہاراج نے فرمایا کہ میں نے کہہ دیا ہے کہ

اولیا کے ساتھ رہے تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ اس کو یہی مضبوط پکڑ کر رہنا۔ سارانس (حاصل کلام) یہہ کہ آدمی ایسا پیدا ہو کہ اپنی بنی ہوئی حد چھوڑ کر یا توڑ کر اوس سے باہر نکل جائے۔

سمجھو کہ قید خانہ ہے۔ قید خانہ مضبوط ہے کوئی باہر نہیں جاسکتا۔ جیسے قید خانہ میں پڑا ہوا گنہگار سرکار کی مضبوط حد میں رہنے سے کہیں باہر نہیں جاسکتا اسی طرح سب دنیا کی حالت ہے کہ سورینارائن سے زمین تک وہ مضبوط ہے۔ وہاں سے کوئی نہیں نکل سکتا۔ وہ جو حد ہے حد سے باہر گئے تو اپنے کو اپنا آکھنڈ سکھ (برا حت بدی) نہیں مل سکتا۔ کیوں دنیا میں جو کچھ چھوٹا بڑا سکھ ملتا ہے وہ حد کے باہر انت (بے حساب) بھرا ہے۔ عکس ہے۔ دنیا میں آکر وہ اپنے کو سکھ کے طرح (موافق) معلوم ہوتا ہے۔ پرتی بمب کس کو کہتے ہیں۔ آئینہ میں یا پانی میں جو تمہارا منہ دیکھتے ہو وہ پرتی بمب ہے۔ وہ سچا نہیں جھوٹا ہے۔ پرنتو (لیکن) آئینہ میں منہ دیکھنے سے بڑی خوشی میں آجاتے ہو مونچھوں کو چڑھا دیتے اور بالوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر بڑا آنند مانتے ہو لیکن یہہ بچار (خیال) نہیں کرتے کہ اس کو دیکھ کر کیا آنند (خوشی) کرنا یہہ تو جھوٹا ہے۔ سچا تو اپنے پاس رہکر بھی دیکھا نہیں جاتا۔ اس واسطے آئینہ میں بھی جھوٹے منہ کو دیکھ کر پھر آنند مان لیتے ہو۔ اسی طرح سورینارائن کے حد کے باہر جو ہے وہ انت سکھ کے ساتھ خود سچا ہے۔ آئینہ میں جیسا سکھ (راحت) رہتا ہے اس کے موافق سکھ (راحت) ہے۔ اور اسی موافق آپ خود بھی ہیں اوس میں لپٹ رہ کر بھی اپنی حد مریادا میں ہر وقت رہتے ہیں۔

قید خانہ کے موافق اپنی حالت ہے۔ وجہ یہہ کہ گنہگار ہیں تو پھر قید کیوں نہ ملے۔ سرکار قید خانہ میں ڈالتی ہے۔ خود ایشور کے جنم جنم کے گنہگار ہیں اس واسطے بڑے قید خانہ میں ڈالے جاتے ہیں اور پھر نہیں نکل سکتے۔ نکلنے کا راستہ ہے ہم

نہیں راستہ ہے کیسا ہے ؟ تو سمجھ لو کہ سرکار نے گنہگار کو قیدخانہ میں دو چار برس کی سزا دیکر بالکل روک میں رکھا اور وہیں کے دکھ (مصیبت) بھوگنے لگایا۔

ویہار روپ قیدخانہ سے باہر جانا ہو تو بھگوان کو خوش کرو۔

قیدی کو خالی بیٹھنے نہیں دیتے بڑے کشٹ (مشقت) کا کام کراتے ہیں تو پھر وہ قیدخانہ سے کسطرح چھوٹتا ہے سرکار کا گنہگار قیدی ایک تو اسکی جتنی مدت ہے چار برس کی دو برس کی ختم ہو جائے تو چھوٹتا ہے۔

اور بیچ میں جو چھوٹتا ہو تو اس قیدی سے سرکار جس سے راضی ہو ایسا کوئی کام ہو جائے تو اس کارروائی پر سرکار خوش ہو کر چار برس میں چار چھ مہینے معاف کر دیتی ہے۔ کبھی اور زیادہ خوش ہو گئی تو اور زیادہ معاف کر دیتی اور کچھ زیادہ سے زیادہ بہت اچھی کارروائی ہو جائے تو فوراً راضی ہو کر کچھ دن رکھیگی اور چھوڑ دیگی اور اس کا سبب لکھا جائیگا کہ فلاں فلاں سبب سے اسکی میعاد قید کم کر دی گئی یا اس کا گناہ معاف کر کے چھوڑ دیا گیا۔ ایسا سمجھو کہ اپنی جو دنیا کی قید ہے یہ جب پوری ہو جائے تب اپنے کو چھٹکارا ملیگا تو یہ پوری کب ہوتی ہے اسکا کچھ پرمان (حد) ہی پاکیا جیسا گنہگار کو پرمان کر دیا سال چھ سال چھ مہینہ دو مہینہ ایسا اپنی بڑی سرکار (ایشور) کی بڑے بڑے قیدخانہ میں اسکا کچھ پرمان ہو گیا۔ لو اسکا کچھ پرمان نہیں کیوں ؟ بڑی سرکار ایشور وہ کچھ پرمان (حد) میں نہیں ہے ہمیشہ کا ہے اسواسطے اس کے قیدخانہ میں کے جو گنہگار قید ہو کر پڑے ہیں اُن کو بھی پرمان (حد) نہیں ہے۔ پرمان (حد) چھوٹنے کے لئے اپنا اپنے کو ہی کر لینا پڑتا ہے۔ خود جو جلدی چھوٹنا چاہیں تو پرمان (حد) بھی اپنا کم کر لیں تو چھوٹ جاتے ہیں نہیں تو اپرمان کی ریت (بےحد طریق) سے اپنے کو قیدخانہ کی حالت یعنی جنم مرن زیست اور موت کی حالت ہر وقت بھوگنا پڑتی ہے۔ اب کہاں تک جنم لیویں گے تم جسطرح سے آتا ہے وہ دو بار بند کر لیں تو اپنا

پر مان آج ہی پورا ہو جاتا ہے نہیں تو جیسے وہ قید خانہ میں پڑا ہوا اچھی کارروائی سے سرکار کو خوش کر کے چھوٹتا ہے۔ اسیطرح بھگوان کو اچھی ست کرم (عمل نیک) سے خوش کرو جس سے بھگوان راضی ہو جائے تو تم کو بہت جنم لینے بنا ایک دو جنم میں ہی چھٹکارا ملجاتا ہے۔ بہت جنم معاف ہو جاتے ہیں۔ اس واسطے ایشور کو راضی کرنیکی ضرورت ہے۔ پھر اپنے قید کی حد ٹوٹ جاتی ہے۔ ایشور کی مدد سے خود باہر نکل جاتے ہیں تو اس کی بالکل سہل ترکیب حد توڑنے کی جو بھی اپنے کو ہونا ہے تو دیکھو۔ اسی جنم میں اپنی حد ٹوٹ سکتی ہے اور آپ آزاد ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وہ ترکیب سہل ہے تو بھی مشکل ہے۔ سہل ہے تو مشکل کیسے کرنے والی کو سہل۔ نہیں کرنے والے کو کٹھن (مشکل) ہے۔ اپنے کو حد توڑنا ہے۔ حد کسکو کہتے ہیں؟ تو پرمان (حد) کر لیا۔ اس کا نام مان حد ہے جس ریت (طریق) سے جتنا ماپ یا حد کر لیئے ہو وہ تو خود تم نے ہی کر لیا۔ تو کیا خود ہی اُس کو نہیں توڑ سکتے۔ اسکی ترکیب تو اپنے پاس ہی ہے۔ سہل کنجی (کنجی) کون سی؟ خود نے جو جو مان کیا ہے اور جو حد کر لی ہے وہ خود دل سے وہیں توڑ ڈالیں تو حد ٹوٹ جاتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جیسے راؤ صاحب ٹھکر راؤ صاحب کی حد کر لیئے پھر خود بچار کر لیتے ہو کہ اپنا مان کہاں تک ہے تو بہت سے لوگوں کا راؤ صاحب کہنے سے راؤ صاحب پن کا مان اپنے پر آ گیا اور کسی شخص کی حد کہاں تک کتنی ہے۔ ایسا پوچھو تو وہ دل میں سمجھ لیتا ہے کہ راؤ بہادر تک کی ہماری مان (عزت) کی حد ہے۔ یہ راؤ صاحب سے بڑی حد ہو گی اور راجہ مہاراجہ تک حد کر لی اور اسی موافق اور اور مان (اعزانہ) سمجھو۔ جیسے ڈاکٹری۔ وکالت۔ بیارسٹری۔ ساہوکاری۔ جاگیرداری۔ آدمیت مرد۔ عورت بھی ہندو مسلمان برہمن وغیرہ وغیرہ چھوٹے بڑے اپنے سے جو لیئے جا سکیں ایسے مان کی کارروائی

کر کے حد کر لی۔ وہ سب حد یعنی آپ ہی اپنی کارروائی سے کر لیگئی۔ وہ حد جسطرح سے مضبوط ہوا ایسی تم بار بار جنم لیکر کوشش کرتے ہو۔ کہنے کے موافق جنھوں نے جو حد یا حد اور مان (وہی ابھیمان بھی کہلاتا ہے) جتنے پران (وسعت) کا اپنے پر کر لیا ہوا اسکو کیا وہ خود ہی نہیں توڑ سکتے یا اُسکے توڑنے کی ترکیب یہی سمجھو کہ جو کوئی بھی اپنے کو چھوٹا بڑا مان دے رہے ہیں اگر وہ مان دیں تو اُن کو دینے دو لیکن اپنے دل سے اس کو قبول نہ کرو تو اپنا مان اپنے سے توڑا جاتا ہے۔ مان آکر پھر ٹوٹ جانے کی ضرورت ہے۔ اسیواسطے لوگوں کیطرف سے یا اپنی کارروائی سے جو جو کچھ چھوٹے بڑے مان آتے جائیں یعنی حد ہوتی جائے وہ اپنے اوپر ہونے دینا۔ پرنتو (لیکن) خود اس مان کو دل سے قبول نہ کرو تو وہی بڑی قید سے چھوٹنے کی سہل ترکیب ہے۔

ایسی ترکیب سہل بھی ہے تب بھی کسی سے اپنا مان (اعزاز) آپ سے توڑا نہیں جاتا اور اپنا مان یا حد ٹوٹ جاکر سب سے نرابھمان یعنی اپنی حد سے علیحدہ ہونیکی یکی خواہش ہوگی تو بھگوان کے موافق سنت اولیا وغیرہ جو اپنی حد چھوڑ کر باہر نکل گئے ہیں اُن کے ساتھ رہکر وہ جیسا کہیں ویسا چلن چلو تو وہی اچھا اُپائے (ترکیب) ہے حد چھوٹنے کا۔ آجکل جتنے تم لوگ بڑے پریم سے آتے رہتے ہو وہ تم لوگوں کی حد ٹوٹ جانیکا ہی علاج تم لوگ کر رہے ہو ایسا خیال میں آتا ہے کیوں؟ تو آپ لوگ اپنے آئے ہوئے بڑے پن کے مان کی پروا نہ کرکے یہاں اوپیا خیال کرکے اور چھوٹا پن لیکے چلے آتے ہو۔ اسپر سے خیال کرو کہ تم لوگوں کی حد چھوٹ کر اکھنڈ سکھ (دائمی سرور یا راحت) میں جا رہے ہو۔ جب کبھی تمہارا مان (حد) نہ ٹوٹتا تو ادھر تمہارا آنا نہ ہوتا۔ تم لوگوں کا وقت ہی آگیا ہے کہ تمہاری حد ٹوٹ کر اکھنڈ سکھ میں چلے جاؤ۔ جسکا مان ٹوٹا ہے یا کم ہوگیا ہے وہی ایشور کیطرف خیال کرتا ہے مان ٹوٹے بنا وہ بات بنی نہیں ہو سکتی۔ اب کیا بولنا بہت ہوگیا۔

ادم شبہم

۲۵ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۰ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۱۲ اردی بہشت
سنہ ۱۳۳۵ف م ادھک ماس شکلہ ۱۲ سمت ۱۹۸۲ دوادشی روز گرو وار
بوقت آرتی شب بمقام سکوری

خراب گن کی واڑ (ترقی) جلدی ہوتی ہے۔ ماں باپ کے گن
بچوں میں آتے ہیں۔ اچھے بچوں کے واسطے گربھوتی استریوں
(حاملہ عورتوں) کو ہمیشہ پوتر (صاف پاک) رہنا چاہیئے۔ پورا
برہمن اور پورا سائیں ہوے۔ مہاراج کا کھرگ پور کا ایک
پرسنگ (واقعہ)۔

عالیجناب سر مہاراجہ بہادر مع صاحبزادوں کے تشریف لائے تھے۔ اُن سے
مخاطب ہو کر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔
چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ابھی اتنی دیر ہو گئی ہے۔ اُن کو نیند آتی ہوگی۔ مہاراجہ
بہادر نے عرض کیا کہ اُن کو جاگنے کی عادت ہے۔ ان بچوں کو آرتی کا بہت شوق
ہے۔ روز تقاضا کرتے ہیں کہ سری بابا کی طرف شام کی آرتی میں ضرور چلنا چاہیئے
تو سری بابا نے فرمایا کہ یہ لچھن (اچھی شرافت) کی نشانی ہے۔ آپ کی پورب
(سابقہ) پنیائی (نیکی) ان بچوں سے معلوم ہوتی ہے۔ بچے جو بہت اچھی طرح
چنچل ہوں (یعنی جس کا سمجھاؤ ایشور کیطرف لگا رہے) نکلے تو پورب واڑ
ڈھیلو نکی (گذرے ہوئے زندگی کی) نشانی معلوم ہوتی ہے جیسا کہ کوئی اسکول میں پڑھنے
کے لئے جاوے بہت مٹھ (غبی) بدھی مند (کند ذہن) جسکو عقل کم ہوتی ہے
ایسا جو لڑکا ہو۔ وہ ودیا گرہن (حاصل) نہیں کر سکتا۔ اوسکو بھی کوئی اچھا ماسٹر
ہو تو عقل برابر پکڑ کے آتا اور بنا دیتا ہے تو پھر اوس کے ماں باپ کو

اور سب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچہ جو بہت مسٹھ یعنی کُند تھا اور اُسکو ودیا گرہن کرنے کی کچھ عقل نہیں تھی لیکن ابھی تھوڑے ہی دنوں میں بہت ودوان ہوگیا ہے۔ وہ کونسے ماسٹر کے پاس سیکھتا ہے؟ فلاں فلاں ماسٹر۔ وہ کونسا ماسٹر ہے جس نے بے عقل بچے کو ہوشیار کردیا۔ ایسے بچے کی وجہ سے ماسٹر کی بڑائی ہوتی ہے۔ اس پرماتنے (اسطرح سمجھو) بہت اچھی چلن چلنے والا اتما کی طرف (ایشور کیطرف) بہت خیال کرنے والا ایسا شیوان بچہ جو ہو تو سمجھنا چاہیئے یا خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے باپ دادا بڑے ودوان پنیہ شالی (کار خیر کرنے والے) دہرم شالی (نیک فیاض) ہونگے کیونکہ جیسا بیج ویسا انکور (شاخ) ہوتا ہے

دو کے بنا (بغیر) تیسری چیز نہیں بنتی۔ یہ سدھانت ہے۔ کوئی چیز بھی جو دیکھنے میں آتی ہے وہ دو کے بنا یعنی بغیر نہیں بنتی ہے۔ تیسری اُتپن (پیدا) ہونے کے واسطے دو ہر وقت رہتے ہی ہیں۔ وہ دو جسطرح کے ہونگے اُنکے ہی گُن اُس تیسری اُتپن (پیدا) ہونے والی چیز میں آتے ہیں۔ اُس کا ہی تجربہ ہوتا ہے ماں اور باپ دونوں ہی سے تیسرا بچہ پیدا ہوتا ہے۔

باپ بہت اچھے دل والا شیل والا اچھا دھرماتما ہو اور | خراب سنتی والا
اُس سے پیدا ہوا بچہ اور ماں بہت کنجوس۔ ایشور کی | جلدی ہوتی ہے

طرف خیال کرنے والی نہ ہو۔ اس کا آچرن بھی ٹھیک نہ ہو۔ اور ایسی چلن چلنے والی ہو تو باپ اچھا اور ماں اُس سے وردھ (مخالف) ہوئی اور اُن سے ہی تیسری چیز بچہ پیدا ہوگیا۔ ماں باپ کے ورودھ اور سرودھ دونوں گُن بھی اُسمیں بچے میں چلے آئے وہ بچہ کسطرح سے آچرن (عمل) کریگا کبھی ایشور کی طرف خیال کریگا کبھی میں ہی ایشور ہوں ایسا کہیگا۔ کبھی چوری کرنے کیواسطے کسی کو کھانا کھلائیگا باپ کے گُن سے۔ ماں کنجوس تھی اس واسطے کوئی بھوکا ہو تو اسکو گالی دیگا

نکال دیگا۔ ایسا بھی دنیا میں ہوتا ہے۔ لیکن برے گن جو ہیں وہ تھوڑے بھی ہوں تو جلدی بڑھتے ہیں اور اچھے گن جو ہیں وہ پیچھے رہتے ہیں جیسا ببول کا جھاڑ اور چپل سینڈ جو سا اور ہری بیریاں جھونپڑی کے آس پاس لگی ہیں اور جنکو کانٹے رہتے ہیں وہ تو آپ نے دیکھا ہوگا۔ کیا ویسے جھاڑ سکھ دینے والے ہیں۔ ذرا دھکا لگ گیا ذا پنے کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسکو بڑھنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ پانی رہے یا نہ رہے پتھر پر بھی بڑا رہتا ہے اور تھوڑا بہت پانی ملجائے تو تھوڑے سے ہی دن میں بڑھ جاتا ہے۔ برے کی باڑھ بہت جلد بڑھجاتی ہے۔ ناریل اور آم کا جھاڑ بڑھنے کو بہت دن بھی ہوتے ہیں اور وہ تھوڑے بھی ہوتے ہیں۔

سارانش (حاصل کلام) وہ دونوں سے پیدا ہونے والی چیز میں دونوں ماں باپ کے اچھے برے جو گن ہونگے وہی آئینگے۔

ماں باپ کے گن بچوں میں آتے ہیں

باپ برا ہوگا کبھی دارو (شراب) پینے والا۔ مانس (گوشت) مچھلی کھانے والا جوا کھیلنے والا اور دشوروسن (بری خواہشات) کرنے والا ہوگا۔ اور ماں بڑی دھرماتما اور ایشور کیطرف خیال کرنے والی بڑی پوتر (پاک) ہوگی تو ان دونوں سے بھی پیدا شدہ بچے کی حالت میں دونوں کے گن رہینگے۔ لیکن اس پرنتو (مگر) کیا باپ کے گن زیادہ بڑھینگے یا ماں کے گن زیادہ۔ تھوڑا بچار (سوچ) کریں تو خیال میں آتا ہے۔ باپ کے گن تو آتے ہیں پرنتو (مگر) ماں کے گن جب اچھے رہے تو اس کا زور زیادہ ہوگا۔ ایسا اسکا سبھاؤ (خاصہ) ہے جیسے زمین میں بیج لگائیں تو کچھ بیج کا اگن (اثر) کھاد اور پانی کا اوپر کا گن (بیرونی اثر) اور کچھ زمین کا گن۔ سمجھنا بیج اچھا ہے۔ پانی بھی ہے۔ تھوڑا بہت کھاد بھی مل رہا ہے مگر زمین خراب ہو اور وہ بیج لگایا جائے تو آجائیگا پرنتو لیکن اوپر کا کھاد وغیرہ کہاں تک پورا لگا پورا ہوگا۔)

وہ تو اوپر کا ہی ہے۔ ایسی خراب زمین میں جو جھاڑ آئے ہوئے ہوتے ہیں اُس کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں بہت زیادہ بڑھنے کا زور (طاقت) نہیں رہتا اور اُس کا پھل وغیرہ بھی کمزور اور کم گُن کا رہتا ہے۔ ذات سے زمین اچھی ہو اور اوپر کا کھاد وغیرہ تھوڑا بہت کم ہوگا یا نہ بھی ہوگا تو زمین ہی کا گن لیکر جھاڑ بڑا زوردار ہوتا ہے۔ پھل وغیرہ بھی اُسکو اچھے اور زیادہ آجاتے ہیں۔ ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔

اچھے بچوں کیواسطے گرہستی استریوں کو ہمیشہ پوتر رہنا چاہیئے

کوئی کوئی پردیش میں یعنی (پرملکات میں) پانی بہت نہیں برستا لیکن زمین بہت اچھی ہوتی ہے۔ تھوڑے پانی سے کام برابر ہوجاتے ہیں اور اچھے زمین کے گُن اُس پھل میں جب آتے ہیں تو اُس پھل میں مٹھاس بہت ہوتی ہے اور وہ بڑا بھی ہوتا ہے۔ اس پرمانے (اسطرح) سمجھو باپ سے ماں کے گن بہت اچھے ہونا چاہیئے۔ قدرت سے ہی اُن کے گُن پہلے سے اچھے رہتے ہیں۔ آدمی یا مرد سے استری یعنی عورت کا ہردے (قلب) بہت کم اپوتر (غلیظ) رہتا ہے۔ بہت سا پوتر رہتا ہے۔ اپوتر رہتا ہی نہیں۔ ایسا نہیں۔ مردوں کا ہردے بہت اپوتر اور تھوڑا پوتر رہتا ہے۔ اس کا کارن (سبب) کیا ہے؟ پوتر اور اپوتر کسکو کہتے ہیں؟ بہت طرح کی دنیاداری کی ریت سے اچھے بُرے واسنائیں (خواہشات) اور اُس کے موافق طرح طرح کے کام مردمیں زیادہ ہیں۔ یہ ہونا وہ ہونا۔ ایسی کھٹ پٹ کرنا فلاں کو پھنسائیں۔ اچھا بُرا کام پورا کرنے کے لیئے اُن کے ہردے میں بہت ترنگ اُٹھتے ہیں۔ کبھی تو کسی کی جان لینے تک بھی تیار ہوجاتے ہیں۔ بہت طرح کی واسنا سے مرد ہمیشہ اپوتر رہتے ہیں۔ عورتیں اتنی نہیں رہتیں۔ عورت میں کبھی کچھ یہ ہونا وہ ہونا۔ اس کا خرابہ کرنا وغیرہ

وغیرہ ایسا نہیں ہے۔ اُن کی خواہش اتنی رہتی ہے کہ مرد اُن سے پریم رکھے۔
زیادہ سے زیادہ کوئی جسم پر پہننے کی چیز بست (وستو) یا گہنا یعنی اچھی ساڑی وغیرہ
اور اچھی اچھی کھانے کی چیزیں برفی۔پیڑے وغیرہ اور اُس سے بھی بڑھکر خواہش
بچہ نہ ہو تو ایک بچہ ملجائے۔ یہ اُن کی خواہش کی حد ہے اور اتنی ہی خواہش کرنا
استری جاتی کا دھرم ہے۔ سارانش (الغرض) عورتوں کا ہردے مردوں سے پوتر
رہتا ہے اور اُن کے ہی شریر (جسم) میں یعنی گربھاشا (رحم) میں بیج لگایا جاتا
ہے اور وہیں وہ بیج نو مہینہ تک رہکر بنتا ہے۔ اس لئے عورت کے گن
بچہ میں زیادہ رہتے ہیں۔ اسیواسطے شاستروں اور گرنتھوں میں ایسا لکھتے ہیں
کہ جب استری (عورت) گربھ وتی (حاملہ) ہو جائے تو ہر وقت پوتر (پاک دل)
رہنا۔ اُسدن سے پرمیشور کا دھیان کرے اور سدا سروکال (ہمیشہ) پوتر رہے
خراب واسنا (خواہش) دل میں کبھی نہ لائے۔ گربھ وتی (حاملہ) کے واسطے
بہت نیم (قواعد) کہے ہیں وہ بہت اچھے ہیں۔ کبھی اپنے مرد کا بیج خراب بھی ہو
تو استری (عورت) تو اس تک اُس کے جو نیم ہیں وہ پالنے سے مرد کے خراب بیج کا
خراب پن نکلجاتا ہے اور عورت کے اچھے اچھے گن (عادات) سے بچہ بنتا ہے۔
عورت کے یعنی ماں کے گن بچہ میں چلے جاتے ہیں تو پھر اسطرح جو بچہ ہوگا اُس بچہ کو
اچھا ہی سمجھنا مرد کا بھی وہی فرض ہے کہ جب اپنی استری گربھ وتی رہے اُسکو بھی
اچھی طرح سے سکشا (پند و نصائح کرنا) دینا۔ کہیں جیسا بھی ہوں سو ہوں۔ تو اچھی
طرح ایشور کا خیال کرکے بھجن پوجن میں کال نکال (دن گذار) خراب واسنا مت لا
کہ جس سے تیرے پیٹ میں جو گربھ ہے وہ پورن (کامل) اپوتر (ناپاک) ہو جائے
ایسے سمجھدار جو ہوتے ہیں وہ اپنے بچہ کے اچھے ہونے اور اپنے گربھ وتی استری کو
ایشور پراپتی کے واسطے نیم سے رکھتے ہیں۔ اپن (خود) مرد ہیں اپنے گن نیچے ہیں

نہیں ہونا چاہیے جب اپنی عورت کے گن اُس میں آجا ئینگے اور ایشور پراپت اوستھا
(حالت) اس میں آجائیگی تو بڑی شکتی (قوت) اندری کی ۔ شریر کی شکتی (جسمانی قوت)
نہیں سمجھنا ۔ اندر کی آتم شکتی (روحانی قوت) اُس بچہ میں آجائیگی ۔ رامچندر جی تو پورن
پربرہم (ذات کامل) تھے جنہوں نے بھگوان رامچندر جی کی کتھا سنی ہوگی وہ
بہت تعریف کے لائق ہیں ۔ اُن کی استری سیتا ماتا جب گربھ وتی ہوئیں تو انکو
رامچندر جی نے اپنے پاس نہیں رکھا ۔ کیوں؟ کسطرح سے بھی اپن (خود) مرد کی اوستھا
میں آگئے ۔ ہزاروں کی لڑائی میں جان لی اور بہت دھوم دھام کیا ۔ کیا خراب
داسنا لائے بنا (بغیر) لڑائی ہوتی ہے) کیا پراوپکار بدھی (رفاہ عام) کی عقل
سے لڑائی ہوتی ہے ۔ چلو بھیا (بھائی) تمہارا پراوپکار (بھلائی) کردیتے ہیں تمہارے
دو ہاتھ ہمارے دو ہاتھ ۔ ہم تمہاری جان لیتے ہیں ۔ ایسا کبھی پریم (محبت) سے
لڑائی کا پرسنگ (موقع) تھوڑا ہی ہوسکتا ہے ۔ پریم (محبت) اتپن (پیدا) ہوگیا
تو پھر کیسے مارنا ہوگا ۔ ایسا ہونا ناممکن کہا جائے تو بھی یہ پرسنگ (موقع) ارجن کو
آیا تھا کوروں کا ناش (فنا) کرنے کے واسطے ارجن لڑائی میں چلا تو گیا لیکن اُسکو
کوروں پر بڑی دیا (رحم) آگئی اور پراوپکار بدھی (نیک و صفائی قلب) سے اور
پریم سے اُس کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ روتے روتے اُن لوگوں کا ناش
کرنے کے واسطے اُنپر ہتھیار کسطرح اُٹھائیں ۔ اُن کی جان کیسے لیں ۔ یہ بچار
(سوچ یا خیال) کرنے لگا ۔ یہ کتھا تو سب کو معلوم ہوگی ۔ کاہے کو سے مضمون
لینا پڑا ۔ سارانش (حاصل کلام) رامچندر جی نے یہ بچار کیا اس لڑائی کے وقت ۔ مجھے
برہمن ذات کا ورودھ (مخالفت) بڑا بھاپاپ (گناہ عظیم) وغیرہ خراب دوش ہوگیا
ہے اور اُسی میرے بیج سے سیتا جی گربھ وتی ہوئیں تو اُس گن سے میرے
بچے بھی خراب نکلیں گے ۔ یہ کچھ ٹھیک نہیں ہے اب جبکہ وہ گربھ وتی ہیں تو

اُن کو اپنے پاس نہ رکھیں۔ سیتا جی تو پہلے ہی سے ست کی جڑ ہی تھیں۔ تب بھی
جسطرح اُن کو ست سا گم گھڑے (ہو جائے) اور ست شکتی بچہ میں زیادہ جاوے
تو میرا اُپتر بڑا آتم شکتی والا ہوئیگا۔ پھر وہی بچہ خراب واسنا سے لڑائی کرتے کرتے جو
میرا آتما خراب ہو گیا ہے۔ اُس کو بھی پاون (پاک۔ پانجات)
کرے گا۔ نہیں تو میری حالت ایسی ہی خراب رہیگی۔ ہم پورن
پرب برہم تو ہیں۔ پرنتو نردیہہ لیکر بہت خراب ہو گئے۔ نردیہہ (جسم انسانی)
کی حالت ہی ایسی ہے۔ جو کوئی اُس کے قبضہ میں آجائیگا تو پرماتما اور پرب برہم
ہی کیوں نہ ہو۔ وہ بھی پھنس جاتا ہے تو اسیواسطے ہی رامچندر جی کو گرو کرنا پڑا۔
رام کو کھو یا کرشن کو۔ وہ پورن پرب برہم ہو کر بھی نردیہہ کے جھپٹ میں پھنس گئے
تھے۔ اسیواسطے ہی رامچندر جی اور کرشن جی نے گرو کیا تھا۔ پرنتو نردیہہ بنا
اور اپوتر بنا لکلجائے اور اپن (خود) پوتر ہو کر چلے جائیں۔ اسیواسطے پتر کی ضرورت
تھی۔ سیتا جی کو گربھ ہو گیا تو اُن کو ہر وقت میں پاس نہ رکھوں تو آگے اپنا جو بھلا
ہونے والا ہے وہ نہیں ہوگا۔ ست شکتی پتر میں ہونا ہے۔ جب تک گربھ وتی
ہے اُس میں شکتی بھر جائے تو ٹھیک۔ پونر آگے نہیں ہوگا۔

بھاجی ترکاری بنتے وقت اس کا مصالحہ اس میں ڈالا جائے تو وہ اچھی لذت
دینے والی بنجاتی ہے ادہر (مراد از حیدرآباد) تو بہت اور اور طرح (قسم) کی بھاجی
ترکاری کی لذت لینے والے ہونگے اور طرح طرح کی کہے تو سمجھے کی نہیں۔ کوئی بیگن
آلو۔ میتھی اور سیم کی پھلی وغیرہ تو کھاتے ہونگے پرنتو جو اصل ترکاری ہے وہ اور
ہے۔ اصل ترکاری یعنی کیا؟ کہانے والی اصل ترکاری کون سی ہے سمجھ جائینگے
وہ تو اصل ہی ہے۔ اصل یعنی (مانس۔ گوشت۔ مچھلی۔ بمبو وغیرہ وغیرہ) اصل
ترکاری مصالحہ کے بغیر خالی نمک۔ مرچ سے نہیں بنتی اور اس کو بنائیں اور

بعد میں مصالح ڈالیں بھی تو اچھی نہیں بنتی۔ پہلے سے بنتے وقت ہی مصالحہ ڈالنا پڑتا ہے۔ میں نے تو ایسا سنا ہے دم مصالحہ کے بغیر وہ بھاجی بنتی نہیں۔ سنا کا ہیکو میں نے بنائی ہے۔ تم سمجھتے ہو میں کیا برہمن ہوں؟ نام میرا برہمن لیکن برہمن کی حالت میرے پاس نہیں۔ تم کھو گئے کھائے بھی ہو گئے۔ اچھی ہو گی۔ پرنتو مجھے تو اُس کی بو بھی نہیں بھائی۔ سب کو اچھی معلوم ہو کیا یہ قاعدہ ہے اچھا تو نہیں ہونا۔ میں نے بنائی ہے ایسی بات کیوں نکالوں۔ ایکادشی کا دن ہے۔ پرنتو تم پاس اُس میں ایسی بات کیوں منہ سے نکالنا ایسی بھاجی کو ترکاری یا مٹن کھٹن کہتے ہیں۔ دوسری ترکاری رام رام۔ شینگے کی پھلی (ولایتی مونگ) کو تم کیا کہتے ہو۔ لابنی اور سوکھی ہوتی ہے اُس کی بو بہت خراب آتی ہے۔ اُس کے پاس کھپ کھیاں جمتی ہیں۔ کیا اُس کا نام معلوم ہے؟ ممبو تم لوگ نہیں کھاتے اچھی تازی تازی۔ لابنی لابنی پھلی تم کو ہونا۔ پرنتو دیکھو گڑیا نو (دوستو) ہم تو لیکائے ہیں۔ میرے سامنے یہ سب ہوا ہے۔ میں نے کھانے والے کو لکا دیا تھا۔ کام گیری (خدمت) کفنی توکری آ گئی۔ پیسے لیکر نہیں اپنے کرم نتیجہ قسمت سے آ گیا تو کرنا پڑتا ہے۔ سرکاری قید خانہ میں گئے تو وہاں جو کہیں تو وہ کرنا پڑتا ہے تو اللہ (خدا) کے بڑے قید خانہ میں ہیں تو اُس کے موافق کرنا ضروری ہے۔ ایسا ہی مجھ پر وقت آیا تھا۔

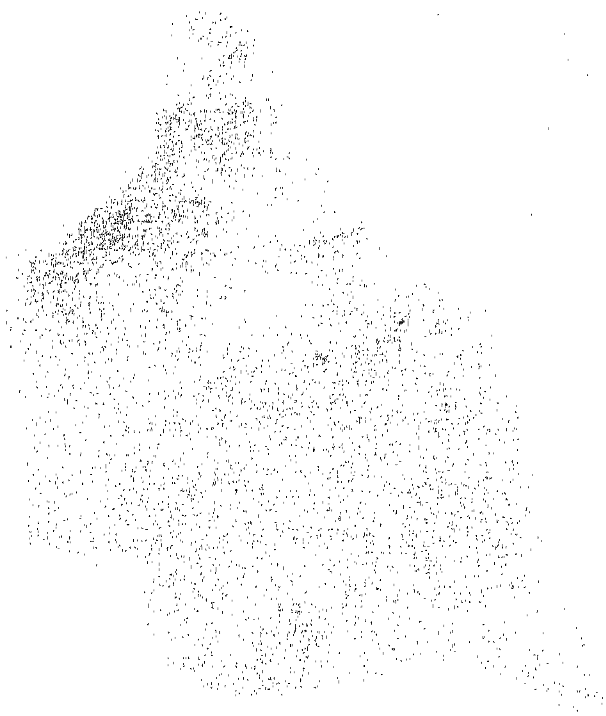
پورا برہمن اور پورا سائیں مولی

اور بھی ایک بات خیال میں آ گئی۔ شیرڈی میں سائیں بابا اودلیا پرش تھے۔ آپ لوگ سنے ہونگے اُن کے دربار میں ایک سنگراج برہمن سپوادھرم میں رہا کرتا تھا۔ اس پر سائیں مولے لاکی کرپا ہونے کا بھی وقت آ گیا تھا۔ برہمن پن کا درت یعنی نیم یا قاعدہ جب پورا ہو جاتا ہے تب اُس کا اُدیاپن یعنی کمایا ہوا برہمن پن خاص پیشوار کھا ہے

اُسکو ارپن ہوجاتے ہیں پاس وہ نہ رہی تو بھی کمائی ہوئی برہمن پن کے آخری اکھنڈ سکھ کا پھل نہیں ملسکتا وہ اکھنڈ سکھ کا
پھل بھی کمائی کیلئے ورت۔ نیم کرکے برہمن پن کمانا پڑتا ہے۔ لیکن وہ کمائی جبتک اپنے پاس رہتی ہے اسوقت تک
اسکو اکھنڈ سکھ کا پھل نہیں مل سکتا اور ورت سے کمایا ہوا برہمن پن اسکے ادیاپن کیلئے خاص پرمیشور روپ جو کوئی
ہو اسکے بغیر وہ ادیاپن یعنی کمایا ہوا کہیں بھی ارپن نہیں ہو سکتا۔ پورن پرب برہم پرمیشور روپ ایسا جو کوئی برہمن
ذات کا ہی ہو اور برہمن پن کی کمائی جنہوں نے کی ہو تو اُس کے برہمن پن کا ارپن
اُس برہمن کو جو ایشور روپ ہوا ہے کیا جائے تو تب اُسکے ادیاپن کا پھل ملسکتا
ہے۔ پرنتو پورا نہیں ملتا۔ پورن (کامل) اودیت (طریق یکتائی) ریت سے ارپن ہوکر
جب اکھنڈ سکھ آجائے تو سمجھو کہ اُسکا کمایا ہوا برہمن پن کا پھل پورا پورا ملگیا
اودیت ریت (طریق وحدانیت) سے اکھنڈ سکھ کا پھل ملجانے کے واسطے
برہمن کا کمایا ہوا پورا برہمن پن اُسکے اُدیاپن کے لئے پرمیشور روپ پورن
پرب برہم روپ سے برہمن کی ذات سے اور جتنی ذاتیں ہیں اُن سب سے
علیحدہ ذات والا اسی اسلام ذات کا جو پورن پرب برہم روپ ہوا سائیں مولا
اُسکو ہی برہمن کا کمایا ہوا برہمن پن اودیت ریت سے ارپن ہو جائے اور یہی
ارپن کرلے یعنی وہ سائیں مولا کے روپ سے ہی کمائے ہوئے برہمن کا ادیاپن
ہو جائے تو سمجھنا کہ اُس برہمن نے پورا پورا اکھنڈ سکھ (راحت دائمی) کا
لابھ کمایا۔ برہمن نے برہمن پن سائیں مولا کو ارپن کردیا اور انھوں نے بھی
ارپن یعنی ادیاپن کرلیا تو اسکی نشانی کیسی رہتی ہے۔ برہمن دھرم سے
اسلامی دھرم کی ریت اُلٹی رہتی ہے۔ سائیں مولا نے ہی اس برہمن کو تھوڑی
ہی اُلٹی کارروائی سے چلایا تو سمجھنا کہ برہمن کا برہمن پن سائیں مولا کو ارپن ہوکر
اودیاپن ہوگیا اور انھوں نے اُس کا برہمن پن اپنی طرف کھینچکر اُسکے اوپر
سچی سچی (اور ایسی سچی کہ کوئی دوسری اور سچی نہیں) اللہ کی کرپا ہوئی۔ یعنی

اللہ اور وہ اُسکو ادویت ریت (طریق توحید) سے ایک ہی ایک کر کے اکھنڈ سکھ میں آنند بھوگتے اور ملجاتے ہیں۔ وہ ایک ہی برہمن آنند روپ ہوگیا۔ ایسا نہیں سمجھنا۔ اس کے ہزاروں کل (خاندان) میں سب جیو اُس کے موافق ہی اللہ روپ یعنی کیول پرب برہم روپ ہوکر اکھنڈ سکھ میں چلے گئے یہ سمجھو۔ سار انش (خلاصہ) ادویت ہوئے بغیر یہی حالت دونوں کو بھی نہیں مل سکتی۔ ادویت ہونے کے لیئے جس کے پاس کچھ کمائی ہوگی وہ اُس کے اُلٹے بازو کی طرف چلا جاتا اور الٹ بازو میں جو کچھ کمایا ہوا ہوگا وہ اُسکی طرف چلے آنا چاہیئے۔ ایسا اُلٹا سلٹا (ادلا بدلی) ایک میں ایک جب پورا ہوجائے تو ہی اُن کا دوین (دوئی) جاکر ادویت ہوکر پھر الٹ سلٹ حالت والے دونوں شخص سائیں اور برہمن دوویت اور ادویت سے بھی چھوٹ کر سب سے علیحدہ ہوکر پورن سچیدانند روپ کہو یا پورن اللہ روپ کہو بنجاتے ہیں۔ پرنتو جو کوئی پورن پرب برہم روپ ایسا پورا پورا سائیں مولا ہوگا اُس سے ہی برہمن کے واسطے اوپر کہی ہوئی کارروائی ہو تو یہ سب ہوجاتا ہے۔ سائیں مولا کے بغیر خالی ہی الٹا سلٹا ہونے پر ہی ایشور روپ ہوجاتا ہے۔ ایسی سمجھ لیکر اور کبھی سائیں مولا کی حالت جس میں نہیں اور زبردستی یا کوشش سے آپس آپس میں بیچ میں ہی مسلمان لوگ برہمن اور ہندو وغیرہ کو مسلمان اور برہمن ہندو وغیرہ خوشی سے کیوں نہ ہو مسلمان بن لیں تو دونوں بھی اکھنڈ سکھ کے عوض اکھنڈ نرک کا سادھن کر رہے ہیں۔ یہ سمجھو سائیں مولا کے بغیر بیچ میں ہی برہمن ہندو وغیرہ مسلمانوں کو آپس میں ہی اُلٹا سلٹا کر کے ایشور روپ ہوجانا ہو تو اُس کی ترکیب اور ہے وہ کیسی؟ ایشور یا اللہ کے سنکیت (قدرت) سے قدرتی طور پر وہ استھول (کثیف) اور سوکشم (لطیف) شریر (جسم) میں جیو کی حالت اُلٹی سُلٹی (سیدھی) ہے اور اپنے کو آپس آپس میں

اُلٹا سلٹا کر کر ایشور یا اللہ کی حالت لانا ہو تو دونوں طرف سے ہندو برہمن وغیرہ اور
مسلمان یون کے سوکشم شریر کے جیو کی آپس میں ادلا بدل ہو جائے تو سائیں مولا
کے بغیر ہی وہ آپس میں ہی سوکشم شریر کے جیو کی پوری پوری ادلا بدل ہو کر دونوں
بھی دو ویت ادویت سے بھی باہر نکلکر آنند روپ ہو جاینگے اندر سوکشم شریر
جسم لطیف کے جیو کی ادلا بدل ہونے کے واسطے کیا کارروائی کرنا۔ دونوں طرف
کے جو استھول شریر (جسم کثیف) کے جیو ہیں اُن کی ادلا بدل کرے تو خرابا ہو جائیگا
دونوں طرف کے سوکشم شریر کے جیو کی ادلا بدل ہو جانے کی ضرورت ہے۔ استھول
شریر ادھر کا اُدھر چلا جائیگا اس کا خلاصہ کر دیتے ہیں سمجھ جاؤ۔ برہمن کی استھول شریر کا بھائی جیو جھوٹا اور اُن
ہی کی سوکشم شریر کا بھائی جیو سچا سمجھو۔ اسطرح ہی مسلمانوں کی استھول شریر کا بھائی جیو جھوٹا اور اُنکی ہی سوکشم
شریر کا بھائی جیو سچا سمجھو۔ اپنے کو جھوٹا نہیں سچا ہونا اسپر سے خیال میں آیا ہوگا کہ استھول شریر کے جھوٹے
جیو سے اُنکا ہی سوکشم شریر کا بھائی جیو سچے پن کی ریت سے سلٹا ہو گیا۔
یعنی اوپر کا جھوٹا اندر کا سچا ایسا اُلٹا سُلٹا ہو گیا تو اس طریق سے ہی
سدھانت ہے۔ اپنے کو جو کچھ سچا لینا ہو اور وہ سچا جہاں سے ملتا ہو۔
وہاں اُس سچے کو لینے کے واسطے کوئی بھی کھٹ پٹ کرتا ہے۔ وہ سچا
لینے کی کوشش میں جو سچا اپنی طرف آتا ہے وہ کچھ مفت تھوڑا ہی آتا ہے۔
اُس سچے کا معاوضہ جب اپنی طرف سے سچ کا اُلٹا جھوٹا جو ہے اُدھر جاے
تو وہ سچا اپنی طرف آتا ہے۔ یہ سدھانت ہے یعنی اٹل قاعدہ ہے یہ کبھی ٹل
نہیں سکتا۔ اس کے لیے بیوہارک اُدھارن دیا جاتا ہے۔ بیوہارک یعنی دنیا
کی حالت ہیں جس سے سُکھ کا سادھن مانا جاتا ہے جیسے اناج کپڑا وغیرہ وہ
سچ مچ اپنے کو ہونا ہے تو سچا اناج یا کپڑا وغیرہ ملنے کے واسطے وہ جہاں ملتا ہو
اُسکو اپنی طرف کی اُلٹی یعنی جھوٹی چیز جس سے خاص سُکھ سادھن نہیں ملتا۔



ایسا روپیہ نوٹ وغیرہ کو دیا جائے تو اُس وقت وہ سچا اناج وغیرہ اپنی طرف
چلا آتا ہے اسی طرح سمجھو کہ مسلمان لوگوں کی حالت خیال میں آتی ہے۔ اور وہی حالت
جو تم سچی سمجھتے ہو تو وہ تمہاری بھول ہے۔ کون سی حالت؟ وہ سچی حالت جو اللہ یا
ایشور کی ہے۔ برہمن کے پاس ہے۔ ایسا تم لوگوں کی سمجھ ہو کر وہ برہمن کی سچی اللہ
یا ایشور کی حالت لینے کے لیئے تم کوشش کرتے ہو۔ اُن کی طرف کی ایشور کی حالت
کو سچی سمجھتے ہو تو وہ سچی کچھ مفت تھوڑا ہی ملیگی وہ مفت نہیں ملتی تو اس کا معاوضہ
تمہارے طرف کی مسلمانی اوستھا اُس کو تم جھوٹی سمجھکر برہمن کو دیکر برہمن کی سچی
اوستھا لینے کے واسطے تم کوشش کرتے رہتے ہو سمجھ جاؤ کہ مسلمان لوگوں میں
اپنی اوستھا روپیہ نوٹ وغیرہ کے موافق جھوٹی کرلی ہے اور برہمن کے پاس سچی سکھ
کی اناج کپڑے کے موافق جو سچی چیز ہے وہ برہمن کی طرف مسلمان اوستھا جب
داخل کرنا چاہتے ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے پاس کی سچی اور اچھی چیز کو
کیا کوئی زبردستی سے دیگا؟ کوئی نہیں دے سکتا مسلمانی حالت تم اچھی نہیں سمجھتے
پر نتو سچ پوچھا جائے تو میں نے اوپر کہا ہے کہ دونوں طرف کے (برہمن اور مسلمان)
اوپر اوپر کے استھول شریر میں کے ایہانی جیو اور اُن کے استھول شریر بھی دونوں
جھوٹے ہیں۔ اپنے کو سچا پن چاہیئے اور وہ سچا تو برہمن کے سوکشم شریر میں ہے
وہ سچا ملنے کے واسطے اس کا معاوضہ اپنی طرف کا جو سچا سوکشم مسلمان کی طرف کا
سوکشم شریر میں کا سچا جیو ہے وہ ادہر دینا ضرور ہے کیوں؟ تو مسلمان کے
اندر کا سوکشم شریر کے جیو میں برہمن کے سوکشم جیو کے موافق سچا ہی ہے۔ تنہایی
برہمن کے جیو کو سچا پن اور بڑا پن تمہارے سے پہلے ہی آگیا ہے۔ اسلیئے برہمن کے
سوکشم کا سچا جیو سے مسلمانی سوکشم شریر کا جو سچا ہوکر تم جھوٹا ہے ایسا مان لیئے ہو
اسواسطے اچھی حالت ملنے کے لیئے تم اپنی جھوٹی چیز زبردستی سے دیتے ہو اپنا آپ

کیا نہیں ہوتا۔ ایسی اچھی چیز ہم دوسرے کو دینا نہیں چاہتے ایسا منشیہ سبھاؤ ہے اور جو خراب ہے وہ کسیطرح سے بھی اپنے پاس سے نکلجائے ایسی لوگون کی عادت رہتی ہے۔ خالی ہی بھاس مان یعنی جھوٹے اروپ کے موافق جھوٹا اور جھوٹاپن۔ پہلے ہی سے مانا گیاہے تو اُس کی ہی ادلا بدل ہونا ضرور ہے۔ وہ جو اُن کی طرف چلا جائیگا تو اُن کے سوکشم شریر کا سچا اپنی طرف چلا آئیگا۔ اوپر کے جو دونوں طرف کی جھوٹے جھوٹے استھول شریر اور اُن میں کے جیو اوپر ہی کے جھوٹے جھوٹے میں ادلا بدل ہو جائیگی تو پھر دونوں نے بھی کیا کمایا۔ جھوٹے کا ادلا بدل کر لیا ایسا ہوتا ہے۔ جیسا روپیہ دیکے نوٹ لیئے اور نوٹ دیکے روپیہ لیئے۔ دونوں کو ہی اپنا اپنے پاس جو کچھ سچا اندر کا ہے وہی سچا سچے کا آپس آپس میں الٹا سلٹا ہوکر ادلا بدل ہو جائے تو ٹھیک۔ اس واسطے ہی جو ترکیب یا کارروائی ہے وہی کرنے کی دونوں طرف بہت ضرورت ہے اور اس واسطے ہی دونوں طرف کے شاستر کاروں نے شاستر میں قاعدے کر رکھے ہیں۔ وہ کیسے ؟ تو میں نے پہلے کہا ہے دونوں طرف کے استھول شریر کے جیو جھوٹے اور دونوں طرف کے سوکشم شریر کے جیو سچے۔ وہی دونوں طرف کے اندر کے سوکشم سچے جیو ہیں۔ دونوں کو بھی اللہ روپ کر دینے والے ہیں ایسا پکا سمجھ جاؤ۔ کب ؟ اُس وقت دونوں طرف کے اندر کے جو سچے جیو ہیں وہ تم دونوں میں الٹا سلٹا کر کر اندر کے اندر ہی دونوں کا ادلا بدل ہو جائے اُن کے اندر کے اندر ہی کا اُلٹا سُلٹا ہوکر ادلا بدل کب ہوگی۔ جب دونوں طرف کے اوپر کے استھول شریر کے جھوٹے جیو کی ادلا بدل نہ ہوگی۔ ایسا کیوں ؟ تو استھول شریر کی جو جھوٹی حالت ہے اُس سے سوکشم شریر کی سچی جو حالت وہ اُس سے سُلٹی۔ قدرت سے ہی ہے۔ ایسا مسلمان کا سمجھو یا برہمن کا سمجھو۔ دونوں طرف کے سچے سچے اندر کے جیو کی اُلٹی سُلٹی حالت کیسی ہونا ضرور ہے۔

برہمن کے سوکشم شریر کا سچا جیو اور مسلمان کے سوکشم شریر کا سچا جیو کا اُلٹا سلٹا ہوکر ادلا بدل ہونے کی ضرورت ہے۔ کیسا؟ تو برہمن کے سوکشم شریر کا سچا جیو اس کا مسلمان کے سوکشم شریر کے سچے جیو کے ٹھکانے پر جائے اور مسلمان کا سچا سوکشم جیو برہمن کے سوکشم جیو میں جائے تو اُلٹا سلٹا ہوگیا۔ اُلٹا یعنی جس کا اُس کا استھول سوکشم کے جیو کا ادلا بدل اُس کو اُلٹا نہیں سمجھنا یا ایک طرف کا یعنی مسلمان یا برہمن کا استھول اور دوسری طرف کا مسلمان یا برہمن کا سوکشم ان کی ادلا بدل اُس کو بھی اُلٹا سلٹا نہیں سمجھنا۔ یا دونوں طرف کے استھول کے جیو کی ادلا بدل ہوکر جو اُلٹا اُس کو بھی ایسا نہیں سمجھنا صرف برہمن کے سوکشم شریر کا سچا جیو اور مسلمان کے سوکشم شریر کا سچا جیو آپ ہی آپ کچھ کارروائی کیئے بغیر اندر ہی اندر ادلا بدل ہوکر جو اُلٹا سلٹا ہو جاتا ہے اسکو ہی اُلٹا سلٹا سمجھ جاؤ۔ اُسی ریت (طریق) سے اُلٹا سلٹا ہونے کی ضرورت کے واسطے دونوں طرف کے جو شخص ہیں برہمن یا مسلمان اُن دونوں نے ہی اندر کی آپ ہی آپ اُلٹی سلٹی حالت ہونے کے لئے یعنی برہمن کا سوکشم سچا جیو مسلمان کے سوکشم شریر میں اور مسلمان کا سچا جیو برہمن کے سچے سوکشم جیو میں ہو جائے۔ اس سے الٹ دونوں طرف کے استھول شریر جو جیو ہیں اُن کا ادلا بدل نہ ہو۔ ایسی چلن چلیں اس سے ہی اندر کے اِدھر اُدھر ہو جانے کی جو حالت ہے اُس سے ہی استھول شریر کے جیو کی اُلٹی حالت ہوگئی۔ سارانش دونوں طرف کے اندر کے جیو ایسی اُلٹی سُلٹی حالت سچی ہے۔

اس لیئے ہی ہندو اور اہل اسلام دونوں طرف کے شاستر کار یہی کہتے ہیں کہ اپنا اپنا اوپرا استھول شریر سے اپنا اپنا دھرم کا ادل بدل کر کے تم لوگ اِدھر کے اُدھر اور اُدھر کے اِدھر نہ ہو جاؤ اور اودھر سے یعنی استھول شریر سے جدھر کے اُدھر ہی رہکر اپنے اپنے دھرم پر ہی برابر رہو گے تو اس سے سلٹ اندر آپ ہی آپ اِدھر کا

اُدھر اور اُدہر کا اِدہر ہو جائیگا۔ اسی حالت کی ضرورت ہے۔ دہرم سے چلنا۔ دہرم سے چلنا یہ جو شاستر کار پکارتے ہیں اسکا مطلب کیا ہے؟ استہول شریر میں کے جیو کا اِدہر اُدہر نہ ہو۔ اسواسطے دونوں طرف سے بھی خبرداری نگرانی ہونا چاہیئے۔

اگر ہندو دھرم والے اور اسلام دہرم والے اپنے اپنے دہرم سے نہ چلیں یعنی اِدہر اُدھر سے استہول شریر سے اِدہر اُدہر کرے تو جو اندر سے اِدہر اُدہر ہوکر فائدہ ہونیوالا ہے۔ اس فائدہ کو تم لوگوں نے اپنے ہاتھ سے ہی کھو دیا ایسا ہوگا۔ اپنے مورکھ پن (بیوقوفی) اور بھول سے اپنے پیر پر کلہاڑی یا پتھر مارنے کے موافق ہوگا۔

اچھا کس پر سے اتنی لمبی چوڑی بات نکلی۔ شیرڈی میں سائیں بابا کے پاس کے میگھراج برہمن پر سے نکلی۔ تو اچھا ہے۔ اس میں بھی جس کے جس کے دل کے موافق جو کچھ لینے کے موافق ہو وہ لیا جاویگا۔

میگھراج برہمن پر سائیں بابا کی کرپا ہونے کے لیئے اُس کا برہمن پن اُنکی طرف کھینچا گیا اور اُسکی طرف اللہ کی کرپا چلی گئی۔ اس کی نشانی کے لیئے وہ برہمن ہوکر پر اور دوسرے مسلمان سیوا کرنے والے (خدمتی) ان کے ہوکر اُ انکو چھوڑکر اُسی میگھراج برہمن کے ہاتھ سے مانس (گوشت) وغیرہ ترکاری بنانے کے لیئے اُنکی مردلی ہتی تو سمجھ جاؤ اِس برہمن کے دہرم (قواعد) سے علیحدہ سائیں مولا سے ہی وہ اُلٹی (ورودھ) کرپا جب ہوگئی اُسی پر سے اُس کے برہمن کی ذات کا اودیا پن (　　) ہوکر اُسپر اللہ کی کرپا ہوگئی۔ اسپر ماتے (اس طریق پر) اسکو ساکشات کار (مشاہدہ ذات) بھی معلوم ہوا۔

اپنے کرم (اعمال) سے پرسنگ (موقعہ) ہی آتا ہے۔ دوسرا کچھ نہیں۔ تو اس پر ماننے ہی (اسی طرح) ہم پر بھی پرسنگ آیا تھا تو پھر لکھا کر دیئے ہیں سے

جو یہ میری حقیقت کہی تو تم بچار (خیال) کروگے ہم ان کے پاؤں پر سر رکھنا یا نہیں۔
تمہارا ہمارے پاؤں پر سر رکھنا یہ تمہاری بھول ہے۔ اس کے پہلے ہم کہہ چکے ہیں
ہم میں پوِتر اوستھا (حالت پاکیزگی) کا پرویش (مس) ہی نہیں۔ ایسا کوئی دھرم
میں کہتے ہیں ہم پورن اپوتر اوستھا کو بھی پوجیہ (واجب التعظیم) سمجھ کر اس کے
پاؤں پر سر رکھکر اور بھی کچھ کر کے اپنا اپوِترپن اس سے نکال کر خود پوتر ہو جاتی ہیں
پورن پوتر سے پوتر گنگا جل کیطرح جو پوتر ٹھکانہ ہوگا اسکے پاؤں پڑنا۔ کیا پاخانہ کے
پتھر کے کوئی پاؤں پڑتے ہیں۔ اسکو تو اپوتر مانتے جانتے ہو اور ساتھ ہی کیا ہم کو
چندن پھول چڑھاتے ہو۔ مندر میں یعنی پاخانہ میں جاتے کے ساتھ ہی گندھ پھول
اگر بتی لیکر پہلے لڈو کا یا چائے کافی کا نویدیہ بنانا کیا وہ کھاتا ہے۔ ادہر کا یعنی پوتر بنا ہوا
دیوا اور سب سے اپوتر دیو جو پاخانہ میں ہے دونوں بھی نہیں کھاتے۔ سب آگے
رکھکر اور نویدیہ بنا کر اور جو کچھ کرنا ہو وہ کر کر پھر پاخانہ کے دونوں پتھروں پر پاؤں
رکھکر بیٹھ جاؤ اور اپنے پیٹ میں پکا ہوا نویدیہ پاخانہ میں اندر نیچے ٹوکری میں جو
بیٹھا ہوا بھگوان اسکو کھلاتے جاؤ اور تم نے جو ساتھ لایا ہے وہ لڈو۔ پیڑا۔ چائے
کافی وغیرہ اپنے منھ سے کھاتے جاؤ۔ ایسا کوئی نہیں کرتے۔ سارانش (حاصل کلام)
اپوتر پورن اپوتر کے کیا کوئی پاؤں پڑتا ہے۔ وہی ہماری حالت اس پاخانہ کے
اندر کی طرح ہے سمجھو۔

میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کیا جھوٹ تھوڑا ہی کہتا ہوں۔ پاخانہ بھی اپوتر ہے
میری حالت تو اس سے بھی اپوتر ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ کس کا گوشت پکایا گیا؟
سوٗر کا۔ سب سے خراب۔ بکرے کا بھی نہیں۔ ایشور ایسا پرسنگ (موقعہ) لایا۔
مہاراج کا کھڑگ پور کا کوئی کوئی ٹھکانے پر نیچ سے نیچ لوگوں میں ہم کو کچھ دن
ایک پرسنگ (واقعہ) رہنا پڑا۔ ان کا ایک دن تہوار کا رہتا ہے۔ اسوقت

سُوّر کو مار کر بلی (قُربانی) دیتے ہیں۔ جیسا بکرے کی بلی۔ جن لوگوں کے ساتھ بیوپار ہوا وہ ساتھ چھوڑ کر لو لے۔ آج ہمارے تیوہار کا دِن ہے۔ ہمارا جو دیوتا ہے اُسکو سور کا بلی دان دینا پڑتا ہے۔ میں نے کہا کہ دیوتا نہیں مانگے تم لوگ اُسکا گوشت چاہتے ہو۔ اس واسطے خالی دیوتا کو بیچ میں ڈالتے ہو اچھا تو پھر تمہارا کیا کہنا ہے۔ وہ کہے ہم جب بلی دیں اُسوقت آپ نزدیک کھڑے رہو۔ کیوں؟ وہ سُوّر کا آتما جب نکلجائیگا اُسوقت آپ اُسکو کہیں اور نہ جانے دو۔ اپنے میں لے لو۔ اور ایشور روپ کر ڈالو۔ اس حالت میں بھی ایسا پرسنگ (موقعہ) آیا تھا۔ اُن کا بھی کہنا سچ معلوم ہوا لیکن مارتے وقت اس کا جیو اور کہیں نہ جائے۔ ایشور میں جائے۔ اس واسطے ہی کسی ٹھکانے پر ایشور مان کر اُس کے سامنے پشو (جانور) کی جان لینے کی دھبواٹ (رواج) ہے یعنی اُن لوگوں کی ریت سے بلی دان بھی ہوجاتا ہے اور ایشور ہی کے واسطے اُس کے سامنے اُس کی جان بھی لی جاتی ہے وہ پشو کا جیو ایشور روپ ہو کر اُسکا بھی اودھار یعنی نجات ہوجاتا ہے۔ بابا بھی ساکشات پرمیشور ہیں۔ ایسا وہ لوگ سمجھ گئے ہم ان میں سور کا جیو جائے تو ٹھیک ہے میں بچار کیا ہم یہ کیا بات ہے۔ اپنے سامنے اس کی ہتیا (خون ناحق) ہوتی ہے۔ کیا پاپ ہے۔ پھر وہ مارے بغیر تو رہیں گے نہیں۔ اور اُن کا کہنا بھی سچ ہے۔ اس کا جیو ادھر اُدھر نہ جائے۔ ایشور میں جائے تو ٹھیک ہے لیکن اپنے کو ایشور مانتے ہیں تو پھر ایسا کیوں نہ ہو۔ پھر بچار کیا کہ وہ لوگ ایشور کہتے ہیں۔ لیکن کیا میں ایشور ہوں۔ جب یہ لوگ مانتے ہیں تو اُن کے مَن کی ریت سے اپنے میں سُوّر کا جیو آجائیگا۔ میں جو اپنے کو ایشور نہیں مانتا تو اُس جیو کا کیا ہوگا۔ اور میرا کیا ہوگا۔ اُن کا ماننا تو ٹھیک ہے لیکن جو کبھی میں ایشور نہیں ہوں اور وہ جیو مجھ میں آگیا تو کیا اُس کا جیو ایشور ہو سکتا ہے۔ میں آدمی وہ سُوّر۔ مجھ میں آئے تو میری

حالت کیسی ہوگی۔ کبھیڑ سے پاڑسے (موضع) میں لوگ صبح اُٹھکر باہر جاکر لوگ نوید پرس
دیتے ہیں تو پھر ہماری بھی حالت اُسی سُوّر کے موافق ہوکر لوید کے واسطے کیا اِدھر
اُدھر ڈھونڈھنا پڑیگا۔ جب ایشور نہ ہو تو ایسی میری حالت ہوگی۔ سچی جو حالت ہے
وہ میں کہہ رہا ہوں تم ایشور سمجھکر درشن لینے کے لائق ہے یا نہیں۔ اُسکو اپنے
میں سمجھو یا نہ سمجھو۔ میرا آنا جو ہوا ہے وہ تم لوگ میرے درشن کے لیئے آؤ اسواسطے
نہیں۔ اور درشن لینے کے موافق میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں کے لوگوں
نے مجھے بُلایا بھی نہیں کہ چلو مہاراج آپ ہمارے یہاں۔ تو ہمارا گھر پاون ہوجائیگا
اسواسطے مجھے لوگوں سے کیا کرنا ہے۔ اکسمات (یک بیک) نہیں آنے والی اوستھا
آگئی۔ کیسے آگئی۔ کیا آگئی۔ ایشور کی ایشور جانے۔ پھر میں نے بچار کیا ابھی جو سُوّر کی
بابت پرسنگ آگیا اس سے برس ڈیڑہ برس پہلے بھی مجھکو لوگ پاگل کہتے تھے
اسوقت بھی سور کی حالت مجھپر گذری۔ اس وقت تو بہت دفعہ گاؤں کے باہر
جاکر لوگوں سے پرساد ہوا تو یہ جس کو تم لوگ میلہ (فضلہ) کہتے ہو اُس کو میں پریم
سے مشٹان (میٹھا کھانا) کی طرح کھاتا رہتا تھا اور اُسی پریم سے لوگوں کے ساتھ
گاؤں ہی کے پاخانہ صاف کرنے کے لیئے میلہ سے بھری ہوئی ٹوکریاں اُٹھاتا تھا۔
میلے میں لیٹا رہتا تھا۔ سور کا جیو اپنے میں آنے کے واسطے اپنے کو کیوں ڈر ہو۔
کبھی میں ایشور ہی ہوں تو وہ بیچارے سور کا جیو ایشور روپ ہوجائیگا۔ ایسے
بہت دفعہ اور طرح طرح کے خراب پرسنگ (موقع) مجھپر گذرے تھے اُسکا ورنن
(صراحت) کرے تو آپ لوگوں کو بڑا ڈر پیدا ہوگا اسواسطے تھوڑے میں کہدیا۔ سری بابا
کی ایسی بات سنکر عالیجناب سر مہاراجہ بہادر نے پریم سے کھید (رنج) کے اودگار
(اظہار) کے لیئے رام رام فرماتے رہے۔ سری بابا نے فرمایا کیا رام تمھی ہی میں ہے
اور کہیں نہیں۔ رام کا اور ہمارا اودے (مباحثہ) ہوا۔ کیا تم منہ میں ہو اور دوسری جگہ

نہیں۔ سب جگہ ہو تو پھر پاخانہ میں کیا نہیں ہے۔ ایسا جو پاخانہ سے بھاگنے والا رام ہوگا تو اُس کو رام کون کہیگا۔ رام نے کہا اچھا بھیّا۔ پاخانہ میں ہمکو رکہتے ہو تو رکھو جیسا تم رام کے اچھے اچھے ادہر اودھر تپے ہوئے مندر میں ہی بیٹھے ہو تو تم کو سروشاکستر میں سروویاپی کیوں کہا جاتا ہے۔ سروویاپی تم کیسے ہوگے تم تو پاخانہ سے ڈرتے ہو۔ رام کی لیلا عجیب ہے۔ سب کو نہیں معلوم ہوتی۔ رام رام کیا ہے۔ جدہر دیکھو اُدھر رام رام ہے۔

سور تو میلا کھاتا ہے۔ تم لوگ بھی میلا کھاتے ہو۔ ایسا سدھ کر دیتا ہوں منھ اپوتر ہے تم سمجھوگے کہ گدہ وار اپوتر ہے۔ گدہ وار اپوتر کرنیکا سادھن ہے اور منھ اپوتر کرنے کا منھ سے اناج کھاتے ہو اُس سے کیا بنتا ہے۔ اپوتر چیز بنتی ہے۔ اناج کھاتے ہو تو اُس سے کیا عطر گلاب کے پھول اور کوئی سوگندھ والی چیزیں بنتی ہیں۔ اناج کھائیں تو اُس سے اپوتر وستو ہی بنتی ہے۔ یہ منھ کیسا خراب ہے۔ اچھے کو خراب بناتا ہے۔ وہ اناج کو پھینکنے کے لائق بہت درگندھ ایسا میلا کیا تو بناہی دیتا ہے پرنتو بہت روپیہ خرچ کرکے اناج کھاکر پانچ منٹ بھی نہیں ہوتے نیچے اُتر گیا تو بہت گھاں بن جاتی ہے جیسے کھاتے وقت اناج کیساتھ مکھی چلی گئی تو پانچ منٹ کے اندر ہی قے ہوکر جب اناج منھ سے باہر واپس آتا ہے تو اس وقت اتنی خراب بو آتی ہے۔ جس پر یہ پرسنگ آیا ہوگا اُس کو معلوم ہوگا منھ کی حالت خراب ہوگئی اور پوتر ہونیوالا جو گدہ وار جس سے صاف ہونے کی اوستھا ہوتی ہے اُسکو کیا خراب اور اپوتر کہیں اور جس سے اچھے کا خراب بننے کا سادھن ہو جاتا ہے کیا ایسے منھ کو پوتر لیں دیکھو دنیا کا کیا نیائے ہے۔ جب منھ پوتر ہے تو اُسکو رام رام کہکر پوتر کرنیکا کیا مطلب۔ وہ تو پوتر تھا ہی تو پھر رام رام کا ہیکو کہنا۔ اپنا منھ ہر وقت اپوتر رہتا ہے

اسواسطے رام رام کہہ کر پوتر کر لیتے ہیں۔ رام رام کے بغیر جو بات مُنھ سے نکلتی ہے وہ سب فالتو اور اپوتر ہے۔ جتنی خراب بات نکالی جائے اُتنی زیادہ اپوتر کرنے کی اوستھا ہوتی ہے اُسکو ست نہیں کہتے۔ شاستر گرنتھ میں گرد دوار سے جو آواز نکلتی ہے اُسکو سنیہ کہتے ہیں۔ کبھی باتوں میں ویوہار کی کہو یا اور کوئی بات سچی یا جھوٹی۔ تو ایسا کرتے کرتے کسی نے گرد دوار سے ہوا چھوڑ کر پاد دیا۔ ٹم ڈھمر پوں۔ ڈھم۔ پر ایسی آواز ہو گئی تو اپنی بات جو چلتی ہے وہ سچی ہے۔ اسواسطے ہی وہ آواز سے قول دیا گیا ایسا سمجھا جاتا ہے۔ اُس آواز کا پرمان لیکر اپنی بات سچی سمجھ لیتے ہیں اس واسطے "ستیم وِدھتی پرشتی" ایسا اپنشد میں واکیہ ہے۔ وہ شاستر سب میں بڑا ہے جیسا مسلمانوں میں قرآن۔ پرشتی یعنی گرد دوار۔ کسی کا بولنا چلا ہو۔ اُس کو ست کا پرمان بتانے کے لیئے "پرشتی" یعنی گرد دوار نے آواز کر کے قول دیا۔ ایسا اُپنشد کا ارتھ ہے۔

کوئی ایشور کے پاس کا گھنٹے کا آواز ہو گیا ایسا کہتے ہیں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب صحیح ہے۔ یا بال بچے یا سوآسنی چھینک دے تو بھی کہتے ہیں دیکھو میری بات پر وہ چھینک ہوئی وہ سچی ہے۔ باتیں کرتے وقت پال یعنی چھپکلی بھی چاپ چاپ کرتی ہے تو کہتے ہیں وہ آواز کر رہی ہے۔ بھگوان کی ست وانی ہے۔ ایسا گرد دوار کا آواز تو ست وانی کرنے والا ہے تو یہ خیال میں لاؤ کہ گرد دوار اپوتر ہے کہ منھ پوتر۔ ایسا لوگ کہتے ہونگے کہ آج بابا نے سب خراب اور اپوتر باتیں چلائیں۔ پرنتو مجھسے جو ایسی باتیں سنو گے تو تم جو اپوتر ہو پوتر بنجاؤ گے ایسا پکا سمجھ لو۔ میں سچ بولتا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اپوتر سے پوتر ہو جاتا ہے۔ دودھ اور گھی رکھنے کا برتن کچھ میلا اپوتر ہو گیا ہو تو گھی دودھ یا اور کوئی اچھی چیز رکھی جائے تو خراب ہو جائیگی تو پھر کیا کرنا۔ خراب برتن جو ہے اُسکو گھی شکر۔ دودھ سی مانجھ ڈالو نہیں تو لڈو سے سری

لیکر اندر سے صاف کرو تو کیا صاف ہوتا ہے اچھی چیز رکھنے کی اسی چیز سے اندر باہر صاف نہیں ہو سکتا۔ میلا اپوتر جو اندر ہے اسکو صاف کرنے کے لیے میلی وستو جو ہو گی۔ راکھ۔ کچرا۔ گھاسنی۔ مٹی۔ گوبر وغیرہ۔ اُسی سے وہ صاف ہوتا ہے سُوّر کے واسطے اور بھی بچارا آگیا ہے کہ سور کا جیو جو میرے میں آجائیگا تو اگلے جنم میں سُوّر کا جنم تو نہیں آئیگا تو پھر بچارہ ہوا۔ آیا تو کیا ہوا۔ وہ تو سب سے اچھا ہے۔ تم لوگوں کے موافق عیش آرام کے لیئے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ سرکاری نوکری کے واسطے چوبیس برس تک پڑھنا پڑتا ہے۔ پھر سرٹیفکیٹ ملتا اور نوکری ملتی ہے اسکے واسطے کھٹ پٹ رہتی ہے۔ اول بال بچوں کو کھلانا۔ اُن کی سیوا کرنا۔ خود بھی اچھے اچھے کھانے کھانا۔ عیش آرام بھوگنا۔ یہ تمہاری حالت میں کشٹ ہے۔ کیا سُوّر کے جنم میں کچھ کشٹ ہے۔ تم محنت کرکے کھاتے پیتے جاؤ اور ہم کو پرسنے جاؤ۔ سُوّر کے جنم میں آرام سے کھاکر ٹھنڈی جگہ میں پڑے رہنا ہے۔ تم محنت کر کر جنم بھر کشٹ کرتے ہو۔ پھر سُوّر کا جنم اچھا یا بُرا سوچ لو۔ آدمی کے جنم میں بچے ہوتے ہیں کیا سُوّر کے جنم میں نہیں ہوتے۔ بہت سے ہوتے ہیں۔ تم کو دو تین سال میں ایک ہوگا اُسکو تو ایک وقت میں دس بارہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی کوئی عورت ہمارے پاس بچے مانگنے کے واسطے آتی ہے تو میں کہاں سے دوں۔ میں بھی گمت کے لیئے اُنکو کہتا ہوں۔ تم کو ایشور بچہ دے تو تم سور کے یا کتے کے جنم میں جاؤ تو بچے ہی بچے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں بابا ہنسی میں مت ٹالو۔ میں کہتا ہوں ہنسی میں نہیں میں کہاں سے دوں۔ تمہارے پرالبدھ میں نہیں۔ کیا مٹی کا بنا کر دوں۔ جاؤ بیٹا ایشور دیگا تو لیلو۔ ایسا کچھ بھی کہکر اُنکی تفہیم کرنا پڑتا ہے۔ آدمی کے جنم میں بڑا کشٹ ہے۔ بستر ہونا۔ پلنگ ہونا۔ مچھردان ہونا۔ کھٹمل کاٹتے ہیں۔ اپنے کو بڑا پن ہونا چھوٹا پن نہیں ہونا۔ آدمی کے جنم میں کیا کیا بھانگڑا (جھگڑا) ہے۔ ایسا کشٹ دایک جنم ہمکو کاہیکو

ہونا۔ ہم سور کے جنم میں جائینگے۔ ایشور بھی سور ہوا تھا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوگا۔ اسکو واراہ اوتار کہتے ہیں۔ وہ سور کا جنم اچھا ہوگا اس واسطے تو ایشور بھی سور ہوا ہوگا پھر کیا ہوا کہ اُن لوگوں نے بلی دینے کے واسطے سور کو نہلا دھلا کر صاف کر کر دیوتا کے پاس لایا تھا۔ ہم بھی وہیں بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے دیوتا کی پوجا کی۔ دو چار آدمی ملکر کسی نے اُس کا منہ اور کسی نے پاؤں وغیرہ داب رکھے اُسکو رسی سے نہیں باندھتے کھلا رکھتے ہیں۔ کیوں۔ بھگوان کو دینا ہے۔ گلا نہیں کاٹتے اسکی چھاتی اور دونوں سامنے کے پاؤں کے بیچ میں نرم جگہ رہتی ہے۔ اُس ٹھکانے پر بڑے کیلے کیطرح جس کی نوک تیز ہو اُس ہتھیار کو پہلے میرا ہاتھ لگا کر اُنھوں نے اُسکی چھاتی میں بھونک دیا۔ مجھسے وہ کہنے لگے آپ نزدیک ہی کھڑے رہو اور اس کی جان سنبھالو اُس کی جان جلدی نہیں جاتی اسواسطے اُس کے بھونکے ہوئے ہتھیار کو ویسی ہی کچھ دیر رکھدیئے اور اُس کی ناک اور منہ کو اچھی طرح دبا کر رکھا۔ وہ لوگ اسوقت مجھ سے کہتے رہے کہ بابا سب کام میں ہم کو مدد دیئے جاؤ۔ میں نے کہا تم جو کہو ہم کرتے ہیں — ہم تمہارے نوکر ہیں۔ اُن لوگوں کی نوکری کا پرسنگ آگیا۔ وہ لوگ کون تھے؟ تم لوگ ابھی تک سمجھے کہ نہیں۔ وہ جنگلی لوگ کھرگلک پور والے۔ اُن سے اور کوئی ہلکی ذات دنیا میں نہیں رہتی۔ جب اُسکی جان پوری چلی گئی تو پہلے اُن لوگوں نے اُس کو ادھر ڈھکا۔ لے پڑے جانے کے واسطے میرے سر پر دیکر ٹھوڑا راستہ چلے وہ کہے تم اس کو لیے تو اس کی جان ایشور روپ ہوجائیگی۔ اُسکو اٹھا لیا۔ وہ بہت وزن رہتا ہے۔ گھڑی بھر میں لیا۔ پھر اُن لوگوں نے۔ وہ لوگ زبردستی سے کام نہیں لیئے پریم سے کام لیئے اور پریم سے دوست کے موافق رہے ایسا کیا کچھ دور کھڑا تھا ہم کو معلوم نہیں۔ ساتھ رہنے سے معلوم ہوا۔ اُس کھڈے میں خراب کچرا۔ بھٹی پر انی ٹوٹی بانس کی ٹوکری وغیرہ ادھر اُدھر سے جمع کر کے

لیکر اندر سے صاف کرو تو کیا صاف ہوتا ہے اچھی چیز رکھنے کی اُسی چیز سے اندر باہر صاف نہیں ہو سکتا۔ میلا اپوتر جو اندر رہے اُسکو صاف کرنے کے لیے میلی وستو جو ہوگی۔ راکھ۔ کیچڑ۔ گھاسنی۔ مٹی۔ گوبر وغیرہ۔ اُسی سے وہ صاف ہوتا ہے سُوّر کے واسطے اور بھی بچارہ آگیا ہے کہ سور کا جیو جو میرے میں آجائیگا تو اگلے جنم میں سُوّر کا جنم تو نہیں آئیگا تو پھر بچارہ ہوا۔ آیا تو کیا ہوا۔ وہ تو سب سے اچھا ہے۔ تم لوگوں کے موافق عیش آرام کے لیئے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ سرکاری نوکری کے واسطے جو بیس برس تک پڑھنا پڑتا ہے۔ پھر سرٹیفکیٹ ملتا اور نوکری ملتی ہے اسکی واسطے کھٹ پٹ رہتی ہے۔ اول بال بچوں کو کھلانا۔ اُن کی سیوا کرنا۔ خود بھی اچھے اچھے کھانے کھانا۔ عیش آرام بھوگنا۔ یہ تمہاری حالت میں کشٹ ہے۔ کیا سُوّر کے جنم میں کچھ کشٹ ہے۔ تم محنت کرکے کھاتے پیتے جاؤ اور ہم کو پرستے جاؤ۔ سُوّر کے جنم میں آرام سے کھاکر ٹھنڈی جگہ میں پڑے رہنا ہے۔ تم محنت کرکر جنم بھر کشٹ کرتے ہو۔ پھر سُوّر کا جنم اچھا یا برا سوچ لو۔ آدمی کے جنم میں بچّے ہوتے ہیں کیا سُوّر کے جنم میں نہیں ہوتے۔ بہت سے ہوتے ہیں۔ تم کو دو تین سال میں ایک ہوگا اُسکو تو ایک وقت میں دس بارہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی کوئی عورت ہمارے پاس بچے مانگنے کے واسطے آتی ہے تو میں کہاں سے دوں۔ میں بھی گمت کے لیئے اُنکو کہتا ہوں۔ تم کو الیتور بچہ دے تو تم سور کے یا کتے کے جنم میں جاؤ تو بچے ہی بچے ہو جاتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں باہنسی میں مت ٹالو۔ میں کہتا ہوں ہنسی میں نہیں میں کہاں سے دوں۔ تمہارے پرالبدھ میں نہیں۔ کیا مٹی کا بنا کر دوں۔ جاؤ بیٹا الیتور دیگا تو لیلو۔ ایسا کچھ بھی کہکر اُنکی تفہیم کرنا پڑتا ہے۔ آدمی کے جنم میں بڑا کشٹ ہے۔ بستر ہونا۔ پلنگ ہونا۔ مچھردان ہونا۔ کھٹمل کاٹتے ہیں۔ اپنے کو بڑا پن ہونا چھوٹا پن نہیں ہونا۔ آدمی کے جنم میں کیا کیا بھانگڑا (جھگڑا) ہے۔ ایسا کشٹ دایک جنم ہمکو کاہیکو

ہونا۔ ہم سور کے جنم میں جاوینگے۔ ایشور بھی سور ہوا تھا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوگا۔ اُسکو
واراہ اوتار کہتے ہیں۔ وہ سور کا جنم اچھا ہوگا اس واسطے تو ایشور بھی سور ہوا ہوگا
پھر کیا ہوا کہ اُن لوگوں نے بلی دینے کے واسطے سور کو نہلا دھلا کر صاف کر کے دیوتا
کے پاس لایا تھا۔ ہم بھی وہیں بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے دیوتا کی پوجا کی۔ دو چار آدمی ملکر
کسی نے اُس کا منھ اور کسی نے پاؤں وغیرہ داب رکھے اُسکو رسی سے نہیں باندھکر
کھلا رکھتے ہیں۔ کیوں۔ بھگوان کو دینا ہے۔ گلا نہیں کاٹتے۔ اسکی چھاتی اور دونوں
سامنے کے پاؤں کے بیچ میں نرم جگہ رہتی ہے۔ اُس ٹھکانے پر بڑے کیلے کیطرح
جس کی نوک تیز ہو اُس ہتھیار کو پہلے میرا ہاتھ لگا کر اُنھوں نے اُسکی چھاتی میں
بھونک دیا۔ مجھسے وہ کہنے لگے آپ نزدیک ہی کھڑے رہو اور اس کی جان سنبھالو
اُس کی جان جلدی نہیں جاتی اسواسطے اُس کے بھونکے ہوئے ہتھیار کو ویسی
ہی کچھ دیر رکھدیئے اور اُس کی ناک اور منھ کو اچھی طرح دبا کر رکھا۔ وہ لوگ اسوقت
مجھ سے کہتے رہے کہ بابا سب کام میں ہم کو مدد دیتے جاؤ۔ میں نے کہا تم جو کہو ہم
کرتے ہیں ۔ ہم تمہارے نوکر ہیں۔ اُن لوگوں کی نوکری کا پرسنگ آگیا۔ وہ لوگ
کون تھے؟ تم لوگ ابھی تک سمجھے کہ نہیں۔ وہ جنگلی لوگ کھڑکپور والے۔ اُن سے
اور کوئی ہلکی ذات دنیا میں نہیں رہتی۔ جب اُسکی جان پوری چلی گئی تو پہلے اُن
لوگوں نے اُس کو اور ٹھکانے پر لے جانے کے واسطے میرے سر پر دیکر تھوڑا راستہ
چلے وہ کہے تم اس کو لیے تو اس کی جان ایشور روپ ہو جائیگی۔ اُسکو اُٹھا لیا۔ وہ
بہت وزن رہتا ہے۔ گھڑی بھر میں لیا۔ پھر اُن لوگوں نے۔ وہ لوگ زبردستی
سے کام نہیں لیئے پریم سے کام لیئے اور پریم سے دوست کے موافق رہے ایسا
کیا کچھ دور کھڈا تھا ہم کو معلوم نہیں۔ ساتھ رہنے سے معلوم ہوا۔ اُس کھڈے
میں خراب کیچڑ۔ بھٹی پرانی ٹوٹی بانس کی ٹوکری وغیرہ ادہر اُدھر سے جمع کر کے

صرف اُسکے سب بال جلجانے کے لئے پھر سے کو انگار لگا کر اُسکے بال جلا ڈالے پھر اُسکی گرٹے سے راکھ وغیرہ صاف کرتے رہے اُن کو دیکھکر میں بھی میرے آنگ پر سے پوتے کے ٹکڑے سے صاف کرتا رہا اُن لوگوں نے اُسکو اُٹھا کر ایک کوٹھری میں اچھا اُتہالا تھا۔ اُس میں لے جا کر رکھے اور دس پانچ آدمی چھرا وغیرہ ہتھیار تیار کر کے اُن کی ریت سے کاٹنے کا کام شروع کر دیئے اور جسطرح سے پورا سیدھا چمڑا نکلجائے ویسا کاٹ کر چمڑا الگ کر لیئے۔ اُس میں کا لہو ایک برتن میں الگ رکھدیئے اور گوشت کے ٹکڑا سے الگ کیئے اور پھینکنے کے لائق سخت ہڈی الگ کیئے اور باریک باریک کونی ہڈی جسکی کچھ ترکاری ہوتی ہے اُس کو بھی الگ رکھے۔ پھر ترکاری بنانے کی تیاری شروع ہوئی۔ اُسوقت سب طرح کا مصالحہ لاکر سل لڑھا پر باریک کرکے پیس لیئے۔ سب کام میں میری مدد لیتے تھے اور میں بھی پریم سے مدد کرتا تھا۔ مصالحہ سل لڑھا پر باریک کرنیکا کام میری ہی طرف آیا تھا۔ پکاتے وقت خون لہو کو اچھی طرح کا مصالحہ دیکر اُسکی اچھی طرح کڑھی پکائے اور گوشت کو بھاجی کے موافق ٹکڑے چھوٹے چھوٹے کر کر اُس میں اچھی طرح مصالحہ اور بہت تیل ڈال کر مصالحہ دار کھن کھن چھم چھما اچھی لذت دینے والی مزیدار بھاجی بنائے اسطرح سے سب سوئم پاک بنگیا اور رات کے وقت بھوجن کے واسطے پنگت بیٹھ گئی۔ اُس وقت پروسنے کا کام ہماری طرف ہی چلا آیا۔

اُن سب لوگوں نے مجھ سے کہا کہ بابا مہاراج آپ پہلے تھوڑا سا لے لیجئے اُس وقت میں نے کہا بھیّا مجھکو عادت نہیں ہے۔ اسکی بو بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ میرا ہاتھ لگ گیا ہے میں نے اس کا سوئیکار کر لیا ہے۔ ایسا سمجھکر اپنے ایشور کا نام لیکر شروع کرو۔ پھر سب لوگوں نے بابا مہاراج کا اور اُن کے دیوتا کا نام لیکر کھانا شروع کر دیا۔ اُن کا باپ سالے ہمارے اوپر ایسی خراب بات

مجھسے کیوں کبھی کبھی مصالحہ چھوڑ دالا جاتا ہے۔ بنتے بنتے جو بھاجی ترکاری میں ڈالا جائے تو اُس کی لذت بہت ہوتی ہے اسواسطے بات چلی ہے۔ سادھارن پکنے میں مصالحہ ڈالیں تو لذت نہیں رہتی۔ کوئی کہیں، ہم بابا ایسا خراب اودھارن کس واسطے دیا گیا۔ تم لوگوں کو ہر وقت جس کا انبھو آتا ہے اُس کا ہی اودھارن دینے سے اگیان لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتا ہے جس کو تم نے کبھی دیکھا نہیں۔ ایسا اودھارن کیسے خیال میں آئیگا اسی اودھارن پر سے سمجھ جاؤ۔ ہم گربھ وتی استری کے گربھ میں جب تک بچہ ہے اور وہ بچے کی پوری حالت بنتی رہتی ہے اُسوقت یعنی بننے کے وقت ہی وہی استری کے دوارے ایشور بھگتی کا مصالحہ ملجائے تو بڑا آتم شکتی والا ہو جاتا ہے۔ وہ مصالحہ کون سا۔ اچھا دودھ پینا۔ کیا پاؤ بسکٹ کھا کر ڈاکٹری ریت سے لیٹ کرنا اس سے تو پنڈ مضبوط ہو جائیگا۔ لیکن اُس کا جو آتما ہے وہ مضبوط نہ ہوگا۔ اور اسیواسطے گربھ وتی کے نیم وہ استری سے پالن کیئے جائیں تو اُسکو مصالحہ سمجھو۔

اُس وقت ایسا ہی خیال کر کر رام چندر جی سیتا جی کو گربھ وتی سمے ہی وقت اپنے پاس نہ رکھکر سدرش کے پاس کی آتم شکتی بڑھانے کے واسطے والمیک رشی کے پاس رکھے تھے والمیک رشی کے پاس ہی کیوں رکھے دوسرے کے پاس کیوں نہیں۔؟ دیکھو ایک بات سے ایک بات خیال میں آتی ہے۔ وہ تو ایشور کی کتھا ہے۔ دن رات کہی جائے تو بھی ختم نہیں ہوگی۔ میں تھوڑے ہی میں ابھی ختم کر دیتا ہوں۔ والمیک رشی بڑے کو ہرن کر کرا اور بڑے کی اُلٹ جو اچھے آتم شکتی وہ دینے والا تھا تو کیا ایسا دوسرا رشی نہیں تھا۔ ایسے تو بہت تھے تو پھر کیوں۔۔ اس لیئے ہم اُن کے پاس بڑا بہت تھا۔ جیسا [illegible] لیا ہم میرے پاس بھی بڑا بڑا بہت ہے۔ اس پر سے والمیک رشی کے پاس ہی بہت تھا

اپنا بُرا نکالنے کے واسطے بُرے کی ہی ضرورت رہتی ہے۔ یہ میں نے پہلے ہی کہا ہے
اچھا نکالنے کے واسطے اچھے سے کام نہیں چلتا۔ جو بُرا ہے پاخانہ صاف کرتا ہے۔
اُس کے لیئے راؤ صاحب کو نہیں بُلاتے۔ گونڈ یا بھنگی۔ مہتر ہوگا اُسکو ہی بُلایا جاتا
ہے۔ بُرے کے نکالنے کے واسطے بُرے کو بُلانا پڑتا ہے۔ کوئی راجہ وغیرہ بڑا آدمی
ایسے خراب کام نہیں کرتا۔ اسیطرح والمیک رشی بُرے سے بُرے ہوکر بھی پورن
اچھے رام روپ بن گئے تھے اور رامچندر جی کے ہاتھ سے بہت بُرا کام ہوا تھا
وہ سب کو معلوم ہے کہ راون جیسے برہمن کی ہتیا ہوگئی۔ برہمن کی ہتیا ہونا اس سے
اور بڑا بھاری پاپ کوئی نہیں۔ ایسا اتنا بھاری بڑا پاپ کس کے ہاتھ سے جاویگا
والمیک رشی نے بھی بہت جان لینے کا ہی پاپ کیا تھا اُس کی حالت تو معلوم
ہوگی۔ آدمی کو دیکھتے ہی مارنا۔ ہزاروں لاکھوں اچھے بُرے لوگوں کو مار ڈالا
اُسوقت اُسکا نام والیا کولی تھا۔ وہ بعد میں پورن رام روپ کسطرح سے ہوا وہ
کتھا تو سب کو معلوم ہی ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کے ہی سہواس سے
اپنا جو بیج مارنیکا بنا ہے وہ شُدھ ہو جائیگا اور اپنے بچے سیتہ روپ پورن پرپ
برھم کی شکتی لیکر پیدا ہونگے۔ بُرے سے بُرا نکال دینا اسواسطے والمیک رشی کے
پاس ہی اپنی استری کو رکھے۔ پھر سیتا جی نے اچھی طرح سیوا دھرم کیں۔ اُن کا
سہواس پورا ہوگیا اور والمیک رشی ہی کے آشرم میں سیتا ماتا کو دو بچے ہوئے
رشی کی کرپا سے سیتا جی کے ذریعہ بچوں میں پورن پرپ برھم شکتی یعنی سیتہ شکتی
آتم شکتی۔ رام شکتی۔ پرگھٹ ہوکر اپنے پتا کا یعنی رام چندر جی کا دل سے سنگرام
میں راون وغیرہ کا ناش کرکے جو جیت لیا۔ ایسا ابھمان یعنی پاپ) ابھمان ہرن
کرکے یعنی اُس کا مان توڑ کے برھم روپ ہونے کے لئے رامچندر جی کو راستہ
ہوگیا۔ وہی پتر سے رامچندر جی کا سب کل پوتر ہوکر پورن پرپ برھم ہوکر چلا گیا۔

یہ کتھا سب کو معلوم ہے۔

سارانش مرد سے عورت کے ہردے میں پوترپن زیادہ اور اپوترپن تھوڑا ہے۔ مرد میں اپوترپن زیادہ اور پوترپن کم ہے۔ یہ بات نکلی تھی اس لئے بچے کے واسطے گربھ دھارن کے پہلے ہی مرد اور اُسکی استری ستیہ کرم کرے دونوں کا بھی آتما اور شریر پوتر رہے۔ پھر گربھ دھارن ہو جائے اور گربھ دھارن کے بعد استری کے اُدّھار سے اچھے اچھے نِشچے کرم۔ ست کرم۔ پرمیشور کی حالت اور ست پرش کی سیوا دھرم اور ایشور بھجن میں کال گذارا جائے تو رامچندر جی کے پتر سمان اُن کو بھی بچہ ہو کر اُن کے سب کل کا اودّھار کر دیگا ایسا سمجھو۔ کوئی پتر کی آشا کرے تو اس موافق ہی کرے نہیں تو گھر گھر ٹنکسال تو ہے۔ ہر سال ایک روپیہ تو بھی کسی کے ٹنکسال سے نکلتا ہوگا۔ اپنے سے استری کو اچھا اُپراشکش دیا جاتا ہے اور بچے کو بھی۔ اپنی استری کو اچھی طرح سے شکشن دینے سے اُسمیں اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس سے ہی بچہ کی پیدائش ہونے والی ہے۔ بچہ سے اپنا اودّھار کر لینا ہو تو پہلے استری کو ہی اچھی طرح شکشن میں رکھا جائے تو پتر بھی کل کا اودّھار کرنے والا نکلیگا۔

استری کو شکشن دینا یعنی سرکاری اسکول میں رکھکر جو شکشن دیا جاتا ہے تم وہ سمجھوگے وہ نہیں سمجھنا۔ کسطرح سے شکشن دینا؟ وہ تو میں نے اوپر کہا ہے پھر کیوں بولنا۔ لیکن آج کل کی حالت میں بچہ ہوتے ہی اپنے باپ دادا کو ادھوگتی میں لیجاتا ہے۔ اسطرح استری اور بچے کو شکشن دیا جاتا ہے۔ اسکول میں شکشن لیکر بنی ہوئی استری کا ٹھاٹ باٹ کیسا رہتا ہے وہ آپ لوگوں کو تو معلوم ہی ہے۔ اس کے سامنے تم مرد لوگ تو بھی کیا کچھ دیکھے جاتے ہیں۔ ایسا یہاں بہت زیادہ نہیں ہوگا پر تو بمبئی۔ پونہ۔ کلکتہ وغیرہ ٹھکان میں تم لوگ جاکر دیکھوگے تو اسکول میں پڑھی ہوئی

عورتوں کا مزاج مرد سے بھی اور کچھ معلوم ہوگا۔ ایسی عورتوں سے جو بچے ہو جائینگے تو وہ کیا اپنے ماں باپ اور واڈوڈیل کا اودھار کرینگے۔ آج کی میری باتوں میں بہت کچھ اچھا بُرا دوشٹے نکلگیا۔ اس میں بھی لینے والے کو لینے کے موافق ہوگا۔ جس کا جیسا کرم انوسار سنسکار ہوگا۔ اُس پرمانے کوئی اچھا سمجھکر لیگا۔ کوئی بُرا سمجھکر۔ پرنتو کیسا بھی لیں۔ اسکا پرنیام دونوں کو بھی ایک ہی ملیگا۔ بُرے کی ریت سے بھی ہر وقت یادگیری رہجائیگی۔ انت کال کے سمے میں ادھر کی سُنی ہوئی اور دیکھی ہوئی۔ اچھی بُری حالت تھوڑی بھی خیال میں آجائیگی تو بھی انت کال کے بعد اُدھر نہ جاکر ایشور کے راستے پر ہی چلاجائیگا ایسا پکا سمجھو۔

جیسا سونا ہے۔ وہ ذات سے تو اچھا ہی ہے اور اُس کی اور اور چیزیں بنائی جائیں جیسے ہاتھ کے کنگن۔ کڑے۔ بیڑیاں۔ گلے کی ہنسلی اور کوئی مورت کام آکا یشو گدھا۔ سور کا ایسا اور اور اچھے اور بُرے کا وہ سونیکا آکار بنا ہو تو خالی ہونے کی ریت سے جو قیمت کرے تو صرف کنگن وغیرہ اچھی اچھی چیزیں ہیں اُسکی زیادہ قیمت اور گدھا سور ہلکا نام ہے اسواسطے سونے کی قیمت کم نہیں کریگا۔ سب کی قیمت مساوی رہتی ہے۔ اس پرمانے ایشور تو اچھا ہی ہے اُسکو بُرے سے یاد کرو یا اچھے سے اس کا پرنیام اچھا ہی ہوتا ہے۔

۲۶ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۱ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۲ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ف م تہتہ چیترس شاکہ ۱۸۴۸ بوقت آرتی دوپہر روز جمعہ بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ

ایشوری سکھ کیواسطے ست گرو کرپا سمپادن (حاصل) کرنا چاہیے

کوئی برہمن ذات کے سنیاسی مہاراج سامنے آکر بیٹھے تھے اُنکی طرف مخاطب ہوکر سری بابا نے فرمایا۔ آپ وردھ (ضعیف) ہو گئے۔ پہلے برہمن پن کا ویوہار (کاروبار) کرکر دھرم کی ریت (طریقہ) سے سنیاس آشرم میں آگئے۔ بہت اچھا ہوا ہے۔ درشن کے واسطے بہت لوگ آتے ہیں تو درشن لیں۔ بھگتی (عشق) پریم (محبت) کے بغیر کوئی درشن کو نہیں آتا۔ بھگتی پریم جو اُتپن (پیدا) ہوتا ہے وہ اچھے اچھے کرم (اعمال) اور سنسکار (نتیجۂ اعمال) کے بغیر نہیں ہوتا اسی سنسکار سے جدھر پرمیشور کی حالت معلوم ہو جائے اُدھر لوگ بھاگتے رہتے ہیں۔ پرمیشور تم لوگوں کو کھینچتا ہے ایسا نہیں سمجھنا۔ تم لوگوں سے پورب جنم (گذشتہ زندگی) میں ایشور کے واسطے جو کچھ اچھا کرم کیا گیا ہوگا وہی کرم تم کو پرمیشور کیطرف کھینچ لاتے ہیں۔ ایسا سمجھو۔ پرمیشور کی پراپتی (حصول) کے واسطے اپنا اپنا دھرم اور ست کرم (اعمال نیک) کریا ہی ست گرو کی ملاقات کرا دیتی ہے۔ اپنے پاس ست کرم کی پوری تیاری رہی تب بھی ایشور کی پراپتی ست گرو کے بغیر نہیں ہوتی یہ یقین ہے۔ میں جو کچھ بات کہہ رہا ہوں اسپر سب خیال کریں تو اپنے فائدہ کا سب کچھ نکلیا جائیگا۔ جیسا اگر اپنے کو کوئی ایک بڑی سرکاری نوکری ہونا ہو مثلاً معاملہ داری (یہاں معاملہ دار کو تحصیلدار کہتے ہیں) یا اس سے اونچی وکیل یا بارسٹر کی جسکی اپنے کو ضرورت ہو اُسکو واسطے کیا کرتے ہیں جو ادھکار (اہلیت) اپنے کو چاہیے اُسکو واسطے بچپن ہی وہی ابھیاس (مہارت) کرتے کرتے اُسکی پوری تیاری کی جاتی ہے۔ آگے پریکشا (امتحان) لینے والے

جو کوئی ہوں اُن کو پکیتا دیکر سارٹیفکٹ لے لیتے ہیں کہ وہ وکالت میں پاس ہو گئے فلاں نے ڈاکٹری پاس کی تحصیلداری میں پاس ہو گیا جس کو جس جس کا ادھکاری بننا ہے وہ اُسی امتحان کو پاس کر کر سارٹیفکٹ لے لیتا ہے۔ اپنے اپنے کام میں پوری تیاری ہو گئی لیکن تحصیلداری یا اُس کے اوپر کی اور کوئی نوکری ملنے کے واسطے سارٹیفکٹ ہو کر بھی جن کے دوارا (ذریعہ) سے اپنے کو نوکری ملنا ہے وہ نوکری دینے کیواسطے راضی ہوئے بغیر سارٹیفکٹ بھی کچھ کام نہیں دیتے۔ یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ ایسے سارٹیفکٹ والے بہت ہوتے ہیں۔ جو حاکم (عہدہ دار) کے پاس خالی عرضیاں جاتی ہیں وہ سب کو نوکری تھوڑا ہی دیتا ہے۔ جس پر صاحب کی مرضی ہوا اُسکو ملتی ہے اور جس فن کا ابھیاس (مہارت علمی) کیا گیا ہے اُس کا سارٹیفکٹ تو لیکر رکھنا ہی چاہیئے۔ سرٹیفکٹ کے بعد بھی صاحب کی مرضی (خوشنودی) کے واسطے بھی اور کچھ کھٹ پٹ کر کے مرضی سمپادن (حاصل) کرنا پڑتا ہے۔ اگر کسی شخص میں گن (قابلیت) کم بھی ہوا اور صاحب کی نظر میں جچ گیا تو اُس کو بھی نوکری ملجاتی ہے۔ اسطرح سمجھو۔ یہ تو دھارن (تمثیل) لیلیا۔ کسیکو سَو دو سَو کی نوکری ہونا ہو تو وہ اُس کے واسطے ابھیاس اور تیاری کر کے پھر صاحب کی رضامندی پر ہی نوکری کماتا ہے۔ اسطرح اپنے کو ایشور کی پراپتی (حصول) کر لینا ہے۔ ایشور کے واسطے جو کچھ ابھیاس (شغل) کیا جائے وہ جنم جنم کرنا پڑتا ہے ایسی ضرورت ہے۔ بہت لوگ ابھیاس (جپ دم) کیا سروسنگ پرتیاگ (سب کو چھوڑکر) کر کر وردھ (ضعیف) ہو گئے۔ بہت تپسیا (ریاضت) کی بہت دان دھرم اور بہت طرح کی ست (عمل نیک) کریا کر کے اپنا دھرم آچرن (روزانہ اعمال نیک) بھی پورا کیا۔ ایسا سب طرح سے ابھیاس کر کے پورا بھی ہو گیا تب بھی ایشور کی ہما ص اور کھو کا یا زوا کھنڈ سکھ کا نہیں ملتا۔ ایسا کیوں؟ تو یہ ویسا ہی پھر کب ملتا ہے؟ جب ست گرو کرپا کرے اُس وقت کیئے ہوئے ابھیاس کا پھل

پورا پورا پھل ملجائیگا اُس کا اُدھارن (مثال) دے چکا۔ سارٹیفکیٹ مل بھی گیا تو پورا پھل ملگیا۔ ایسا نہیں ہوتا۔ جس وقت بڑے صاحب کی کرپا ہو تو اُس کا پھل اور نوکری مل جاتی ہے۔ جب تک اُن کی کرپا (مہربانی) نہ ہو تب تک کچھ نہیں ہوتا۔ پرنتو (لیکن) اپنا کام ہے فرض ہے ودّیا (علم) سیکھ کر سارٹیفکیٹ لیکر تیار ہو رہیں اور جسطرح سے صاحب کی مرضی اپنے اوپر ہو جائے ویسی کارروائی کا بچار کریں۔ صاحب کی مرضی ہونے کے واسطے جو کارروائی ہے اُس میں جب پورے پاس ہو گئے تو وہی سچا سارٹیفکیٹ سمجھو۔ پہلے ابھیاس کر کر سارٹیفکیٹ لیا اور اُس میں پورے گُن نہ ہو کر بھی صاحب کی کرپا ہو جاتی ہے اور اُن کی راضی اور مرضی کے انوسار چھوٹی یا بڑی نوکری ملجاتی ہے جیسا اِس سال میں برسات ہوگی یا نہ ہوگی اُس کا کیا کوئی بچار (خیال) کرتے ہیں۔ کھیتی کاری (کسان) لوگ زمین درست کر کر بیج لگا دیتے ہیں۔ جب میگھ راج (بارش کے دیوتا) کی کرپا ہو جائے تو وہ جو کھیتی والے لوگ ہیں اُن کی تیاری کا پھل ملجاتا ہے۔ کبھی میگھ راج کی کرپا نہ ہو تو سب گیا مفت۔ مفت جائے یا نہ جائے اِس کا بچار (خیال) نہیں کرتے۔ ان کا کرتویہ (فرائض) تو وہ کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنے پرست گرو کی کرپا ہوگی یا نہ ہوگی اِس کا بچار (خیال) نہیں کرتے۔ لیکن کرپا ہونیکے لائق اپنی تیاری کر رکھنا یہ اپنا فرض ہے۔

سنیاسی مہاراج کو دکھلا کے سری بابا نے فرمایا۔

دیکھو یہ مہاراج بیٹھے ہیں۔ یہ پرمیشور کی حالت اور اسکا اکھنڈ سکھ (بے حصص راحت) ملنے کیواسطے ست گرو کی کرپا ہونیکی برابر تیاری کر رکھے ہیں اور سارٹیفکیٹ بھی ہے لیکن جب کرپا ہونیکی ہو جائیگی۔ اسیطرح سب لوگ ہر وقت ست گرو کی کرپا کیلئے تیاری کر رکھیں۔

اوم شانتی

۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۱ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۲ اردی بہشت ۱۳۳۵ف م تتھ تیرش شاک ۱۸۴۸ روز جمعہ بوقت آرتی شب

مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

—(٥)—

اپنے ابہیو کیلئے دویت اور ادویت یہ دو اوستھا ہیں۔
سب دھرموں کا جس میں سماویش ہوتا ہے وہ ویدک دہرم ہے۔
دھرم شبد کی ویا کہیا (وضاحت)

کیوں لکھتے ہو؟ کاغذ خراب کرتے ہو۔ روز روز آپ لوگ تکلیف اُٹھاتے ہو۔ آپ کو ایسا دیکھکر خود بخود کہنا ہوتا ہے۔ یعنی دریا میں بہت سی چیزیں بنتی ہیں۔ اس میں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بُری بھی۔ دریا کس کو کہا جاتا ہے؟ اُس کو جس میں اچھے بُرے کا سب سنگرہ (اجتماع) ہے۔ خالی اچھے کا بھی نہیں بُرے کا بھی نہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے ایشور کا سنکیت (قدرت) ہی ایسا ہے۔ کیسا؟ یہ بہت اچھی طرح بچار (غور) کرنے کے لائق ہے۔ اول ایک۔ بیچ میں دو پھر آخر ایک۔ ایسی ایشور کی رچنا (ترتیب عالم) ہے جو اول ہے وہ اپنی حالت ابتدائی میں ہے پرنتو (لیکن) ایک ہے۔ کیا ہے؟ کیسی ہے؟ اس کی کیا حالت رہتی ہے؟ اس کو معلوم نہیں ہوتی۔ ایک ہی ایک ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ تو پھر اپنی حالت اپنے کو پتہ معلوم ہونے کے واسطے کہ وہ سکھ کی یا دکھ کی ہے نہیں جانی جاتی وہی وہ ہے اس واسطے اپنی حالت کو نہیں سمجھ سکتا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو پھر اس میں کس کی پیدائش ہو رہی ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا اس اوستھا (حالت) کی پیدائش ہو گئی۔ جب پیدائش ہے تو پیدا ہونے والی چیز کو پرمان (حد) لگ گیا۔ اس اوستھا کا جب خلاص ہونے کا (ختم ہونے کا) وقت آ گیا تو اس وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

اپنے انبھو کیلئے دویت اور ادویت یہ دو اوستھا ہیں

یہ اوستھا جب بھر آگئی اسطرح کی اُلٹ سلٹ (اُلٹی سیدھی) دو اوستھائیں (حالتیں) شروع سے پیدا ہو گئی ہیں۔ اسیموافق اچھا برا سکھ دُکھ (راحت تکلیف) اندھیرا اُجیالا استری (عورت) پرش (مرد) جڑ (بیجان) چیتن (جاندار) وغیرہ وغیرہ یہ دویت (دوئی) پیدا ہو گیا اور وہ سب دویت ایک سے ایک اُلٹا سلٹا (سیدھا) ہی ایسا دوپن کا ہیکے واسطے؟ تو اول کا وہی وہ جو ہی اسکو کچھ اپنی حالت معلوم نہیں ہوتی ہی معلوم ہونیکے واسطے اپنے سے دویت (دوئی) کی ریت (طریق) سے اُلٹا ہو گیا وہ دوسے وہ اپنی اپنی حالت کو سمجھ لینا جیسے دو دوپن تو دو دو کے اُلٹے سلٹے (سیدھے) آخر میں جب دوپن (دوئی) چھوٹکر ایک ہی ہو جائے تو سمجھ لینا کہ پہلے اور اول جیسا وہ تھا ویسا آخر میں بھی وہی کا وہی ہو گیا۔ فرق اتنا ہی ہے اول کا جو وہی وہ ہے اُس کو اپنے رہنے کا کسطرح کا انوبھو (مشاہدہ) نہیں ہے۔ اور آخر کا جو وہی ہو گیا ہے اُس نے بیچ کا اُلٹے سلٹے (سیدھے) ریت (طریق) سے دوپن دوئی کا انوبھو (مشاہدہ) لیکر پھر ادویت ریت (طریق یکتائی) سے ایک وہی وہ ہو گیا۔ وہی خود اپنی اول کی ایک کی اوستھا (حالت) ہے اُس کا انوبھو (علم ذات) لینے کا ادھکاری (اہل) ہوتا ہے انوبھو لینا اور اول میں مل جاتا بھی ہے۔ اول اور آخر میں بھی وہ دو رہے نہیں۔ وہ تو سنکشیپ (اختصار) سے میں نے کہا ہی اسکا وستار (تصریح) کریں تو بہت ہو سکتا ہے۔

کسی صاحب نے سوال کیا "ویدک دھرم کسکو کہتے ہیں؟"

اسپر سری بابا مہاراج نے فرمایا کہ

سب دھرموں کا جسمیں سماویش ہوتا ہے وہ ویدک دھرم ہے

"جتنے کچھ دھرم ہونگے اُن سب دھرموں کا جس میں سماویش (سمائی) ہو جائے ایسا جو ایک ہی ایک دھرم ہے اُس کو ویدک دھرم کہو۔ جیسے سب طرح کی چیزوں کی

کوئی دوکان ہے یعنی جس میں اور کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ ایسی ایک شاپ (دوکان) ہے۔ اس میں جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ اُن اُن چیزوں کو لیکر اپنی اپنی چیز کے موافق وہی چیز والے بنگئے جیسے کہ اُس بڑی شاپ سے درزی کا جو سامان مشین دھاگا سوئی وغیرہ لیکر کوئی ویوہار (کام) کرے تو وہ درزی ہو گیا۔ اسیطرح بڑھئی (نجار) کی چیزیں اسی دوکان سے لیکر الگ ہوکر وہ دھندا کرنے والا بڑھئی ہوگیا۔ اسی دوکان سے کچھ دھان لیکر غلہ کی دوکان لگانے والا بنیا ہوگیا۔ اسیطرح ایک ہی ٹھکانے پر سے اور اور چیزیں لیکر اُن چیزوں کے موافق نام رکھکر وہی بن جاتا ہے۔ جیسا افیون والا۔ گانجے والا۔ دوا والا وغیرہ وغیرہ۔ وہ سب چیزیں ایک ہی ٹھکانے سے لیکر الگ ہوگیا اور اپنا اپنا نام الگ کر لیا۔ اسی طرح پر ویدک دہرم میں کوئی دہرم نہیں ہے ایسا مت کہو اس میں سے ہی جسکی جیسی خواہش ہوئی اس دہرم کی حالت لیکر وہ اپنے اپنے سوتنتر (خود مختار) دہرم والے بنگئے اور ہمارا دہرم سوتنتر (خود مختار) آزاد ہے۔ ایسا ابھمان (غرور) کرکے ہی دہرم کے ابھمانی بنگئے۔ ویدک دہرم میں جتنے تم دہرم کہو۔ اسلامی دہرم۔ پارسی دہرم۔ مان دہاری دہرم۔ جینی دہرم۔ کرشچین دہرم وغیرہ وغیرہ ان سب کا سماویش (سمائی) ہے۔ ویدک دہرم کہا جائے تو سب دہرم کہنے کے موافق ہوجاتا ہے جیسا منشیہ (انسان) کہلایا جاتا ہے تو اس میں ایک ہی آدمی کو لینا ایسا تھوڑا ہی ہے اور اور طرح کے آدمی بھی ایک منشیہ شبد (لفظ انسان) کہنے سے چلے آتے ہیں اسیطرح پشو (جانور) بولیں تو جتنے چار پاؤں والے ہیں اُن کا اُس میں سماویش ہو جاتا ہے۔ پشو (جانور) کہیں تو کچھ اُس میں فلاں جانور آیا اور فلاں نہیں آیا ایسا تھوڑا ہی ہے۔ ویدک دہرم ایسا ہی ہے۔ تو سب کچھ دہرم اسمیں چلے آتے ہیں۔ ویدک دہرم میں سب کچھ چلا آتا ہے۔ ایسا کیوں؟ اسواسطے ہم

سب دھرم کا سادھارن (سمائی) جس میں ہے ایسے ویدک دھرم کو ویدک ہی نام سارتھک (پر معنی) دیا گیا ہے۔ ویدک دھرم میں ویدک شبد (لفظ) جو ہے اُس کا ارتھ (معنی) برابر ہو جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ سب دھرم اُسی میں کے ہیں۔

دھرم شبد کی ویاکھیا (وضاحت)

دھرم کیا ہے؟ جس اوستھا (حالت) میں خود ہیں اُس اوستھا کے گُن (خواص) برابر رہیں تو اُس کا نام دھرم ہے جیسے (آگ) اگنی جو ہے اُس میں آتما ہے لیکن وہ آتما اگنی کی اوستھا (حالت) میں آگیا اگنی کی اوستھا اگنی کے گُن پر جو رہے تو ایسا سمجھو کہ دھرم پر ہے۔ اگنی کے گُن (خواص) کون سے؟ جلانے کے گُن اگنی میں ہیں ویسے ہی پانی وغیرہ کے گُن سمجھو۔ گن دھرم (خواص) یعنی کیا؟ جو انو بھو لینے کے لائق پانی یا اگنی کا گُن ہو جیسے ٹھنڈا گرم وغیرہ وغیرہ اس کا گُن ہو گیا۔ گُن کے موافق وہ چیز اور اُس چیز کے موافق آتما کی حالت ہے تو سمجھنا کہ وہ دھرم پر ہے۔ اگر وہ گُن (خواص) کم رہیں تو سمجھنا کہ فلاں چیز نے بیفائدہ گُن بتلایا ہے جیسے اگنی ہو کر جلانے کا کام نہ کرے اور دیکھنے میں اگنی نظر آوے تو اُس نے اپنا دھرم بدل دیا ایسا سمجھو۔

اوم شبہم

۲۷ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۲ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۳ اردی بہشت ۱۳۳۵ف م تتھہ چودس شاک ۱۸۴۸ روز شنبہ بوقت آرتی دوپہر بمقام محمود باغ بیسگم پیٹھ

رام بنا مسلمانوں کو بھی چھٹکارا نہیں اور اللہ بنا ہندوؤں کو۔

ایک دو شبد (باتیں) لینا ہو تو لیلو۔ زیادہ بات کرنے میں کیا دھرا ہے۔ لینے والے ایک دو شبد ہیں سے لیتے ہیں۔ نہیں لینے والے کو واگن کے واگن (ڈبے مال کے) کہیں تو کیا فائدہ۔ آج طبیعت بھی اچھی نہیں ہے۔ تابوت (تعزیئے) یعنی محرم کے دن گئے کیا؟ میں نے سُنا ہو کہ یہاں کے تابوت اچھے ہوتے ہیں۔ سب ہندو لوگ تابوت دیکھنے کیواسطے جاتے ہونگے۔ تمہارے گنپتی جی (گنیش جی) کیواسطے کیا وہ لوگ آتے ہیں؟ کسی نے عرض کیا "نہیں آتے"۔

یہ سُنکر سری بابا نے فرمایا "دیکھو کسطرح اپنے کو اُن کی غرض پڑتی ہے اس کے سوائے علاج نہیں"۔ اور لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر فرمائے۔ میں سلام کرتا جاتا ہوں سلام یعنی کیا۔ رام کے سماں (موافق) سلام میں "لا" کی جگہ "را" کہو تو "رام" یعنی رام کے موافق ہوتا ہے۔ ان کو بھی رام کہنے کے بغیر چھٹکارا نہیں اور رام بولے بنا اُن کا کام بھی نہیں بنتا۔ پرنتو (لیکن) اتنا ہے کہ تمہارا اور تمہارے دھرم کا اور رام کا تمہاری رہبت (طریق) سے مان رکھنے (تعظیم کرنے) کے لئے ہی ہے۔

رام بنا مسلمانوں کو بھی چھٹکارا نہیں۔ اور اللہ بنا ہندوؤں کو۔	اسی واسطے وہ لوگ ہر وقت رام رام کہتے ہیں لیکن تمہارا بازو (پہلو) قائم رکھنے کے واسطے تمہاری سمجھ میں نہیں آتا اس ترکیب سے "را" کی جگہ "لا" بولکر وہ ہمیشہ رام رام کہہ رہے ہیں۔

اور اُن کا دہرم ہی رام دہرم ہے وہ اُن کے دہرم کے نام پر سے ہی معلوم ہوتا ہے ایک دو روز پہلے اس کی صراحت آگے کے اُپدیش میں ہو چکی ہے۔ جیسا اسلام کا نام ہی خود بتا دیتا ہے کہ وہ دہرم یعنی مسلمان دہرم رام دہرم ہے یعنی اس دہرم کو رام دہرم ہی سمجھو۔ تم تو سال بھر میں ایک دفعہ تابوت کے پاس جاتے ہو گے لیکن وہ تو دن بھر میں جو کوئی مل جائے اُس کو سلام ہی کرتے ہیں۔ تو یعنی ساتھ اُس کو بھی رام کے ساتھ سمجھتے اور آپ ہی رام کے ساتھ ہیں یہ بتا دیتے ہیں یہ ان سے ہر وقت ہوتا رہتا ہے اس پر سے تم لوگ سمجھ لو کہ تمہارے سے انکی مہما (عظمت) بڑی ہے۔ وہ کیسے؟ دیکھو تم لوگوں کا ہندو دہرم کی ریت (طریق) سے رام کا ہر وقت دہیان کرتے جپ کرتے۔ رام رام ہمیشہ سے کہتے جانا یہ کرتویہ (فرض) ہے۔ ایسا تمہارا دہرم ہو کر بھی رام رام کہنے سے تم کو کنٹالا (بیزار) ہوتا ہے۔ اسلامی دہرم رام رام کہنے کی وجہ سے تمہارے دیو کو ہر وقت مان (عزت) دینے کے لیے ہی ہم رام کیسا تھ ہیں۔ اور ہمارے سامنے جو کھڑا ہوا ہے وہ بھی رام ہے ایسا آپس میں معلوم ہونے کے واسطے سلام سلام یعنی رام رام بولتے ہیں۔ ان کو دیکھکر تو بھی تم لوگوں کو شرم آنی چاہیئے۔ اور رام رام ہر وقت کہتے رہنے کا خیال ہونا چاہیئے۔ اس واسطے ہم بھی اب تم لوگوں کو سلام کر کے چلے جاتے ہیں یعنی تم بھی سب رام روپ ہیں۔ ایسا سمجھکر چلے جاتے ہیں اور تم بھی اپنے اپنے ٹھکانے پر رام رام کہتے چلے جاؤ۔

اوم شانتی

۲۷ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۲ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۳ اردی بہشت ۱۳۳۵ ف م تتھ چودس شاک ۱۸۴۸ روز شنبہ بوقت آرتی ستپ نتام محمود باغ بیگم پیٹھ

(۵)

پانچ منٹ۔

عالیجناب سر دھارا جہ بہادر یمین السلطنت بہادر کیطرف مخاطب ہوکر سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ میرے ہردے میں تمہارے بچوں کی یاد آگئی تھی وہ آگئے خوشی ہوئی زیادہ نہیں بیٹھنا۔ پانچ منٹ بیٹھنا۔

پانچ منٹ پانچ منٹ بیٹھنا بہت ضروری ہے۔ زیادہ بیٹھنا ہوتو بیٹھو پرنتو (لیکن) پانچ منٹ سے کم نہیں بیٹھنا۔ انگریزی سرکار بھگوان روپ ہے۔ انھوں نے کچھ کال (وقت) کو منٹ کہا ہے۔ اچھا اسکا ارتھ (معنی) کر لینگے۔ کال تو ہے ہی۔ کال (وقت) کو پانچ منٹ، می نیٹ کرکے بیٹھ جاؤ۔ اس میں پانچ می۔ نیٹ ایسے تین شبد (لفظ) ہوگئے۔ اس کا ارتھ (معنی) کیا۔ می کسکو کہتے ہیں تو جیسا ہیں یعنی اہنکار۔ اس می کو نیٹ کرکر بیٹھ جاؤ۔ نیٹ یعنی سیدھا تو اہنکار کو نیٹ کرکر بیٹھ جاؤ۔ کس کے سادھن (ذریعہ) سے؟ تو پانچ منٹوں (عناصر) کا جو پنڈ (جسم) ہے اُس کے سادھن سے۔ می کو یعنی اہنکار کو نیٹ کرکر بیٹھ جاؤ۔ اہنکار میں اچھے بُرے بچار (خیالات) ہونگے۔ نیٹ کا ارتھ (مطلب) سمجھ گئے کہ نہیں؟ خراب بچار ہوتو نیٹ نہیں ہو سکتا۔ علاحدہ علاحدہ ہوگیا کاہے کو؟ کہ می یعنی اہنکار میں سب اچھا اور بُرا رہتا ہے۔ جب می سیدھا ہوتو سب کچھ ہو سکتا ہے اور سب اچھا ہے۔ اپنا می سیدھا اور ٹیڑھا ہے یہ کسطرح سمجھنا۔ پانچ سے جو اپنا می ہے اُس سے سیدھے اور ٹیڑھے کی حالت معلوم ہو جاتی ہے۔

پانچ یعنی پانچ کا جو پنڈ (گولا یا جسم) ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ کے سادھن سے اپنے می کو یعنی اہنکار کو سیدھا کرکے بیٹھو بس ہوگیا۔ زیادہ ہے کیا۔؟ پانچ منٹ کی بات پانچ منٹ تک رہونا۔ زیادہ کا ہیکو۔ پانچ منٹ کہا تو می نیٹ لیا جھٹ فوراً دھیان (خیال) میں آتا ہے۔ بات ٹھیک سمجھ میں آئی یا نہیں۔؟

پنڈت وامن نایک صاحب نے کہا بہت اچھی طرح سمجھ میں آئی۔

می کا نام اہنکار وہ نیٹ ہے کہ ٹیڑھا۔ تمہارا می کیسا ہے؟۔ یہ سمجھو وہ می کو آدھار (سہارا) کس کا ہے۔ پانچوں کا ہے۔ پانچ میں وہ ٹھہرتا ہے۔ پانچ کے سوا اور تو کچھ نہیں۔ پانچ کون سے؟ آکاش (خلا) وایو (ہوا) اگنی (آگ) جل (پانی) اور پرتھوی (زمین) یہ پانچ ہوگئے۔ اس پانچ کا پنڈ رہتا ہے اس کو ہر وقت نیٹ رکھنا۔ دوسرا کیا ہے۔ کم از کم پانچ منٹ تو بھی نیٹ رکھو۔

اوم شانتیہم

---

۲۸ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۳ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۴ آذر دی ۱۳۳۵ف م چیت شدھ پورنم شکا ۱۸۴۸ روز یکشنبہ
مقام محمود باغ بیگم پیٹھ

جس کو اچھا برا سمجھ میں نہیں آتا وہ الیشوری حالت میں ہے ایسا سمجھنا۔ مہاتما کی (حالت) اوستھا بال امت پشاچ وت رہتی ہے۔ پرماتما بھگت کی کسوٹی لیے بنا کر پا کرتا نہیں۔ باپ بھی بابا نہیں بنتا اور بچے کو بھی نہیں بتاتا۔

بابا فرمائے بال گوپال بیٹھے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو رہتے ہیں اُن کو بال گوپال کہنے کی دھواٹ (قاعدہ) ہے۔ بال گوپال کی مہما (عظمت) بڑی بھاری ہے۔

جنکو اچھا بُرا سمجھ میں نہیں آتا وہ ایشوری حالت میں ہی ایسا سمجھو

کرشن جی کے اوتار میں بال گوپال کی مہما شاستر پران میں بڑی لکھی ہے۔ بال گوپال اوستھا (حالت) کو پرمیشور کی اوستھا میں جانے کا ادھیکار (اہلیت) رہتا ہے۔ بال یعنی چھوٹا۔ چھوٹے کے معنی عمر سے چھوٹا ایسا نہیں عمر میں کہو تو کچھ حرکت (مضائقہ) نہیں کہیں اچھا اور بُرا جو نہیں سمجھتا اُس کا ہی نام بال۔ اچھا اور بُرا جس کو معلوم نہیں ہوتا اسیطرح سے بھی اس کے شریر (جسم) کا دیوہار (کاروبار) ہوتا رہتا ہے۔ گو کسکا نام ہے۔ شریر کے اویو ور اندری (اعضاء) تو سب اندری (اعضا) کا ایک ٹھکانے پر جو جماؤ ہے اس کا نام شریر (جسم) ہے اس کو شاستر میں گو بھی کہتے ہیں۔ اچھا بُرا نہیں سمجھنے والا اور اسی حالت میں اپنے شریر (جسم) کو پالن (پرورش) کرنے والا جو ہے اُس کو بھی سمجھو ایشور کی حالت میں ہے۔ یہ بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کو اچھا بُرا معلوم نہیں پڑتا۔ اسطرح اپنے شریر (جسم) سے ویوہار (کاروبار) کرتا ہے۔ جب اپنے شریر (جسم) میں جو پورے پرمان (حد) سے جیو رہتا ہے اُس وقت اچھا بُرا اس کو معلوم ہو جائے تو ایشور کی حالت کم ہو جاتی یا رہتی ہی نہیں۔

بچپن میں جیو کو جیوپن نہیں رہتا۔ پھر وہی جیو شریر (جسم) جیسا جیسا بڑھتا ہے ویسا جیوپن کی حالت میں بڑھتا ہے اور جیسا جیسا جیو بڑھتا ہے تو پھر وہ شریر (جسم) اچھی طرح رہے ایسی کھٹ پٹ (کوشش) کرتا ہے جو کچھ ہے وہ شریر (جسم) ہی ہے ایسا مانتے ہیں اور بچپن میں اس سے الٹا یعنی شریر (جسم) اپنا ہے یا نہیں۔ یہ تک معلوم نہیں ہوتا۔

عالیجاب سر مہاراجہ بہادر نے عرض کیا کہ "بعض لوگ کہتے ہیں کہ مہاتماؤں کی

اوستھا (حالت) بال (بچے) کے سمان (مانند) ہو جاتی ہے" تو سری باپا نے جواب میں فرمایا۔ بال کے سمان (مسناوی) یعنی جیسا میں نے ابھی کہا ہے بچپن میں جیو کو چنتا رہت (بغیر) اوستھا رہ کر شریر (جسم) پر جیسا اس کا خیال نہیں رہتا اسیطرح مہاتما کی حالت بنتے وقت ہوتی ہے۔ اور امنت (مست) سمان ہی ہو جاتی ہے۔

مہاتما کی اوستھا بال امنت پشاچ وت رہتی ہے۔

امنت جیسے بہت دارو (شراب) پیتا ہے اور اپنے شریر (جسم) کے بھان (خیال) پر نہیں رہتا۔ جیسا دل میں آئے ویسا رہتا ہے۔ ستانہ جیسے بہت دن تک ایک گھوڑا باندھکر رکھا اور اس کو اچھی طرح دانہ وغیرہ دیتا رہا اور وہ ایک دفعہ چھوٹے تو جسطرح مستی کرتا ہے اور کسیکی پرواہ نہیں کرتا اسیطرح مہاتما بھی امنت اوستھا میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا پھر وہ پشاچ وت بھی رہتا ہے۔ پشاچ وت کیسا رہتا ہے؟ یہ مرتیو (موت) کے بعد جیو کی حالت جیسی ہوتی ہے۔ اس کو کوئی کوئی بھوت پشاچ وغیرہ کہتے ہیں۔ کسی کے شریر (جسم) میں اسکا پرویش (داخلہ) ہو جاتا ہے تو کوئی لوگ کہتے ہیں اسکو پشاچ (بھوت) لگ گیا ہے۔ ایسے پشاچ کے موافق ڈر پیدا کرنے والی ہی اوستھا (حالت) مہاتما لوگوں کی بنتے وقت ہوتی ہے۔ ایسے مہاتماؤں کے بنتے وقت جو حالت رہتی ہے ویسی ان کی کٹھن (نازک و مشکل) حالت میں جو اُن کے واسطے کشٹ اور تکلیف اُٹھا کر اُن کو سنبھالتے ہیں ان کا ہی بہت کلیان (بھلا) ہو جاتا ہے۔ وہ حالت آگے چلکر ہر وقت نہیں رہتی جسطرح بچہ جنم (پیدائش) میں آتا ہے تو اُس کی ہی تین اوستھائیں (حالتیں) رہتی ہیں۔ ایک بال پن (بچپن) ایک ترن پن (جوانی) اور ایک ورده پن (بوڑھاپا)۔ اسی موافق جب آدمی کا جیو پیچھے پلٹتا ہے تو پیچھے کی تین اوستھائیں بھی اُس کو آتی ہیں۔ بال۔ امنت اور پشاچ۔ کیوں؟ آدمی سے بنتی ہوئے اور دنیا کے باہر جانے والے جیو کی بھی

ویسی ہی تین اوستھا (حالت) ہو جاتی ہیں۔

ایسی دونوں طرف تین تین اوستھائیں اور پلٹے ہوئے جیو کو مرتیو (موت) جب آتا ہے مرتیو کس کو کہیں شریر (جسم) کے مرتیو (موت) کو نہیں جیو کے مرتیو (موت) کو۔ ایشور کی یا سدگورو کی کرپا (فضل) ہو جاوے تو یہ حالت ہو جاتی ہے۔ بہت ابھیاس (شغل یا ریاضت) کیا بھی تو کیا۔ جیسے مٹی کا پتلا ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اس پتلے کو مٹی سے الگ کرو تو کسطرح ہو سکیگا۔ مٹی کا بنا ہوا پتلا تو رکھنا لیکن پتلے کی مٹی نکال ڈالنا یہ کسطرح ہو سکتا ہے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح آدمی جس کا نردیہہ (جسم انسانی) بنا ہے وہ مٹی اور پتلا مٹی کو چھوڑتا نہیں اور جیسا مٹی پتلے کو چھوڑتی نہیں اسیطرح شریر (جسم) اور جیو ایک دوسرے کو نہیں چھوڑتے۔ ایسا جو کوئی سمجھے تو ایسا نہیں سمجھنا کیوں؟ تو مٹی پتلا بنتے وقت خالی جڑ وستو کا ہی پتلا بنا ہے اُس میں چیتن وستو (متحرک) نہیں ہے اور آدمی کا پتلا جو بنا ہے وہ جڑ اور چیتن دونوں سے بنا ہے۔ تو چیتن روپ جیو اور مٹی کے موافق جڑ روپ شریر۔

بعض لوگ کہتے ہونگے کہ اوپر کہی ہوئی بات کے موافق مٹی کے پتلے کی حالت کیطرح آدمی کا شریر (جسم) اور جیو ایک دوسرے کو چھوڑتے نہیں اور کبھی اُس میں ایک چھوٹ گیا تو دوسرا بھی چھوٹ جاتا ہے اور پھر جنم وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ ایسا سمجھنے والوں کی سمجھ اور عقل بھی اتنی ہی ہے اس سے آگے چل نہیں سکتی۔ ویوہار (کاروبار) میں مرتیو (موت) شریر (جسم) کا ہوتا ہے اور چیتن جیو اپنے کرم (اعمال) سے شریر (جسم) لینے کے واسطے پھر اور شریر (جسم) ڈھونڈھتا ہے۔ اور پلٹے ہوئے جیو کا جو ایشور کیطرف جانے والا ہے شریر (جسم) نہیں مرتا جیو مر جاتا ہے اور ایشور سروپ میں چلا جاتا ہے۔ کیا وہ آدمی کا جو پتلا بنا ہے وہ اپنے شریر (جسم) کو چھوڑتا نہیں اور جیو اسکو چھوڑتا نہیں۔ ایک دوسرے کو نہیں چھوڑتے لیکن جب تک چھوڑتے نہیں

تب تک ایشور کا گیان نہیں ہوتا۔

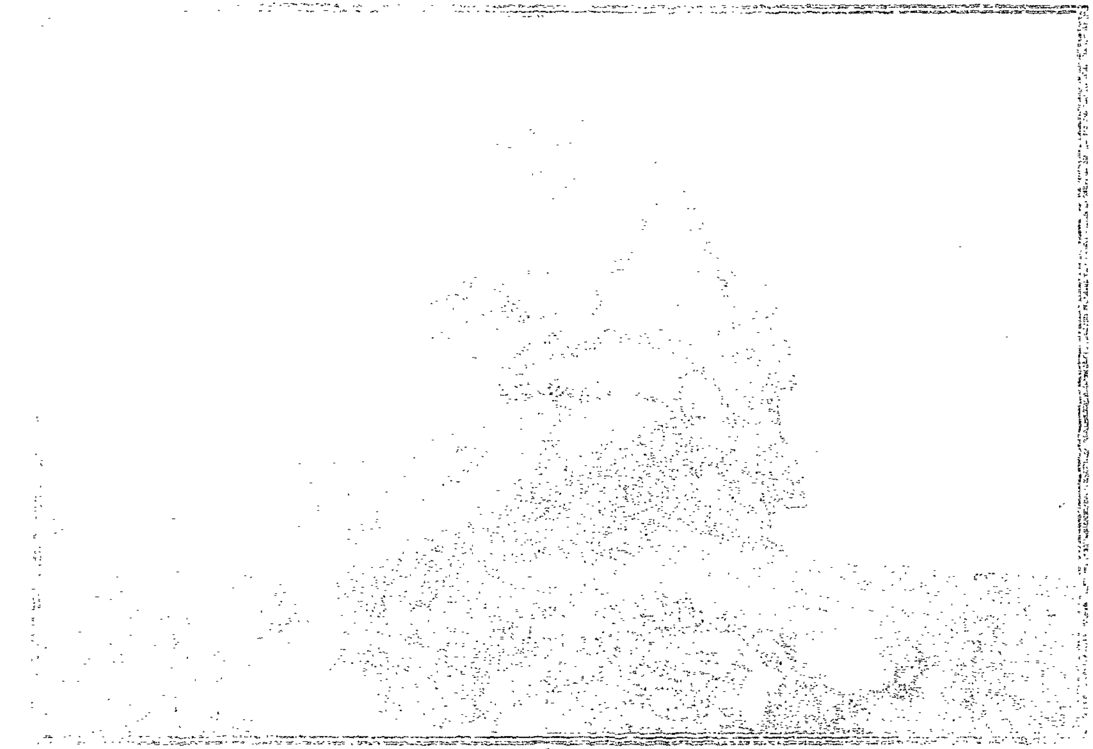
مٹی کے پُتلے کے سماں (مانند) آدمی کا پُتلا ہے۔ اگر مٹی کے بنے ہوئے ہوتے تو پھر اپنے اپنے گھر میں جتنے چاہتے اپنے مٹی کے بھی بچے بنا لیتے۔ اور مٹی کی طرح وہیں کے وہیں جڑ روپ (غیر متحرک) کے سماں پڑے رہتے۔ مٹی کے بنے ہوئے پُتلے میں آدمی کے موافق ہلنا۔ چلنا۔ بولنا۔ ویوہار (کاروبار) کرنا وغیرہ بھی آجاتا لیکن مٹی کے سماں (طرح) آدمی کی حالت نہیں ہے وہ شریر (جسم) سے جیسے مٹی اور پُتلے کا آکار الگ نہیں ہو سکتا ایسی حالت نہیں وہ شریر اور شریر کو دھارن کرنے والا الگ ہو سکتا ہے۔ یہ بچپن کی جو اوستھا (حالت) ہے اس پر سے معلوم ہوتا ہے۔

بچپن میں پہلے شریر کا بھان نہیں رہتا۔ تھوڑا انش (حصہ) رہتا ہے۔ دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) وہ شریر (جسم) کے بھان (خیال) پر کچھ دن سے چلا آتا ہے۔ جیسا (شریر (جسم) بڑا ہو جاتا ہے پھر بچپن کی حالت بالکل معلوم نہیں رہتی۔ بڑے شریر میں جو آتما ہے وہ پھر بچپن کے موافق ہو سکتا ہے۔ شریر (جسم) جیسا کا ویسا جیو بچپن کے موافق ہو جاتا ہے اور جیو بچپن کے موافق ہوتے ہوتے پار نکل بھی جاتا ہے اور اپنے شریر کو الگ ہو کر بھی دیکھتا ہے۔ کوئی یہ کہے کہ جب شریر کو دیکھتا ہے تو کیا اُس کو گیان رہتا ہے۔؟ تو پہلے شریر میں رہکر جو جو دنیا کا انوبھو (مشاہدہ) لیا تھا وہ انوبھو شریر (جسم) چھوٹنے پر بھی نہیں جاتا۔ اُسی انوبھو پر سے اپنے شریر (جسم) کو اور سب دنیا کی حالت کو جانتا (دیکھتا) ہے۔ شریر (جسم) کی دو آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ نہیں بلکہ جانتا ہے ایسا سمجھو۔ ایسی حالت سب کی نہیں ہوتی کسی کسی کی ہوتی ہے جو پریتن (کوشش) کرے اُسی کی ہو سکتی ہے اس کو آکار (صورت) نہیں رہتا۔ شریر (جسم) نہیں رہتا۔ پرنتو (لیکن) جب شریر (جسم) تھا اُس وقت شریر سے جو کچھ کریا (اعمال) کی ہوگی وہ سب خیال میں رہتی ہے اور اُس میں یہ بھی

سامرتھ (قوت) ہے کہ دوسرے دیہہ (جسم) میں چلا جائے اور وہ جو اپنا شریر رہکر پلٹا ہوا اور پلٹ کر اپنے شریر (جسم) کو الگ دیکھتا ہے اور کسی ما کے پیٹ میں گئے بغیر یعنی گربھ دھارن (حمل) کیئے بغیر ہی شریر (جسم) میں رہسکتا ہے ایسا ہی ہے کہ کسی کے شریر (جسم) میں رہکر اپنی مرضی کے موافق آپ ہی شریر (جسم) بنا کر رہتا ہے اور اُسمیں رہکر دنیا میں چلتا پھرتا ہے۔ اس موقع پر ایک بلّی آکر سب لوگوں کے بیچ سے نکل گئی۔ تو سری بابا نے فرمایا جیسے ابھی بلّی گئی تو وہ بلی کا ہی روپ لیکر پھرتا ہے۔ وہ بلی کسی ماں باپ کے پیٹ سے بنکر نہیں نکلی وہ خود دھارن (اختیار) کرلیتا ہو وہ بلی کہو یا کُتا۔ گدھا سور آدمی یا کوئی استری جاتی (عورت) یا کوئی چیز کہو اسکا آکار (صورت شکل) لیکر وہ دنیا میں پھرتا ہے۔ پھر دنیا اُس کو کسطرح پہچانیگی۔ وہ آپ کے پاس بیٹھ ہی جاوے گا بات چیت ہی کریگا تو پھر کب معلوم ہوگا کہ وہ ایشور یا مہاتما ہے یا سادھارن (معمولی) آدمی ہے؟ وہی کسی طرح سے اپنی پہچانت (شناخت) دینے کے واسطے خود آتا ہو۔

پرماتما بھگت کی کسوٹی لیئے بنا کرپا کرتا نہیں۔

وہ بھگت (عاشقوں) لوگوں پر کرپا (فضل) کرنے اور اُس کے پریکشا (امتحان) اور حالت دیکھنے کے واسطے آتا ہے کسی روپ (شکل) سے جاکر وہ بھگت (عاشق) کو آزماتا ہے کہ آیا وہ ڈرتا ہے کیا پریم (محبت) کرتا ہے یا نکال دیتا ہے۔ سمجھو کہ کوئی ایک آدمی بھکاری کا روپ (صورت) لیکر آیا ہے۔ وہ پہلے ہی بھکاری ہے اور اُس میں پرویش (داخل ہوکر) کرکے آیا ہے یا خود ہی بھکاری کا روپ لیکر آیا ہے وہ ایسا روپ لیکر اپنے بھگت کے گھر جاتا ہے۔ کرپا کرتا ہی ہے تو جیسے گھر کی جیسی حالت ہوگی اُس حالت میں ہی وہ کرپا کرتا ہے۔ سمجھ لو کہ وہ بھکاری کا روپ لیکر بھکشا (بھیک) مانگنے کے واسطے چلا گیا اور گھر کے مالک نے اُسکو نکال دیا تھوڑی دیر کے لیئے ایسا سمجھو۔ میں نے کہا نا ہے کہ وہ جسطرح کا جیسا بھی ہو



[illegible] महाराज, [illegible]

وہ کریا کریگا اُس نے نکال دیا تو کیا ہوا۔ اُس کی آئیندہ اور پچھلی حالت کوئی اچھی ہوگی اس واسطے بھگوان اُس کے گھر چلا آیا ہے۔ بھگوان کو نکال دیا تو کریا نہیں کرتا ایسا بھی نہیں اور نہ نکال دیا تو کریا کرتا ہے ایسا بھی نہیں۔ نکال دینا اور نہ نکال دینا یہ دو حالتیں بھگوان کو ایک ہی ہیں۔ وہ تو بھگوان ہی ہے۔ وہ جو پاس بٹھاتا ہے اُس پر بھی کریا کرتا ہے اور جو نکال دیتا ہے اُس پر بھی کریا کرتا ہے۔ کرتا ہو تو پرنتو (لیکن) جس پر کریا کرتا ہے وہ اُس کو پہچانے بغیر کریا سمپادن (حاصل) ہوگی ایسا اُس کو معلوم نہیں ہوتا۔

سبھو گھر والے نے اُس کو نکال دیا۔ جاؤ ہم تم کو بھیک نہیں دیتے۔ اور اسطرح دونوں کے کچھ سوال و جواب ہو جائیں اور مالک غصہ میں آکر نکال دیتا ہے اور گالیاں دیتا ہے وہ بھگوان ہی ہے۔ اچھا بھئی ہماری تقدیر یا تمہاری تقدیر کہکر وہ چار قدم پیچھے ہٹ جاتا ہے اور گپت (غائب) ہو جاتا ہے۔ وہ آکار (صورت) ہی لیا تھا۔ وہ کچھ ماں باپ کے پیٹ کا شریر (جسم) تھوڑا ہی تھا۔ دیکھتے دیکھتے اور شٹ (غائب) ہو جاتا ہے تو سوچتا ہے یہ کیسا ہو گیا۔ کیا ہو گیا۔ یہ تو بڑا چمتکار (کرامت) ہو گیا۔ وہ تو ساکشات (خاص) بھگوان ہوگا۔ میں بڑا پاپی ہوں کہ میرے گھر میں ساکشات پرمیشور کے آنے پر بھی میں مورکھ پن (بیوقوفی) سے اُس کو نکال دیا۔ ایسا اور اور طرح سے کھید (رنج) کر کے افسوس میں پڑا رہتا ہے اور باہر جا کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ لیکن اُس کا پتہ کیسے لگیگا۔ جب سے اُس نے بھکاری کی صورت دیکھی تھی اُس کا ہی دھیان اُسکو رات دن رہتا ہے وہ صورت ایک دم اور شٹ ہونے پر اُس کے دل کو چٹکا (خلش) لگا رہتا ہے اُس کو کھانا پینا بھی نہیں سوجھتا۔ اُسی صورت کا ہر وقت خیال کرتا ہے مجھ سے یہ کیسا گناہ ہو گیا۔ میں نے کس کو نکال دیا وغیرہ وغیرہ۔

کبھی دیوانہ کے موافق بھی اس کی حالت ہو جاتی ہے اُس کو دیوانہ نہیں سمجھنا۔ گھر کے لوگ اُس سے پوچھتے ہیں کہ تم ایسے دیوانہ کی طرح کیوں کر رہے ہو وہ اپنی حالت کسی کو نہیں کہہ سکتا۔ وہ کیا بتا ویگا جبکہ پورا ادا (داخلہ) نہیں دے سکتا اپنے آپ میں ہی غم کھاتا ہے۔ اسطرح اُسکا دل کہیں اور نہیں لگتا۔ اس کی جو کچھ سشریمنتی (دولتمندی یا بڑائی) ہوگی اُس کا جو کچھ بڑا مان ہوگا وہ سب کے رہتے ہوئے بھی خیال نہیں کرتا۔ ہر وقت اُس کی حالت دیکھے ہوئے بھکاری کے موافق اندر ہی اندر بن جاتی ہے یعنی ایک روپ ہو جاتی ہے۔ تو بس ہو گئی کرپا۔ پھر وہ بھکاری سچا بھکاری ٹھوڑا ہی تھا اور بھکاری کا شریر بھی سچا تھوڑا تھا۔ بھکاری کا روپ لیکر آیا تھا اُسکی جو حالت وہی اُس کی حالت۔

ایسی ایک سچی بات (واقعہ) ہو گئی ہے۔ دو چار سو برس ہوئے ہونگے۔ بیدر کے بادشاہ اور داماجی پنت ان دونوں کی کتھا سب پر ظاہر ہی ہے۔ ناٹک والے بھی اس کا کھیل دکھاتے ہیں وہ کتھا بہت اچھی ہے۔ راجہ سے رنک (بھکاری) تک سب لوگوں کو اپدیش (سبق) لینے کے لائق ہے۔ وہ کتھا وستار (صراحت) سے کہنے کی ضرورت نہیں سب کو معلوم ہی ہے۔ جس کو نہیں معلوم وہ سُن لو اس کتھا کا اخیر کا سار۔ اونش (خلاصہ) کہہ دیا تو ہو جاتا ہے۔ داماجی پنت کا بیدر کے بادشاہ پر کرپا ہونے کا وقت آیا تھا اور وہ بادشاہ کو پہچان (شناخت) دینے کے واسطے بھی داماجی پنت کا پرمیشور بادشاہ کے سامنے دھیڑ کا روپ لیکر چلا آیا تو کا سیکے واسطے آیا وغیرہ۔ وہ کتھا تو سب کو معلوم ہی ہے۔ دھیڑ کو بادشاہ دیکھتے ہی دیکھتے دھیڑ گپت (غائب) ہو گیا۔ اس پر سے بادشاہ کے ہردے (دل) میں بڑا جھٹکا (خلش) لگا۔ اور ہر وقت وہ دھیڑ کا دھیاس (خیال) بادشاہ کو لگ گیا۔ پھر داماجی پنت کی مدد سے ہی وہ دھیڑ کا روپ لیکر آیا ہوا شاکسات پورن پورش ہم پرمیشور کی پراپتی (حصول) ہو کر

بادشاہ اکھنڈ سکھ (راحت ابدی) میں چلا گیا۔ اسپر سے ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسلامی دہرم والا اپنے دہرم سے بہت جیسم اچھی ریت (طریق) سے اگر چلا ہوا ہی تو اُسکو یہ لوک کا راج سکھ بھی ملکر اخیر برہمن دوارہ وہ ایشور روپ ہوجاتا ہی نہ کہ وہ سائیں کی مدد سے اللہ روپ ہوگیا اسطرح سے چلو۔ تو مسلمان کا اور اُسکے دہرم کا سار ٹھک ہوگیا ایسا سمجھو۔ اور کبیر بھی ایسے ہی برہمن کے دوار سے برہم روپ ہوگیا۔

داماجی پنت اور بیدر کا بادشاہ یہ دو نہیں سمجھنا وہ اول ایک ہی تھے وہ اپنی اپنی خاص اول کی حالت معلوم ہونے کے واسطے اور وہاں کے اکھنڈ سکھ (راحت ابدی) کی پراپتی (حصول) کے لیے داماجی پنت برہمن کے روپ سے اور بیدر کے بادشاہ مسلمان کے روپ سے ادویت (واحد) ہوکر چلے آئے اور دویت (دوئی) ہیں میں داماجی پنت نے اپنے برہمن پن سے بہت پنیہ (ثواب) بڑھایا۔ وہ برہمن کے پنیہ (نیکی) سے بیدر کا بادشاہ پرمیشور روپ ہوکر اپنا اول کا اللہ روپ دیکھ لیا۔ اور بیدر کے بادشاہ سے دہرم اور پنیہ سے داماجی پنت نے اللہ روپ ہوکر اپنے پرمیشور کو دیکھ لیا آخر میں داماجی پنت اور بیدر کا بادشاہ ایک ہوکر اکھنڈ سکھ میں چلے گئے۔ ایسا اول سے الٹا سلٹا (سیدھا) دو ہوکر آخر میں پھر ایک ہوکر اکھنڈ سکھ میں ملجاتے ہیں۔ ایسی انادیکال (لامحدود زمانہ) سے اوستھا (حالت) ہر وقت چلی آرہی ہے اور آگے بھی ویسی چلتی رہیگی۔

رام راون بھی دو نہیں تھے وہ داماجی پنت اور بیدر کے بادشاہ کے موافق ہی تھے۔ راون برہمن تھا اور اُس کی مدد سے رام جو چھتری تھے اول کی حالت میں چلے گئے اور رام کی مدد سے یعنی چھتری کے مدد سے راون جو برہمن تھا وہ بھی اپنی اپنی اول کی حالت میں چلا گیا یعنی آخر میں رام راون ایک ہوکر اپنی اپنی حالت میں چلے گئے۔ راون برہمن ہوکر یہ رام برہم روپ جو چھتری اُسکی مدد سے ہی چلا گیا۔

خاص برہمن کی حالت اس سے کم درجہ کے کم تھے کم دہرم والے اور شانت وسلم کا

اُدہار (نجات) کرنے کے لیئے کام میں آتی ہے۔ پرنتو (لیکن) برہمن کا اودھار (نجات) کرنے کے لیئے کون کام آئیگا؟ برہمن سے جو کوئی کم دہرم یا ذات کا ہوگا اُس میں جو برہمن سے ہی برہم روپ (اوستھا) کی کمی آئی ہوگی اُسی کم درجہ کے دہرم والے سے برہمن کا اُدہار (نجات) ہوجاتا ہے۔ ایسا اناد یکال (لامحدود زمانہ) سے چلا آرہا ہے۔ کم درجہ کے رام چہتری برہم روپ کے ہی مدد سے راون جو برہمن وہ دویت (دوئی) کیحالت چھوڑکر اپنے اکھنڈ سکھ (راحت ابدی) کی حالت میں چلاگیا اور رام چہتری جو وہ اپنا دویت (دوئی) چھوڑکر راون برہمن کی مدد سے ہی اپنی حالت میں چلے گئے۔

اُس وقت ہی رام اوتار کے پہلے پرسرام کے اوتار کے وقت یوں کی اپتتی (پیدائش) ہوئی تھی۔ پرنتو ان کی دہرم سوتنتھا ان کی اپتنی (پیدائش) کے بعد سے قائم ہوئی۔ برہمن کا اُدہار چھتری سے اور چھتری کا اُدہار برہمن سے ایسا پہلے تھا۔ پھر برہمن کے اوتار سے ہی سب چہتریوں کا ناشش ہوگیا تو چھتری لوگوں کا جو جنم ہوا اُس کو ہی یوں کہا جاتا ہے۔ اور ان کی اتپتی برہمن سے ہی ہوگئی ہے اُن کی اتپتی کی شروع کی حالت دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ چہتری کی جگہ پر مسلمان آگئے تو رام راون کے موافق اس زمانہ کے مسلمان کا اُدہار برہم روپ ہوا ہوگا جو برہمن کے بغیر نہیں ہے اور نہ برہمن کا اُدہار برہم روپ ہے مسلمان کے بغیر۔

برہمن اپنے اپنے دہرم سے چلیں اور اُن کو دہرم پر ہر وقت رہنے کیواسطے مسلمان لوگ مدد دیں تو برہمن کے ہنیائی کی جو پونجی ہوتی ہے اُس سے مسلمان لوگ تر جاتے ہیں اور مسلمانوں کے دہرم کی جو ہنیائی کی پونجی ہوگی اُس سے برہمن لوگ ترجاتے ہیں۔ اس کی نسبت زیادہ خلاصہ ایک دوروز کے پہلے کی تاریخ کے مضمون میں ہوا ہے اس میں دیکھ لو۔

اسواسطے ہی اپنے اپنے دہرم پر چلنا بالکل ضروری ہے۔ دونوں طرف کے نتاستر

(مذہبی کتب) بھی یہی کہتے ہیں۔

سارانش (حاصل کلام) برہمن اور برہمن کی پنیائی سے کم درجہ یا ذات یا دہرم والوں کا اس لوک اور پرلوک کے اکھنڈ سکھ میں جانا ہوتا ہے۔ برہمن لوگوں میں برہمن دہرم کی اوستھا (حالت) جسطرح سے بڑہے اور قائم رہ کر پوری ہو جائے۔ ایسی ترکیب سے اور تدبیر سے دہرم والوں کو چلنا ضروری ہے۔ کیونکہ برہمن کے یہاں برہمن دہرم کی جو پنیائی بنی رہیگی وہ برہمن لوگوں کے واسطے نہیں ہیں تو اور سب دہرم والوں کے ہی اس لوک اور پرلوک کے اکھنڈ سکھ کیواسطے ہے۔

باپ بھی بابا نہیں بنتا اور بچے کو بھی نہیں بناتا

برہمن بھی اپنے ٹھکانے پر بڑائی لیکر بیٹھینگے تو اُن کو بھی پرمیشور نہیں ملیگا۔ کیوں؟ جو اپنی پدوی (نشان) بڑی کرنی ہوگی اور جس نے یہ مانا ہوگا کہ وہ بڑا ہے اُس کو پرمیشور کی حالت نظر نہیں آتی۔ پرمیشور کو بڑا کر رکھا ہے۔ وہ بھی بڑا ہے۔ ہم بھی بڑے ہیں ایسا جو کوئی برہمن یا اور کوئی بڑا پن لینے والا کہے تو وہ ایشور کو کیسے دیکھیگا۔ اس واسطے اپنا بڑا پن ہرن کرنے والا (مٹانے والا) اور کوئی بھی چاہیئے اس لیئے پتر کی ضرورت ہے۔ بچہ جب اپنے باپ کا بابا پن نکال لے اور پھر اپنے باپ کے موافق بابا پن لائے تو ہوگیا پرنتو (لیکن) باپ بھی اپنا بابا پن نہیں چھوڑتا اور اپنے بچہ کو بھی بابا بنا دیتا ہے۔ کم درجہ سے ہی اپنا بڑا پن ہرن ہوکر اپنے کو سب سے بڑا جو ایشور ہے اُس کی پراپتی (حصول) ہو جاتی ہے) جتنا جس کو کم درجہ کا سمجھتے ہیں اُسی سے بڑا پن ہرن ہوکر اُدّھار (نجات) ہو جاتا ہے۔ ایسا ایکا سمجھو نہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یون کو کیسے کم سمجھنا۔ وہ تو ہمارے گورو ہیں۔ اُن کے بغیر ہمارا کام نہیں چلتا۔ اپنے کو جو تم بڑا سمجھتے ہو اور یوات کو کم درجہ کا کہتے ہو تو جب تک تم اپنا بڑا پن اُن کو نہ دو اور اُن کا کم درجہ نہ لو تمہارا

اُدھار نہ ہو سکیگا۔

ویکنٹھ میں بھگوان وشنو کو جو سب سے بڑا پرمیشور ہے گرڑ نے کہا کہ ہم کو ایشور بنا کر اودھار کر دیجیئے۔ لیکن جب ایشور کو دیکھتا ہے اُس کے پاس ہی تو گرڑ بیٹھا ہے۔ وہی گرڑ نے وشنو کو کہا کہ ہم کو ایشور کا گیان بتاؤ۔ وشنو نے بچار کیا یہ تو مورکھ (بیوقوف) ہے اور کہا اچھا کسی کا اپدیش (منتر) لے لو۔ گرڑ نے دریافت کیا کس کا؟ تو وشنو فرمائے میں جبکا کہوں۔ گرڑ نے کہا تم تو بھگوان ہی ہو تم ہی دیدو۔ تو وشنو نے کہا کہ تم سے وہ نہیں بنیگا۔ تم کوّے کے پاس جاؤ تو سب معلوم ہوگا۔ گرڑ سب پکشی (پرندوں) کا راجہ اور کوّا سب سے نیچ اُس کو کون پوچھتا ہے۔ گرڑ کہتے لگے میں گرڑ ہو کر کوّے کے پاس جاؤں میں تو نہیں جاتا۔ وشنو نے کہا نہیں تو پھر کیوں پوچھتے ہو۔ آخر وہ کوّے کے پاس گئے اور اُن کا اُدھار ہو گیا جس کو کم مانا جاتا ہے اُس کی طرف اپنا بڑا پن جائے تو اس سے اپنا بھلا ہوتا ہے۔

سارا ونش (خلاصہ مطلب) جس کے پاس کسی طرح کا بڑا پن ہو وہ بڑا پن اپنے پاس نہ رکھکر ہر وقت کم درجہ لیتا رہے تو اس سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔

اوم شبھم

۲۹ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۴ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۵ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ ف م تھ چیت بدھ پاڑوا سمبت ۱۸۴۸ روز دوشنبہ بوقت آرتی دوپہر بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ.

پاپی پنیہ وان سے ڈرتا ہے۔ کھٹمل سے راجہ بھی ڈرتا ہے۔
کھٹمل اور بچھو اپنے سے پیدا ہونے اور وہ اپنی کو کھاتے ہیں۔

عالیجناب سرمہاراجہ بہادر کی موٹر آئی تو اکثر لوگ کھڑے رہے بعض لوگ پیچھے ہٹنے لگے۔ بعض لوگ یہ سمجھکر راستہ چھوڑنے لگے کہ شاید مہاراجہ بہادر آ رہے ہونگے۔ اس پر شری بابا نے فرمایا۔ دیکھو بھیا (بھائی) مہاراجہ بہادر کے واسطے کیسی ہلچل ہو رہی ہے۔ ہل چل جو ہو جاتی ہے اُس کا مطلب کیا ہے؟ لیکن جب لوگوں نے یہ دیکھا کہ مہاراجہ بہادر تشریف نہیں لائے تو پھر اپنی اپنی جگہ حسب سابق بیٹھ گئے۔ شری بابا فرمائے۔ دیکھو وہ نہیں آئے تو بیٹھ گئے کیا (گمت) تماشا ہے۔ شری بابا نے دریافت فرمایا کہ کون آئے ہیں تو راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا کہ خالی موٹر آئی ہے اور مہاراج کی چٹھی آئی ہے شری بابا نے فرمایا موٹر میں چٹھی بیٹھکر آئی ہے۔ بہادر مہاراج نہیں آئے اچھا ہے۔ دیکھو کتنا پربھاؤ (اقبال) بہادر مہاراج کا ہے۔ خالی چٹھی آئی تو سب ہل چل مچگئی اُس کا بھی مطلب ہے۔

پاپی پنیہ وان سے ڈرتا ہے

پاپ (گناہ) اور پنیہ (نیکی) دُور رہتے ہیں۔ پاپیا جو ہے وہ وہ پنیہ کو ڈرتا ہے ایسا اُسکا نیم (قاعدہ) ہے۔ سمجھو مہاراجہ بہادر صاحب جو ہیں وہ پنیہوان (نیک) ہیں اور اُن کے واسطے جن میں ہل چل ہوتی ہے اُن میں پنیہ کم ہے۔ پاپ کا سبھاؤ (خاصّہ) ہے

کہ پنیہ سے ڈر جائے۔ جہاں پنیہ دیکھا جاتا ہے وہاں پاپ ہٹ جاتا ہے۔
کسی کے انگ (جسم) میں بھوت پشاچ (شیطان وغیرہ) لپٹ جاتا ہے وہ پاپ پرش رہتا ہے۔ وہ خود جس کے جسم میں ہے وہ بھی پاپی اور جو بھوت لگا ہے وہ بھی پاپی۔ پاپی جو ہونگے اُن میں پاپ پرش رہتا ہے تو پھر اُس کو نکالنے کے واسطے پنیہ کشیتر (مقدس جگہ) جو رہتا ہے وہاں اُن کو لے جانیکی وہیوارٹ (قاعدہ یا رواج) ہے۔ سمجھو بہت طرح کے علاج کیئے اچھا نہیں ہوتا۔ اُنکے انگ میں کا پشاچ نکلتا نہیں تو کہتے ہیں کہ اس کو کہیں پنیہ کشیتر جیسے گانگاپور نرسوبا کی واڑی جہاں ست پرش مہاتما کا استھان ہے وہاں لے جائیں پھر اُس میں کا پاپ پرش چلا جاتا ہے۔ کیوں جاتا ہے؟ وہ پنیہ کشیتر جہاں مہاتما ست پرش ہوگا یا گانگاپور میں نرسوبا کی واڑی میں دت کا استھان ہے وہ بھی مہاتما ہو گئے۔ وہاں بہت پنیہ کی راشی (انبار) رہتی ہے اور پاپی آدمی میں بھوت پشاچ روپ (صورت) میں سے جو ہے وہ ڈرتا ہے اُس کے سامنے اُس کو ہی لے جائیں تو نہیں جاتا۔ پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ ایسا جو خود دیکھیں یا سنیں تو معلوم ہوتا ہے تھوڑے دن وہاں رہیں تو وہ جسم میں نہیں رہ سکتا نکل جاتا ہے۔

ایسا ہی سمجھو بیوپار میں جو کوئی پنیہ پرش رہتے ہیں جیسے کوئی راجہ بہادر مہاراج کے واسطے تم سب ہل چل کر رہے ہو۔ دور دور ہو جاتے ہو یہاں کے سرکار حضور آ گئے تو کتنی تم میں گڑبڑ مچ جائیگی۔ ہے دم نہیں۔ ہماری بھی گھابر گنڈی (گھبراہٹ) ہو جائیگی۔ راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا دم بابا کو کیا ہوتا ہے جو کچھ ہونا ہے وہ ہم کو ہونا ہے اس پر سری بابا نے فرمایا تم لوگوں سے ہی ہماری گھابر گنڈی (پریشانی گھبراہٹ) ہو جاتی ہے۔

تو اُن سے کیوں نہیں ہوگی۔ سارا ونش (حاصل کلام) بنیہ باپ کا ورده (اختلاف) ہے۔ بنیہ جو ہے وہ باپ سے ڈرتا نہیں اور باپ بھی بنیہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ پرنتو (لیکن) بنیہ سے باپ کا زیادہ دکھاوا معلوم ہو تو بنیہ بھی ڈرتا ہے۔ کوئی بڑا بھگوان بڑا خدا ہو جائے وہ تو بنیہ راستی ہی ہے لیکن اس سے بھی بڑا جو باپ آگیا تو بھگوان اور خدا کو بھی اس سے ڈرنا پڑتا ہے۔ پاپی جو رہتا ہے وہ بھی بُرا اور پورا پاپی ہو جا تو پورا ہو گیا۔ بھگوان کہو یا خدا کہو وہ بنیہ راستی ہو بھی تو اُس کو بُرے سے ڈرنا پڑتا ہے وہ چنچل (مضطرب) ہو جاتا ہے۔ اس کے لیئے ایک کہاوت ہے۔ "بُرے سے خدا بھی ڈرے" سمجھے یا نہیں۔ جیسا ہی ویسا کہتا ہوں۔ دیکھو کھٹمل جو رہتا ہے وہ بُرا ہے اُس سے کون نہیں ڈریگا۔ کھٹمل کھٹ کا مل رہتا ہے اسلئے کھٹمل۔ کھٹ یعنی کھٹوا (چارپائی) کس کو کہتے ہیں؟ چار پیر رہتے ہیں اور اوپر چار لکڑیاں رہتی ہیں۔ سادھارن (معمولی) بان سے بنا ہوا جو سونے کیلئے رہتا ہے اُسکو کھٹوا کہتے ہیں۔ اور جو خوبصورت رہتا ہے اسکو پلنگ کہتے ہیں۔ اُس کو مرہٹی میں باج بھی کہتے ہیں۔ کھٹمل یعنی کھٹ اور مل سے بن گیا وہ کیڑا (کیڑے) ڈھیکون (کھٹمل) ہے اس واسطے ڈھیکون کو کھٹمل کہتے ہیں۔

کھٹمل سے راجہ بھی ڈرتا ہے۔

کھٹ اور مل سے کھٹمل بن گیا۔ ایسا بھی کیوں کہنا۔ وہ سونے کے واسطے جو چارپائی ہے اُس کا نام تو کھٹوا ہے۔ وہ تو کھٹمل ہے۔ تو کھٹوا کے مل سے نہیں ہے تو کھٹ کے مل سے بنتے ہیں۔ کھٹوا کو میل کہاں سے آتا ہے؟ جب کھٹوا بنا گیا اُس وقت اُس کے ساتھ کا میل ہے؟ نہیں سمجھے! بڑھئی نے جو کھٹوا بنایا اُسوقت کیا وہ میل اُس کے ساتھ بنا کر دیا۔ کھٹوا کا میل نہیں ہے بلکہ وہ جو اُس کے اوپر سونے والا ہے اُس کا میل ہے۔ اُسکو ہی کھٹ کیوں نہ کہیں۔ کھٹ یعنی پاپی پرش۔

اُسکا میل یعنی کھٹمل اُسکے بنے ہوئے کیٹاک (کپڑے) بھی کھٹمل ہو گئے۔

جو پنیہ وان لوگ ہیں اُن کے میل سے ڈھیکون (کھٹمل) نہیں بنتے جیسے راجہ کہو یا کوئی اُنکو میل بھی نہیں۔ ان کا میل کھٹوے میں جاتا بھی نہیں اور کھٹمل ہوتے بھی نہیں کیا کوئی دیکھا یا سُنا ہے کہ راجہ کے پلنگ میں کھٹمل ہوتے ہیں۔ تمہارے پلنگ میں کھٹمل ادھر اُدہر سے اُتر آتے ہیں۔ کبھی ادہر کاٹتا ہے تو اودہر ہو جاتے ہو اور اُدہر کاٹتا ہو تو اِدھر ہو جاتے ہو۔ بڑے لوگوں میں میل نہیں کیونکہ پنیہ ہے اسلیے اُن کا ہر وقت جو پنیہ ہے وہی سیوادہرم اور اُن کی صفائی کے واسطے آدمی کے روپیا سے ہر وقت تیار رہتا ہے اُن کے پاس جو داس داسی (ملازم ملازمہ) رہتی ہیں وہ کون ہیں۔؟ بڑے لوگوں کا پنیہ (نیکی) ہی داس داسی کے روپ سے ہے اور داس داسی بھی پنیہ (نیکی) کے بنتے ہیں تو پھر وہ میلے کیسے رہینگے اُس کے پاس کھٹمل نہیں رہتے۔ اور وہ پنیہ کے جو داس داسی ہیں اُن کے یہاں ڈر کے مارے کھٹمل بنتے ہی نہیں۔ اسلیے راجہ کو ڈھیکون (کھٹمل) کاٹنے کا پرسنگ (موقعہ) بھی نہیں آتا ہوگا یا آتا ہے تو کیا تم نے راجہ کے پلنگ پر سو کر دیکھا ہے۔

سارا ونش یہ جو کھٹمل ہے وہ کھٹوے کے نہیں۔ کھٹ کے ہیں۔ اپنا جو پاپی جیو اُس کا نام کھٹ۔ کوئی ایک آدمی اپنے پاس آئے اور اپنا بُرا پن بتانے لگے تو اُس کو لنکا لنے کی کھٹ پٹ کرنے پر بھی اگر وہ نہ جائے تو کہتے ہیں کیا کھٹ ناقص ہے۔ یہاں سے جانے کو کہتے ہیں تو بھی نہیں جاتا بڑا کھٹ ہے تو سارا ونش جو بڑا پاپی ہے اُس کو کھٹ کہتے ہیں۔

سب لوگ کھٹوے پر ہی سوتے ہیں ایسا تھوڑا ہی ہے۔ کھٹوے پر سونیوالے کے کھٹوے سے ہی جو کھٹمل پیدا ہوتے تو نیچے سونے والے بچنے ہیں اُنکو کھٹمل نہ کاٹتے۔ نیچے سو۔ یا اوپر۔ جو بڑے کھٹ ہیں اُن کے میل سے کھٹمل پیدا

ہی ہوتے ہیں۔ جو کوئی کہٹ ہوگا اُس سے ہی میں پیدا ہوگا اور اُسکو ہی دُکھ دیگا۔
کھٹ یعنی اپنا پسینا میں اُس میں جیو آگیا اور وہ جیو اپنے کو تکلیف دیتا ہے۔

کھٹمل اور بچے اپنے سے ہی پیدا ہوتے اور وہ اپنے کو ہی کہاتے ہیں۔

اپنے چھوٹے بچے رہتے ہیں جو اپنے سے پیدا ہوتے اور اپنے کو تکلیف دیتے ہیں۔ کیا وہ اپنے بچے ہیں؟ کھٹمل اپنے بچے ہیں یا نہیں؟ ہنستے کیوں ہو تمہارے ہی تو بچے ہیں! اُن کو انگوٹھے سے رگڑ کر کیوں مار ڈالتی ہو وہ بچہ بھی تمھاری میل سے بنا ہے۔ سر میں کیڑے بنتے ہیں اُنکو جوں کہتے ہیں۔ وہ کہاں سے پیدا ہوتی ہیں؟ اپنے سر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ کیا وہ اپنے بچے نہیں ہیں؟ اُنکو تم نکالکر مار ڈالتے ہو۔ سیارونش ایسا ہے۔ اس پر ایک دفعہ کہا گیا تھا۔ شاستر سدہانت (مذہبی اصول) ایسا ہے کہ مل (میل) اور جیو اس کا سنیوگ (ملاپ) کچھ دن رہا تو وہاں چیتن (جاندار) پیدا ہو جاتا ہے۔ بدن میں جو پسینہ آتا ہے اُس سے جیو کا سمبندہ (تعلق) رہے تو میل کو چیتنیہ اُتپن (ظاہر) ہوتا ہے اور آکار آتا ہے۔ جو پسینہ بدن کپڑے اور سر میں لگا رہتا ہے وہ میلا ہے اور اُس میلے کا اپنے اپنے جیو کے ساتھ کچھ سنجوگ رہے تو آکار آکر وہاں چیتن ہو جاتا ہے۔ چیتن یعنی چل بچل کرنا۔ (عمل متحرک) پھر چیتن جو ہو گیا تو اُس کو کہانے کے واسطے کچھ چاہئیے جہاں پیدا ہوتا ہے وہاں اُس کے کہانے کے لائق جو کچھ ہے وہ اُس کو کہاتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو گیا تو ماں کا دودھ پیتا ہے ویسا ہی جوں یا کھٹمل جو اپنے میل سے جیو کے سنیوگ (تعلق) سے بنتے ہیں وہ کھانے کے لیئے اپنا ہی لہو (خون) وغیرہ پئیں گے۔ کیا چارہ پانی وغیرہ کہانے کو جائینگے؟ جھاڑ کے اوپر بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جھاڑ کا کچھ میلا جھاڑ پر آتا ہے اور وہیں رہتا ہے تو میل اور جیو کا سنیوگ ہو کر جیو کو آکار آکر وہ چیتنہ روپ کیڑے بنکر وہ پتّے کو کہاتے ہیں

تو کہا جاتا ہے کہ جھاڑ کو کیڑا کھا گیا۔ بیل کا اور جیو کا سنیوگ ہو کر تتینہ روپ ہونے کے بعد وہ اُسکو ہی کھاتا ہے اور پشٹ (مضبوط) ہو جاتا ہے۔ یہ تو باہر کی بات ہو گئی اور دوسری باتیں بھی سمجھ لو وہ کون سی؟ بیل اچھی چیز نہیں ہے وہ دُکھ دینے والی ہے۔

گو کی بات بھی اسطرح سمجھو۔ جیسا اندر کا میلا "گو" باہر نکل گیا تو اُس کو جیو کا سنیوگ ہوگا تو کیڑے پیدا ہونگے۔ سنیوگ کون سا؟ اُس میں پانی ہے۔ برسات میں جو میلہ (فضلہ) کھلا رہے اور دو چار روز ایسا ہی گیلا رہے تب اُس کے کیڑے بن جاتے ہیں۔ یعنی پانی میں جو جیو ہے اُس کے ساتھ میلا مل جائے تو کیڑے ہو جاتے ہیں۔ جنم جنم کا پاپ ہی میلا ہے۔ اور وہ میلا کچھ تمہارے شریر (جسم) سے باہر تھوڑا ہی رہتا ہے جیسا تم اناج کھا کر اُس کا میلا گاؤں کے باہر یا پاخانہ میں چھوڑتے ہو تو وہاں کے کیٹانک (کیڑے) تم کو تراس (تکلیف) دینے کو نہیں آتے لیکن شریر (جسم) میں پاپ روپ جو میلا ہے اُسکو الگ نہیں کر سکتے۔ وہ تو اپنے پاس ہی ہے۔ وہ جیو کے ساتھ ساتھ رہتا ہے وہ ہر وقت رہتا ہے اس واسطے اپنے جیو کے ساتھ پاپ کا جو میلا ہے اُس کو ادرشٹ (نظر نہ آنے والے) ریت (طریقہ) سے آکار پیدا ہوتا ہے اپنے جیو کے ساتھ رہے۔ اسواسطے اُس کو جینتی آجاتا ہے۔

جوڑ ہیکوت (کھٹمل) وغیرہ سادھارن (معمولی) چھوٹے چھوٹے کیڑے اپنے بیچ ہوں تو بھی اُن سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے اندر کا پاپ روپ میلا بڑا بھاری ہے۔ اپنے کو اپنے جیو کے سنیوگ (تعلق) سے بنے ہوئے بڑے بڑے پاپ پُرش بہت ہی بہت کشٹ (تکلیف) دیتے ہیں۔ اپنے سادھارن میل سے کیا ایک کھٹمل یا جوں ہی تھوڑا پیدا ہوتا ہے۔ انیک (لاتعداد) کھٹمل اور انیک (لاتعداد) ہی جوں بنتے ہیں۔ ویسے ہی پاپ روپ سے بڑے بڑے

بھینکر (خوفناک) پاپ پرش ایک ہی نہیں بلکہ اپنے کو کشٹ دینے کے واسطے بہت سارے بنتے ہیں اور وہ پاپی لوگوں کا انوبھو (تجربہ) وقت اور سمے سے آگے اور انت کال (موت) کے بعد آجاتا ہے۔ انت کال کے سمے بیمار شخص کبھی بولتا رہتا ہے۔ دیکھو میرے سامنے کیسے بھینکر پرش (آدمی) آکر کھڑے ہیں۔ ان کو دیکھکر مجھکو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے۔ وہ مجھے مارنے کے واسطے ہاتھ میں کچھ لیکر دوڑ رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسوقت اس کو جیسا نظر آتا ہے وہ ویسا کہتا ہے۔

دوسرے جو کوئی پاس ہوں تو وہ کیا کہتے ہیں کہ اُس کو بخار زیادہ ہے اور وات (صفرہ) میں کچھ بڑبڑاتا ہے۔ ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔ حکیم آیا تو کہتا ہے پت وات (صفرہ) میں ایسا ہوتا ہے۔ اور اگر ڈاکٹر ہو تو کہتا ہے۔ کولون واٹر کی پٹی ڈالو یا سر پر برف رکھو۔ لیکن مریض تو وات (صفرہ) کے زور میں بڑبڑاتا ہے۔ وات کیوں نہ ہو اسکو تو وہ نظر آرہا ہے۔ اور انوبھو میں آتا ہے۔ جیسا انوبھو میں آتا ہے اُس موافق وہ بڑبڑاتا ہے۔ وہ کیوں بڑبڑاتا ہے اسواسطے کہ اُس سے بچ جائے۔ اپنے خاندانی لوگوں کو کچھ کہتا رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چُپ بیٹھ رام رام کہو۔ لیکن اُس کے پاپ ہی وہ پاپ پرش ہوکر اُسکے سامنے اُس کو کشٹ دینے کے واسطے چلے آئے ہیں۔ وہ گھبراتا ہی اُس کی آنکھوں سے پانی نکلتا ہے اور پاپ پرش کو دیکھکر اُس کا چہرہ بھی اُس کے لوگوں کو بھیانک (خوفناک) نظر آتا ہے۔

ایسی کسی کی تم نے انت سمے کی حالت دیکھی ہوگی۔ یہ پاپ پرش ہاتھ جوں۔ کھٹمل جیسے مرتے ہیں اسطرح مرنے والے نہیں ہیں وہ اپنے سے بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ یا وید اپنے سے پیدا ہوتے ہیں اس سے انوبھو

یہی ہے۔ الٹی کیسی؟ پاپ کی اوستھا ہوگئی اُس پرمانے (موافق) پنیہ ہو تو وہ پنیہ کا جو جیو
کرا نو بھو ہوگا تو وہ سمبنوگ (تعلق) سے پنیہ کرم کا رچیتن ہو جاتا ہے اُسکو پنیہ پرش
کہتے ہیں۔ اس پنیہ پرش کے انت کال (موت) کا وقت آگیا تو اُسوقت وہ
بیمار شخص کے سامنے اچھے شانت ریت کا دکھاوا دیکھا جاتا ہے جیسا شانت
ریتی سے دیکھکر لے جانے والے کو آنند ہو جاتا ہے کہ ساکشات بھگوان آگیا ہے
اچھے اچھے ایشور سماں بہت شانت اور جن کے دیکھنے سے بہت آنند پیدا ہو
ایسے جو پنیہ پرش نظر آتے ہیں۔ وہ پنیہ پرش اُس کے ہی پنیہ سے پیدا ہوتے
ہیں کبھی ایسا بھی دیکھتا ہے کہ اوپر سے یعنی بیکنٹھ (بہشت) سے اُسکو لیجانے
کے لیئے بمان (ہوائی جہاز) آگیا ہے۔ ایسا آنند کا دکھاوا دیکھکر اس موافق
وہ بات کرتا رہتا ہے اور آنند کا منہ بناکر کوئی کوئی تالیاں بھی بجاتا ہے اور آنند
کے پریم میں بھگوان رام رام کہکر پریوار سے کہتا ہے۔ دیکھو یہ بھگوان آئے ہیں۔
اُن کا کچھ مان پان (تعظیم) کرو۔ بھگوان کی صورت اُسکو تو دیکھی جاتی ہے لیکن
پریوار (خاندان) کو نہیں۔ اس واسطے پریوار آپس میں کہتے ہیں ہم اُسکو وات
(صفرہ) زیادہ ہوگیا ہے۔ بخار میں بڑبڑا رہا ہے۔ جس کے گھر میں پنیہ پرش ہونگے
اُن کو انوبھو آیا ہوگا اور وہ بیمار اپنا ایشور کے دھیان کا مزا لیکر آخر میں ایشور
کے پاس ہی چلا جاتا ہے۔ پنیہ سے پن روپ ہوتے ہیں اور پاپ سے
پاپ روپ ہوتے ہیں۔ دونوں ہی ستاتے ہیں۔ کارن (وجہہ) یہ کہ اپنے سے
اُتپن (پیدا) ہوتے ہیں۔ پنیہ پرش اچھائی سے ستاتے ہیں اور پاپ پرش
بُرائی سے ستاتے ہیں۔ جیسے کوئی ست پرش کے پاس اچھے اچھے پنیہ پرش
بھگوت بھگت ہوکر اُن کی اچھی سیوا دھرم کی ریت سے ہر وقت رہتے ہیں
اور کوئی پاپی پرش اپنا مطلب نکالنے کے لیئے ست پرش کے پاس رہکر

مہاراج ایسا ہے۔ ویسا ہے۔ مجھکو بچہ ہونا۔ پیسہ ہونا وغیرہ وغیرہ کہکر ستاتے ہیں اور کہتے ہیں تم کو نہیں ستائیں تو کسکو ستائیں؟ ہم تمہارے بچے ہیں۔ تو ست پرش کو دونوں طرف سے ستانا ہی ہوتا ہے۔ ان کی بھی سُننی پڑتی ہے اور اُن کی بھی۔ پاپ والا جو ستاتا ہے تو وہ پنیہ دان کہتا ہے۔ ان کو تکلیف مت دو۔ تو وہ کہتا ہے تم بھی بچے ہم بھی بچے۔ تو میں کہتا ہوں تم بھائی بھائی لڑتے کیوں ہو؟ مجھے تکلیف ہو تو میں برداشت کر لیتا ہوں۔ سارانش (حاصل کلام) ست پرش (فقیر کامل) کو دونوں سماں کرکے (ایک جیسے) مساوی سہن (برداشت) کرنا پڑتا ہے۔

اوم شانتی

---

۳۰ مارچ ۱۹۲۶ء م ۱۵ رمضان ۱۳۴۴ھ م ۲۰ اردی بہشت ۱۳۳۵ ف م تتھ چیت بدی دوج شک ۱۸۴۸ روز سہ شنبہ بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ

سچے دل کا آدمی گٹار کے پانی کو بھی گنگا مانتا ہے۔ من چنگا تو کٹھوٹ میں گنگا۔ کھڑک پور کے لوگوں کو مہاراج کا ایک اپدیش۔

جو کوئی کام کرنے والا منشیہ کی ریت (انسانی طریق) سے ہوتا ہے تو اُسکو جو کچھ کرنا ہوگا تو وہ پہلے اس کا بچار (غور) کرتا ہے کہ فلاں فلاں کام کسطرح کرنا کس طریق سے وہ کام پورا ہوگا۔ اس کام میں کیا کیا سامان لگیگا۔ کس کس کی مدد لینا پڑیگی۔ ایسا بہت طرح سے بچار کرتے کام کی حالت معلوم کرکے وہ کام کرنے لگتا ہے۔ منشیہ (انسان) کی ریت کا ویوہار (طریق کاروبار) ہو گیا۔

کسی کو معلوم نہ ہو اور کیسکی کلپنا (خیال یا قیاس) بھی نہ ہو ایسی نہ ہونے والی اوستھا
(حالت) جب ہو جائے تو سمجھنا کہ وہ ایشور کا ہی کھیل ہے۔ ایسی کوئی اگھٹت
(نہ ہونے والی) بات ہونیکے واسطے ایشور کا کچھ بڑا ہیتو (مقصد) رہتا ہے وہ ہیتو
ایشور کے لیئے نہیں رہتا۔ خاص دنیا کے کلیان (فائدے) کے واسطے رہتا ہے۔
یہ بات اسلیئے کہی گئی ہے کہ ویدیہ مہاراج (جو ایک صاحب درشنوں کو آئے تھے
انھوں نے سری بابا کے حیدرآباد آنے کو دھنیہ سمجھکر یہ جملہ کہا) نے سری بابا مہاراج
سے کہا کہ "گنگا آئی" "اڑشا ور گنگا آئی"
ترجمہ۔ کوشش نہ کرنے والے کاہل کے گھر آپ ہی آپ گنگا آئی۔
اسپر سری بابا مہاراج نے فرمایا یہاں گنگا ماننا ہر ایک کے دل پر ہے۔ خاص کاشی
میں جو گنگا ہے وہ انادی کال (لاانتہا زمانہ) سے دنیا کو پورن پوتر (کامل طور پر پاک
صاف) کرنے کے لئے بہتی ہے۔ کوئی ایسا نہیں کہیگا کہ وہ گنگا نہیں ہے۔ لیکن
جسکا دل صاف نہیں ہے وہ ساکشات گنگا ہونے پر بھی اُس سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتا۔

سچے دل کا آدمی گٹر کے پانی کو بھی گنگا مانتا ہے۔

خاص پاون (صاف از گناہ) کرنے والی کاشی کی گنگا اس کو
کوئی نہ مانے بھی تو کیا اس کا پاون پن گھٹ جائیگا وہ تو
ایشوری سنکیت سے انادی کال سے دنیا کو پاون کرنیوالی
ٹھیر گئی ہے۔ ایسی گنگا کو بھی کوئی نہ مانے تو اس کے (گنگا)
سماں جو کوئی ہوگا اُس کو وہ کیا مانیگا۔ جس کا دل صاف اور سچا ہے وہ صرف
گنگا ہی کو گنگا نہیں کہتا بلکہ جہاں پانی دیکھیگا اُس کو گنگا کہیگا۔ جس کا دل سچا ہو
وہ کہیگا کہ سچی گنگا آگئی اور جس کا دل سچا نہ ہو اور جس نے دشٹ کرم دبرے افعال)
کر کے اسنا پدھ (ملوث از خواہشات) ہو کر دل اپنا اشدھ (ناپاک) کر لیا ہو
تو وہ کہیگا کہ اپنے گاؤں (ملک) میں گٹار (موری) کا پانی بہتا بہتا چلا آیا۔ سچے

دل والے کو گٹار (موری) کا پانی بھی گنگا روپ نظر آتا ہے۔ سچا دل کس کو کہتے ہیں جس دل میں کسیطرح کا خراب وچار نہ ہو اور اچھا وچار بھی نہ ہو اُسی دل کو پورن شدھ یعنی سچا کہتے ہیں۔ اچھا وچار تو رہا نہیں لیکن خراب وچار بالکل ہی نہ ہو تو اُسکی بھی سچے دل میں گنتا (شمار) ہوتی ہے۔

من چنگا تو کٹھوٹ میں گنگا

ایسی ایک پرانی کہاوت (قول) ہے کہ "من چنگا تو کٹھوٹے میں گنگا"۔ کیا کہاوت بیکار تھوڑی ہی ہوگی۔

یہ بات سچی ہے۔ اور ایسا سچا پرسنگ آگیا ہے۔ اسی واسطے یہ بات دنیا میں پرسدھ (مشہور) ہوگی۔ اس کی ایک کتھا ہے جو بہت اچھی ہے اور بہت لوگوں نے سُنی ہوگی۔ اگر کسی نے نہ سُنی ہو اور کسی کو معلوم نہ ہو تو کہنا ضرور ہے۔ یہ کتھا نئی نہیں ہے پُرانی گزری ہوئی ہے۔ یہ موچی (چمار) کی کتھا ہے۔ جو کوئی سنت مہاتما کی کتھا پران پڑھنے والے ہونگے اُن کو معلوم ہوگا۔ میں ایسا نہیں سمجھتا کہ تم بڑے بڑے لوگ ہوکر بھی سنت مہاتما سادھو۔ بھگتوں کی کتھا نہ سُنتے ہوگے کیونکہ تم لوگ جو پڑھنے اور سُننے والے نہ ہوتے اور تمہاری ایشور کی طرف بھگتی نہ ہوتی تو ادھر ایسے گٹار کے پانی کیطرف کیسے آتے؟ تمہارے بیوہار کی ریت سے معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ ایسی کتھائیں سُنتے ہوگے۔ کون سا بیوہار؟ جہاں گنگا نہیں۔ ایسے گٹار کے پانی کو گنگا کا پانی اور تیرتھ سمجھکر مُنہ میں ڈالتے ہو۔ اب تمہارے سچے دل کی کوئی کیا پرکھ کریگا۔ تم بولوگے کہ مہاراج ایسی بات کیسے ہوسکتی ہے۔ ہم کیا جھوٹے ننگے کو گٹار کے پانی کو گنگا سمجھینگے۔ جہاں گنگا ہے وہیں گنگا سمجھینگے۔ یہ اسواسطے کہنے کا موقعہ آیا کہ میری حالت گنگا کے موافق نہیں ہے۔ پائخانہ کے گٹار (موری) کے موافق ہے مگر دھنیہ (مبارک) ہو تم لوگ کہ خاص پائخانہ گٹار کے پانی سے بھی امنگل اوستھا (نامبارک حالت) کو خاص بھگوان۔ سنت سنگرو۔ پورن پربرہم

سمجھکر ہمارے پاؤں پر سر رکھتے اور پاؤں دھوکر جل (پانی) پیتے ہو۔ مجھے بڑا افسوس معلوم ہوتا ہے ہرا رے بھگوان! تم ساکشات پورن پرماتما ہوکر کیا حال کے زمانہ میں گپت (غائب) ہوگئے۔ تمہاری حالت شاستر پوران۔ گرنتھوں میں بڑے بڑے سادہو مہاتماؤں کے واکیہ (اقوال) میں بڑی اچھی اور ایشوریہ (قدرت والا) دان ورنن (بیان) کیگئی ہے ایسے تم ہوکراب کہاں چلے گئے۔ بڑے بڑے اچھے دل والے لوگوں سے تم نے اپنی صورت تو چھپا کر رکھی۔ اور ہے بھگوان کہکہ ہماری ایسی خراب امنگل صورت ان کے سامنے کردی۔ انکو ہی سچے دل کے لوگ سمجھنا ہم جو امنگل۔ اپونتر کو ساکشات بھگوان کاشی وشویشر اور گنگا سمجھکر ہمارے پاؤں کا تیرتھ لیتے ہیں۔ ہے بھگوان یہ تمہاری کیا لیلا ہے۔ تم سے تمہارے بھگت (عاشق) کی مہا (عظمت) بھاری ہے۔ تمہارے بھگت کون ہ وہ جو ہمکو بھگوان اور گنگا بول رہے ہیں۔ اسپر سے ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم تم لوگوں سے پونتر (پاک) ہوگئے۔ ہم کیسے پونتر ہوگئے۔ اب وہ دیکھو۔ میں اپنے ٹھکانے تو امنگل روپ (نامبارک حالت) کا انبھو (مشاہدہ) لے رہا ہوں۔ تم لوگ تو ہمارے ٹھکانے منگل روپ کا انبھو لے رہے ہو۔ اس پر سے ہم سنشے (شبہہ) میں پڑ جاتے ہیں یہ ہم منگل روپ ہیں یا امنگل۔ تم لوگ ہمارا سنشے دور کررہے ہو۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم امنگل ہیں تم منگل کہتے ہو۔ میں پاپی ہوں۔ ست پرش پرماتما نہیں ہوں۔ میں جتنا نہیں بولتا اتنا تم لوگ زیادہ بولتے ہو۔ ایک آدمی کوئی بات کہے تو سمجھنے والے اگیان (کم عقل) سے کہتا ہے۔

کھڑگ پور کے مہاراج کا ایک انبھو

لوگونکو کسی مہا مورکھ (بیوقوف) کو کوئی بڑا پنڈت کہے تو اس کو اپنے مورکھ پن (بیوقوفی) کا جانیو (علم۔ معلومات) ہے اس لیئے وہ اسپر وشواس (بھروسہ) نکر کے اپنے جسم پر پنڈت پن نہیں لیتا۔ جب ایک سے دو۔ دو سے دس۔ دس سے ہزاروں کہیں تو وہ سنشے (شک) میں پڑ جاتا ہے۔ اسیطرح تمہارے اور تمہارے جیسے ایشور بھگتوں سے ہم بھی سنشے میں

پڑ جاتے ہیں پرنتو ہماری پورن پہونچی ہوئی آمنگل اوستھا کو بھگت لوگ کتنی ہی منگل روپ کہیں تو اُس کو ہم نہیں بھولتے۔ جیسا ناٹک کے کھیل میں عورت یا راجہ کو سیکڑوں ہزاروں دیکھنے والے عورت یا راجہ ہی کہیں تو بھی پارٹ لینے والا اپنے کو نہیں بھولتا تم لوگوں کو ہماری حالت معلوم نہیں مگر اوپر سے دیکھی جاتی ہے۔ ہم اپنے مُنہ سے کیا کہیں۔ ہماری امنگل اوستھا چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اب سب سے آخری بات کہہ دیتا ہوں کہ آگے امنگل کی اوستھا رہی نہیں۔ چوکنا ہو کر سب معلوم ہو گئی تو کہنے سے کیا چھپانا سب لوگ جس کو امنگل پورن اپوتر مانتے ہیں جس کا اسپرش (چھونے) کرنے سے اشنان (حمام) کرنا ایسا کہتے ہیں وہ اپنا میلا یا نرک ہے۔ ایسا سب کا میلا اُٹھانے والے جو کوئی لوگ ہوں اُن کو بھنگی کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا ہم کو میلا اٹھانیکا کام پڑا۔ دھیڑ کے دھیڑ۔ مہتر کے مہتر۔ بھنگی کے بھنگی۔ ایک دو دن نہیں بلکہ کئی دن کئی مہینے ایسا بننا پڑا۔ ہماری تقدیر میں ایسا ہے ہم اُن لوگوں کا جو کام ہے وہ بھی کرنا اور تم لوگوں کا بھی کرنا۔ اب کچھ امنگل کا باقی نہیں رہا۔ ان بھنگیوں کے گھر میں رہنا پڑا جیسے ہم ہم اُن کی عورت ہو گئے اُن کے پاس کے برتن مانجنا۔ کپڑے دھونا۔ چکی پیسنا پڑا جیسے ہم اُن کے ایک داسی ہو گئے۔ ایسی حالت ہماری ہے۔ ہم اب کون سے اپائے سے پوتر (پاک) ہو سکتے۔ سب سے اونچی ذات جو برہمن کی اُس میں کا ایک پیچ سے پیچ میں چلا گیا۔ ہم جو گنگا کو چھوئے تو گنگا بھی اپوتر ہو جائیگی اس واسطے وہ بھی ہمکو قبول نہیں کریگی۔ پاس نہیں کھڑے رہنے دیگی۔ جہاں برہمن لوگ پانی پیتے ہیں وہاں مہتر لوگوں کو چھونے نہیں دیتے۔ پھر وہ مہتر گنگا کو کسطرح چھوئے اور کسطرح اپوتر پوتر ہو جائے ویسی ہماری حالت ہے۔ تم لوگوں کی دھنیہ گتی (قابل تعریف حالت) ہے ہم تم لوگ ایشور کے بھگت ہو اور تم میں ایشور کے موافق سماں درشٹی (نظر مساوات) ہے۔ اگر نہ ہوگی تو تم اُس کا ثبوت دے رہے ہو جو منگل اور امنگل اوستھا ابھید

(بلاتفریق) روپ سے ایشور روپ ہونیوالی ہے اُس کی نشانی تم سے معلوم ہو رہی ہے کہ
تم پورن امنگل میں منگل روپ دیکھ رہے ہو۔ پھر تم ایشور میں لگے بغیر کسطرح رہوگے۔
ادویت (ذات احد) جواکھنڈ (بے حصص) پرماتما اور اس کی اور تمہاری ایک ہی اوستھا
(حالت) ہونے والی ہے وہ ابھی سے دیکھی جاتی ہے۔ ابھی تم امنگل کو منگل دیکھتے ہو
ایسا دیکھنے والا ہی میرا سچا بھگت ہے اور وہی آخر میں میرے پاس چلا آئیگا۔ ایسا
بھگوان کا واکیہ (قول) شاستر میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ دیکھو بھیا میری حالت تو معلوم ہوگئی
میں سب امنگل سے امنگل ٹھہر گیا اور تم لوگ منگل سے منگل پورن پربرہم اوستھا
یہاں دیکھتے رہتے ہو اس میں تو تمہاری دھنیتا ہے۔ کہ جو نہیں کمانا چاہتا تھا کما لیا۔
پھر ہمارا کیسا ہم تو ہماری امنگل اوستھا کو نہیں بھولتے۔ تم لوگ اور تمہارے
جیسے سیکڑوں ہزاروں ہمکو منگل سے منگل روپ دیکھتے ہیں۔ اسی سے ہم ہر وقت
سنشے میں پڑ جاتے ہیں کہ ہمارا کہنا سچا ہے یا تمہارا۔ ایسا ہمارا بڑا اگھٹا (فضیحت)
ہو جاتا ہے۔ میں دل میں بچار کرتا ہوں کہ سب ایشور کہتے ہیں تو شاید ہوگا مگر پھر
میں خیال کرتا ہوں کہ اس کی مہما (عظمت) بڑی ہے وہ بڑا ایشور ہے اگھٹت
گھٹنا (قادر مطلق) کرنے والا ایسا اور یا اور طرح کا اس کا ورنن (بیان) رہتا ہے۔
میرے میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بہت سے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور کہتے
ہیں شادی ہوکر عرصہ ہوا بچہ نہیں ہوتا۔ ایسے بہت سے کامک (خواہشمند) لوگ
اپنی کامنا پورن ہونے کے لئے میرے پاس مانگنا مانگتے ہیں تو میں بہت شرمندہ
اور خجل ہو جاتا ہوں۔ میرا بھگوان تو مہتر ہے جو کھڑک پور میں ہے۔ میں وہاں ایک
برس نکالا۔ وہاں کی حالت جو ہوئی ہے جب تم لوگ سنوگے تو آشچریہ (تعجب)
معلوم ہوگا ایسی حالت کبھی ہوئی ہے نہ ہوگی چرتر (سوانح) میں جو لکھا ہے وہ
لکھنے والے کی دل کی بات ہے جو سچی سچی بات ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔ یا

اُس کو جو ہمارے پاس رہا ہے۔ ایک سے ایک سنکر چرتر چھپا ہے۔ ایسا میں سنتا ہوں جو ضرورت کی بات ہے وہ نہیں لکھی گیا چرتر ایسا رہتا ہے جو کچھ اچھی یا بُری حالت ہو سب اس میں رہنا چاہیئے۔ جو اچھی بات ہوتی ہے وہ برابر لکھتے ہیں اور لکھتے وقت اُس پر اور اور مصالحہ لگاتے ہیں۔ بری بات چھپا کر رکھتے ہیں۔ کیا چرتر ایسا ہوتا ہے۔ کوئی کہے کہ مہاراج آپ کا چرتر کیسا ہے تو ہم کہینگے کہ جو کہیگا وہ اس کا چرتر جس کا جیسا ہوگا ویسا اور میرا جیسا ہوگا ویسا۔ جو مجھ جیسا ہوگا اُس کو ہی معلوم ہوگا۔ سارا دِنش (خلاصہ مطلب) کیا ہے کہ ابھی تم سب کو ہماری حالت معلوم ہو گئی۔ کل سے تم لوگ نہ آؤ تو اچھا ہے۔ پرمیشور کے پورن بھگت ہو اور تمہاری وہاں جانے کی تیاری ہے کیونکہ تم اُسی کے ہو پوری پوری تیاری ہونے کے واسطے بُرے کو اچھا اور اچھے کو بُرا سمجھنا پڑتا ہے۔ ہم میں جو پورن اپوتر ہے اُس کو پوتر دیکھ رہے ہو۔ یہ نشانی ہے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ پورن پرب برہم (ذات باری) ہو گئے۔

۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء م ۱۶ ار رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م ۲۷ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ف م تتھ چیت بدی پنچ سنہ ۱۸۴۸ روز چہارشنبہ
محمود باغ بیگم پیٹھ

روپیہ مارا تو گھر میں جاتا اور پتھر مارا تو سرکار میں جاتا ہے۔ دیہہ کی چیزیں ہمیشہ حفاظت سے رکھنی پڑتی ہیں۔ اپنے سے آپ الگ رہیں تو خدا نظر آتا ہے۔ نیند میں اپنے سے اپنا شریر الگ ہوتا ہے۔ ایشور کا نام لیتے رہے تو گرو خود اپنے گھر آئینگے۔ گرو کرنیکی ترکیب معلوم ہونا چاہیئے۔ پریم سے رام نام لیتے رہو تو گرو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ سنسار کرنا لیکن بہاگ ودنزی کے موافق کرنا چاہیئے۔ کہت کبیر سنو بھائی سادھو سادھو ہوکے رہنا۔

کسی نے کہا آجائیے تو سری بابا نے فرمایا۔ آئیں آؤ اور جائیے یعنی جاؤ۔ پھر بلاتے کیوں ہو۔ آؤ بھی کیوں کہتے ہو۔ آج جیو کو اچھا نہیں ہے میں تو بھی کیا کروں۔ کوئی صاحب میوہ وغیرہ لاکر سامنے رکھے تھے تو سری بابا مہاراج نے فرمایا۔ لاؤ مہاراج رکھ لی کیوں نا ہو۔

روپیہ مارا تو گھر میں جاتا ہے اور پتھر مارا تو سرکار میں جاتا ہے

دیو کے واسطے لائے ہو تو دیدو۔ سامنے کی کوئی چیز اٹھاکر پھینکنے کی طرح کرکے سری بابا فرمانے لگے روپیہ سے مارے تو اچھا رہتا ہے مگر (پتھر) سے مارے تو سرکار کے سامنے فریاد کرینگے ہم فلاں نے مارا۔ کوئی بہرفی پڑے سے مارے روپیہ سے مارے تو اس کو گوارا (جمع) کریگا اور سرکار کے پاس فریاد نہیں کریگا۔ روپیہ نہیں سونا ہی ہوا تو کیا۔ سونے کے گولے کے گولے تمہارے پر پڑینگے تو کشٹ (تکلیف)

ہو تو کیا کرو گے بہت کشٹ ہو جاویگا تو بولو گے ہم کو سونا بھی سچا ہیے مار بھی سچا ہیے۔ اُس وقت
وہ مار تم نہیں سہن (برداشت) کر سکتے تو اس وقت سونا بھی نہیں ہونا مار بھی نہیں ہونا۔
ایسی بات کہو گے جو سونا پیدا کرتا ہے اور دہ بیہ جو بہت پیدا کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ
میں بہت شرمینت ہوں۔ بہت شرمینتی ہو گئی تو اس وقت ایسا کسی نے میرے کان
میں کہا ارے یہ تمہاری شرمینتی بہت تم کو دکھ (مصیبت) میں ڈالیگی۔ یہ نہیں سمجھنا کہ
سکھ کے واسطے تمہارے پاس ہے۔ بہت دکھ دینے والی ہے۔ میں ابولا کیا کروں۔
جو اپنے کو دکھ دینے والی وستو (چیز) ہے وہ اچھی بھی ہو تو اُس کو اپنے پاس
کیوں رکھنا۔ جو رکھنا ہو تو اُس کو ساودھ گیری (خبرداری) سے رکھنا نہیں تو تکلیف دیگی
بنئے لوگ بہت سی چیزیں دوکان پر رکھتے ہیں۔ اُن کا تو دھندہ ہی رہتا ہے۔ وہ
زہریلی چیز بھی رکھتے ہیں۔ دوکان بھی ہے۔ آجکل سرکار نے ایسی دوکانیں منقطعہ
(تعلیم) کی ریت (طریقہ) سے الگ کر دی ہیں۔ سب بنئے ایسی زہریلی چیزیں نہ رکھیں
اور بیچیں ایسا قاعدہ نہیں ہے۔ پہلے تھا۔ دوکان میں وہ زہریلی چیز کیسا رکھتے ہیں
بڑی ساودھ گیری (ہوشیاری) سے رکھتے ہیں اور بارود کے کام والے آتشبازی
والے اور بارود کا دھندا کرنے والے بارود پاس رکھتے ہیں وہ تو اُن کا دھندا ہی ہے
وہ جوکھم کا کام رہتا ہے۔ اُن کے گھر میں کپڑا رہتا ہے۔ اُن کے بال بچے رہتے ہیں
کوئی کوئی گاؤں میں سادھارن (معمولی) گھر رہتا ہے اُس کو تھوڑی ہی آگ لگ جاتی ہے
تو بھڑک جاتی ہے۔ اُسکو کسطرح سنبھالتے ہونگے۔ بہت حفاظت سے کالجی (فکر)
سے ویوہار کرتے ہونگے نہیں تو جیو کو دھوکا ہے۔ ویسے ہی گیاس کے تیل کے
بیچنے والے یا پیٹرول بیچنے والے جن جن وستوؤں (چیزوں) سے بڑا دھوکا ہے وہ
وستو بیچنے والے رکھنے والے وہ چیز نہ رکھیں ایسا تھوڑا ہی ہے۔ وہ وستو
سے کام بھی ہے۔ وہ وستو کام میں آنے والی رہتی ہے جسطرح سے اس کا رکھنا ضروری

ہے ویسا نہیں رکھے تو دھوکا ہے۔ سمجھے کہ نہیں۔ (پرنتو لیکن) وہ دھندے والے لوگ ایسی چیز بہت حفاظت سے رکھتے ویوہار کرتے ہیں۔

دھوکے کی چیزیں ہمیشہ حفاظت سے رکھی جاتی ہیں۔

ایسی دھوکے کی چیزیں رکھنا کیوں سنبھالنا کیوں۔ ویوہار اور دوکانداری کیوں کرنا۔ ایسا کوئی کہے تو دھندا تو کرنا چیز تو رکھنا ایسا دھندا ضرور کرنا پرنتو (لیکن) بہت حفاظت سے بہت فکر سے کرنا۔ اس پرمانے طرح سمجھو یہ تو اُدھارن ہے اُدھارن کو کیا کہتے ہیں۔ مثال

اس پرمانے (طریق) ماں باپ کے پیٹ سے جنم آیا ہے۔ وہ جنم بھی بڑا دھوکہ کا ہے ایسا سمجھو کہ زہری ہے۔ خود جو ہیں وہ زہر والے نہیں اپنے پاس جو ہے وہ بہت زہر ہے۔ اپنے پاس کیا ہے۔ دھن۔ دولت۔ دھن دولت تو آگے رہ گئے اب جو خود خاص ہے تو بالکل اپنے نزدیک ایسا اپنے پاس کیا ہے۔ ارے کیا ایسا نہیں دیکھا جاتا۔ بولا جاتا۔ کیا ایسا پوچھنے سے تمہاری عقل بے عقل ہو جاتی ہے تو سمجھو خاص آپ (خود) جو ہے تو اپنے اگدی (بالکل) نزدیک سے نزدیک کا اپنے پاس جو کچھ ہے وہ زہر سمجھو۔ اب بھی خلاصہ نہ ہوا ہو تو ایک شبد (لفظ) میں نکال کر دیتا ہوں ایک خود اور اس سے آگے دوسرا لفظ کیا ہے کہ اپنا ایک شبد (لفظ) ہو گیا۔ خود اور اپنا اس میں فرق ہے یا نہیں۔ اپنا جو کیا وہ آپ ہو سکتا نہیں۔ نہیں ہو سکتا اپنا لوٹا ہے۔ یہ لوٹا اپنا ہے تو لوٹا آپ ہو سکتا ہے یا کیا؟ مگر (پھر) یہ لوٹا اپنے سے دور ہے دور بھی ہے تو اپنا ہے وہ اپنا اور کچھ مکان ہے یا کچھ زمین ہے اور کچھ اپنی چیز نسبت ہے۔ یہ دور دور کا اپنا ہو گیا۔ اس سے نزدیک نزدیک اپنے

اپنے سے اپن الگ رہیں تو خدا نظر آتا ہے

بچے اپنے ماں باپ اپنے بھائی یہ اپنے ہو گئے۔ بھلا وہ تو کچھ آپ خود نہیں ہو سکتے۔ یہ تو الگ نہیں ہو سکتا۔

اپنا بھائی اپنی عورت اور اپنے اپنے جو ہونگے تو اس سے آگے ہو گئے اس سے اور نزدیک کے کون ہیں، شریر (جسم) ہاں۔ اپنے ہاتھ۔ اپنے پاؤں۔ اپنا مُنھ وہ آپ تو نہیں ہو سکتے۔ وہ بھی اپنا اپنا جو ہے وہ آپ خود کہیں تو بھی چلیگا۔ اپنی آنکھیں اپنا شریر (جسم) یہ جو اپنا ہو گیا اور تو اور اس سے کچھ رہا نہیں۔ کیا رہا۔ اپنا دل۔ ابھی اور اور نزدیک نزدیک آنے لگے۔ اپنا دل۔ اپنا جیو اور اپنی بُدھی (عقل) وغیرہ کچھ اپنی ہے اور کیا کچھ اپنا رہا ہے؟ اپنا من ایک ہے کیا اپنا نہیں رہا۔؟ اسکو مت مانو اور کچھ اپنا ہے کیا اور جو اپنے ہو گئے کیا خود آپ ہو سکتے ہیں۔؟ نہیں جو علیحدہ نہیں رہتا ہے وہ خود الگ رہتا ہے۔ یہ لوٹے میں دودھ ہے۔ پیالی میں بھی دودھ ہے۔ یہ دو جو ہیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ اس دودھ میں وہ ملجائے تو کیا علیحدہ رہتا ہے۔ نہیں علیحدہ نہیں رہتا۔ ایسی چیز جو اپنے میں ہے کیا وہ اپنے میں ملجاتی ہے۔ دودھ دودھ کے سمان (موافق) ملجائے تو اپنے کو آپ بولے تو بھی چلیگا۔ جیسا اور اور دودھ الگ الگ بھانڈے (ظروف) میں رہتا ہے وہ سب ایک میں ملجائے تو ایک ہو جاتا ہے پھر علیحدہ نہیں رہتا تو اس پرماتے (اسی موافق) جسکو تم اپنا اپنا سمجھتے ہو وہ کوئی بھی اپنا اپنا آپ میں مل سکینگے اور اپنا جو ہے اسمیں بالکل فرق نہیں رہا کوئی علیحدہ رہا نہیں بلکہ سب ایک سا ہو گیا پہچانا بھی نہیں جاتا تو پھر اپنے سے علیحدہ ہیں ایسا جو کہینگے تو خود اسوقت اپنے کو آپ کہیں تو چلیگا ایسا تو نہیں ہو سکتا ایسا جو رہیگا کیا اپنے سے الگ رہا۔ اپنا کسکو کہنا۔ اپنا اپنا تو معلوم ہو گیا۔ اپنا اور آپ یہ دو چیزیں ہوئیں تو اپنا اپنا جو ہے وہ آپ میں نہیں ملسکتا۔ جو کبھی ملجائے تو پھر اپنے کی اوستھا (حالت) آپ سے اور نہیں رہی۔ کیسی رہی یہ تو ملگئی پھر سمجھ لو کہ آپ سے اپنا علیحدہ ہے تو پھر اپنا جتنا نزدیک سے نزدیک اور نزدیک سے نزدیک اتنا اپنا ہے۔ اپنا اپنا جتنا ہے وہ سب الگ کرو تو جتنا اپنا ہے وہ اپنے سے الگ ہو سکتا ہے نہیں ہو سکتا ایسا نہیں ہے۔ پھر اپنا اپنا الگ ہو گیا تو آپ ہی ہے تو کیا

وہ ایک ذات کی چیز تھوڑی ہی ہے۔ دودھ کے مانند ایک تھوڑا ہی ہے۔ الگ کر دیا تو باقی کیا بچا۔ اپنا اپنا جتنا ہے اُسکو الگ کر دے تو پھر کیا بچا تو آپ ہی آپ بچ گئے تو جو اللہ کے یہاں جانے والے ہیں یا خدا کو پہچاننے والے ہیں یا خدا کو پہچاننے کی کارروائی کر رہے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ جتنا کچھ اپنا اپنا ہے اُس کو الگ کر دیتے ہیں پھر جو بچ گیا اُس میں اللہ خدا دیکھا جاتا ہے۔ اللہ کی ملاقات کسطرح ہو گی۔ مہاراج ہمکو خدا تو نہیں ملتا ایسا کوئی کہنے ہونگے۔ ارے نہیں ملتا تو اپنا اپنا سب الگ کر دو پھر جو الگ نہیں ہو سکتا اسمیں اللہ کو دیکھلو۔ کچھ آپ نہیں۔ ایسا تو نہیں ہونے والا پھر تو آپ ہی آپ ہے۔ دیکھنا ہے تو اللہ خدا اور اس سے جیسا کچھ دنیا اور اُس کے باہر جو کچھ ہوگا اور جو بچ گیا اُسمیں دیکھنا۔ نہیں دیکھنا ہو تو آپ ہی آپ مزے میں آنند میں رہو۔ آپ کہاں گئے۔ آپ تو ہیں ہزاروں دنیا چلی جائینگی تو آپ تو موجود ہی ہیں کبھی ایسا کہو گے ہم الگ کرنے کے واسطے آپ کہہ رہے ہیں تو کیا ہمارے بال بچے بیوی سب کو ایکدم چھوڑ دینا اور اُس کو پھر کبھی پاس نہیں آنے دینا تو ایسا سمجھ لو۔ الگ کرنے کی جو ترکیب ہے وہ ترکیب سے کبھی الگ ہو جائے اور خدا کو پہچان لے تو پھر اپنا اپنے پاس رہے تو بھی چلتا ہے جیسا دھوپ کالے (موسم گرما) میں اپنا کپڑا الگ نہیں کرتے کیا؟ بہت گرمی ہوتی ہے تو الگ کر دیتے ہیں اور کچھ جیسے کھلے یعنی ننگے بیٹھتے ہیں تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر سردی ہوتی ہے تو پھر اپنے پاس لیتے ہیں یا نہیں۔ کیا کپڑا اور تم ایک ہو جاتے ہو۔ اسکو الگ کر سکتے ہیں اور جب چاہے لے سکتے ہیں۔ بیوی بچوں کا کیسا کرنا۔ کپڑے کے موافق ضرورت پر لے لینا اور پھر وقت پر چھوڑ دینا۔ بیوی بچوں کو جب کام رہتا ہے اُس وقت نزدیک رکھتے ہیں اور کبھی باہر چلے گئے اور اُن کا کام نہیں رہا تو کیا ساتھ رہتے ہیں۔ اپنا اپنا جتنا ہے سب علیحدہ ہو سکتا ہے۔

نیند میں اپنے سے اپنا شریر الگ ہوتا ہے

ہاتھ پاؤں جسم سب الگ ہو سکتے ہیں جسم بھی الگ ہو سکتا ہے۔ ہوتا بھی ہے روز ہوتا ہے۔ نیند میں اپنا شریر (جسم)

کہاں رکھتے ہیں۔ اچھا بچھونا ڈال کر اُسپر اپنا شریر (جسم) رکھدیتے ہیں اور خود کدھر بھی
بھٹکیاں مارتے (آوارہ گردی) کو جاتے ہیں جیسا کپڑا رکھنے کے واسطے کھونٹی رہتی ہے
اور برتن رکھنے کی جگہ برتن رکھا جاتا ہے اور جو چیز جہاں رکھی جاتی ہے اُسکی جگہ رہتی ہے
اور خود اُس سے الگ رہتے ہیں۔ اسیطرح شریر (جسم) کی جگہ اُس کو رکھدیتے ہیں۔ جیسا
دن بھر اُس کے ساتھ کام کرلیتے اور رات کے وقت بستر (بچھونا) کرکے اُسپر رکھدیتے اور
چلے جاتے ہیں اور آپ الگ ہو جاتے ہیں۔ کہاں جاتے ہیں تو دوست سے ملنے کیواسطے
گئے وہ ملا نہیں۔ ایسا سوپن (خواب) پڑتا ہے۔ سوپن (خواب) جو پڑتا ہے تو وہ سوپن
دیکھنے کے واسطے کہیں بھی چلے گئے شریر (جسم) بھی ساتھ نہیں ہے۔ سارانش (مطلب)
کیا ہے۔ جو جو کچھ اپنا اپنا سمجھا جاتا ہے وہ اگدی (بالکل) نزدیک کے نزدیک کا ہو کے بھی
وقت وقت پر الگ ہو سکتا ہے اور وقت وقت پر نزدیک ہی لایا جا سکتا ہے وہ ندرا بھی
(حالت خواب) کے اودہارن (نظیر) سے معلوم ہوتا ہے۔ تم اپنے بیوی بچوں کی ویوستھا
(انتظام) کرو تو کیا کوئی منع کرتا ہے؟ بچوں کا کام ہو تو بچوں کا کام کرو۔ بیوی کا کام ہو تو
بیوی کا کام کرو۔ ماں باپ کا کام ہو تو اُن کا کام کرو اور اُن سے کام ہوگیا تو چھوڑ دو۔ اپنا
جیو شریر (جسم) جو کچھ ہے ضرورت پڑے تو اُس سے کام لو نہیں تو الگ ہے ایسا کرلو
ایسا الگ ہو سکتا ہے۔ پھر سب سے الگ ایسا کوئی رہتا ہے۔ سادہو سنت۔ مہاتما
اولیا۔ اُن کا من جیو شریر علیحدہ آپ ہی آپ رہتا ہے تو اُن کا اُن کے پاس ہی ہے
جیسے تم لوگ بھی ان کے پاس آجاتے ہو تو ضرورت پڑے تو تم لوگوں سے بھی وہ کام کرلیتے
ہیں اور ضرورت ہوگئی تو تم ہی اُن سے علیحدہ ہو جاتے ہو۔ بھوک لگے تو بھات بھاکری
(روٹی) کھاتے ہیں۔ مہاتما تو سب چھوڑ دیتا ہے۔ کھانا کیسے کھاتا ہے۔ ایسا جو کوئی کہے
تو یہ سمجھلو کہ جیسا تمہارے بال بچے رہتے ہیں اسکو پکا کر تم کھلاتے ہو لیکن تم کو اُن سے
الگ رہکر کھلانا پڑتا ہے ویسا ہی سمجھو کہ وہ الگ اور ہر وقت سب سے الگ رہ کر شریر

(جیو) کو کہلاتا ہے۔ جیسے تمہارے بال بچے ویسے اُس کا شریر (جسم) جب تک وہ ہے اُس وقت تک وہ الگ رہ کر کہلاتا ہے۔ ایسی کوئی چیز شریر (جسم) جیو (من) وغیرہ بھی۔ دنیا کی کسی چیز کو اس کا کام ہو تو لے لینا اور نہ ہو تو ہر وقت اُن کو چھوڑ دینا۔ سب سمجھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ یہ سب سمجھتے ہیں کہ کسطرح سے الگ کریں۔ اور رک کا رس نکالتے وقت اُس کو کوٹ کر رس اور اُس کا پوست جو ہے اُس کو الگ کر دیتے ہیں۔ بھوسا الگ ہو جاتا ہے اور رس الگ ہو جاتا ہے اس موافق کرنا کیا شریر (جسم) کو اسطرح کوٹنا۔ ایسا نہیں جب گرو (مرشد) (کنجی) بتاتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے ملک میں کوئی گرو (مرشد) ہوگا وہ ونڈی مہاپرش (مراد بہ ونڈی سوامی جی مہاراج) وہ بھی بہت اچھے ہیں۔ اُن کو کر لینا وہ کسطرح رستہ بتائینگے دیکھ لینا۔ اگر گرو (مرشد) نہیں کیا تو بھی سب سے اچھی بات ہے خالی ایشور کا نام اور جپ اور دھیان کرے تو بھی سب کچھ ہو سکتا ہے اگر کوئی کہے گرو بنا (بلغیر) ایشور کا دھیان نہیں جمتا۔ نہیں جمتا تو اس کے واسطے تم کو فکر کا ہیکو ہونا۔ تم کو فکر اتنی ہے کہ ایشور کا نام سمرن جپ جاپ جو کرتا ہے کرتے جاؤ۔ تمہارا فرض جو ہے وہ تم کرتے رہو۔ دھیان جاننے کے واسطے جسکا کام ہوگا وہ کریگا۔ اس کے کام کے واسطے

ایشور کا نام لیتے رہے تو گرو خود اپنے گھر آئینگے

تم کیوں فکر کرتے ہو۔ اپنا فرض پورا ہو گیا تو دھیان دھارنا جاننے کے واسطے تمہارے لئے جس کو فکر ہوگی وہی گرو کے روپ (بصورت مرشد) سے آپ ہی چلا آویگا۔ خود ہو کر گرو نہ کرو۔

خود اپنے کو چیلا بناؤ۔ گرو ہو گیا تو شسش (مرید) ہو جاتا ہے۔ زبردستی سے شسش (مرید) ہو گئے اور آپ گرو (مرشد) کر لئے تو گرو بیفکر ہو جاتا ہے جس نے گرو کیا ہے یا وہ جو گرو ہے وہ اپنا گرو پن رکھنے کے واسطے بیفکر ہو جاتا ہے اور سب فکر اپنے کو آ جاتی ہے۔ کیسے؟ خود نے تو گرو کر لیا اور چیلے ہو گئے۔ چیلے کی جیسی (بہ ستا (طریقہ)) ہے وہ فکر سے اپنے پالیا (نگہبانی) ہوگی) اور گرو کا گرو پن قائم رکھنے کے واسطے بھی فکر اپنے کو ہی ہوگی۔ گرو کو کیوں فکر

رہتی ہے۔ گرو بولتا ہے میں بلایا تھا کیا تم گرو کر لیے۔ تم نے کاروبار کیا۔ تو تم جوابدار ہو جاؤ
ہم کیوں۔ ہمارا گروپن قائم رکھو اور تمہارا ششیہ پن بھی۔ تم کس لیے گرو کر لیے پھر ششیہ کو
ضرور ہے اس گرو کا گروپن بھی نہ جائے اور اپنا ششیہ پن بھی محفوظ رہے۔ ایسی کارروائی
کرے گرو کس واسطے اس کی ذمہ داری لیگا وہ تو الگ رہیگا۔ بہت برس ہونے پر چیلا
پھر کہیگا اے گروجی مہاراج اتنے برس آپ پاس رہکر کچھ ودّیا (علم) کچھ گیان (معرفت)
ہمکو آیا نہیں تو گرو کہیگا اس میں کیا کروں۔ میں چیلا بنایا نہیں۔ تو ششیہ (مرید) کہتا ہے ارے
تم نے ہم کو چیلا بنایا نہیں لیکن ہم نے تم کو گرو بنایا ہے تو گرو کہتا ہے کیا تمہارا گروپن ہم
اپنے اوپر لیے۔ زبردستی سے تم نے گرو بنایا۔ تمہاری بنانے کی کارروائی پوری ہو جائے
اور اس سے ہم گرو بن جائینگے تو تمہاری اچھا پورات (خواہش دل) کرنا پڑیگا مگر تم کو گرو بنانے
کی ترکیب یاد نہیں۔ عورتیں روٹی پکاتی ہیں کیا اس طریق سے گرو کرنا ہے؟ روٹی بنانے کے
وقت آٹا لیتے پانی ڈالتے اور گوندھتے ہیں بیلن سے بیلتے اور توے پر سینکتے ہیں کیا
اسطرح سے گرو کرنا ہوتا ہے۔ —— سمجھو کہ جسکو روٹی بنانے کی ترکیب برابر آتی
ہوگی اس کو ہی گرو کرنے کی ترکیب معلوم ہوگی۔ کیا تم لوگوں کو روٹی بنانے کی ترکیب
معلوم ہے یا خالی کھانے کی ترکیب معلوم ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ تم لوگوں کو روٹی کھانے کی
ترکیب بھی معلوم نہیں ہوگی تو بنانے کی کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ وہ بنانے کی ترکیب

گرو کرنے کی ترکیب معلوم ہونا چاہیئے

عورتوں کی عورتوں کو معلوم۔ کیا تم لوگ عورت ہو کیا عورتوں
کے موافق ہیں ایک روٹی بنانے کو تیار رہو۔ تیار نہیں ہو تو پھر
گرو کرنے کی تمہاری کیسے تیاری ہوگی۔ یہ بات اسیطرح کی ہے
گرو کرنا تو صحیح مگر جس کو برابر ترکیب آتی ہے وہ برابر کرتا ہے۔ زمین میں ابھرا تودہ بھری تھا
پتھر سب ہوتے ہیں انہیں کی مٹی لیکے جسکو اچھی طرح پتلا بنانا آتا ہو وہ اچھا پتلا بنائیگا اور اس پتلے سے آپ بھی
آنند لیگا۔ وہ سیکڑوں دیکھنے والے بھی آنند لینگے۔ وہ سب بنانے والے کی خوبی ہے اسی طریقہ پر گرو

کرنے کی ترکیب معلوم ہو جائے اور تم بھی گرو کو کرو تو تم کو بھی بہت آنند آ جائیگا اور سیکڑوں لوگ بھی اس گرو سے آنند لینگے - گرو کیا کوئی چیز ہے - جو پورن ست پرش ہے کیا اسکو گرو کہنا جیسا کہ سب زمین ہے کیا اسکو کوئی پتلا کہیگا ؟ زمین پتلا ہے ایسا کوئی نہیں کہیگا اسکو جب پتلے کا آکار دیا جائے تو وہ پتلا کہا جائیگا - اسی طریق سے جو پورن (کامل) بنے ہونگے سنت مہاتما وہ کچھ ست گرو (مرشد) نہیں رہتے جس کو ضرورت ہو وہ سنت مہاتما کو ست گرو بنا لیتے ہیں - جیسا زمین کی مٹی سے مٹی کا پتلا بنا کر خود اسکا فائدہ لیتے ہیں اور سیکڑوں لوگوں کو بھی فائدہ دیتے ہیں - کیا سنت مہاتما کہتے ہیں کہ ہم کو گرو بناؤ اور آنند لو - وہ تو ایک وستو (چیز) زمین کے مانند پڑی ہے - جیسا چاہو ویسا گرو بناؤ - بنانے والے اور فائدہ اٹھانے والے کی ترکیب (خوبی) ہے - گرو کو کیا فکر ہے - اچھا پتلا نہیں بنا ٹوٹ گیا تو اس کا فائدہ بھی نہیں ہوا - تو کیا زمین کو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے تم کو پتلا بنایا لیکن ہم کو فائدہ نہیں ہوا - یہ بات ہی ایسی ہی ہے - ست پرش کو گرو کہنا بڑا مشکل ہے اور ست پرش کو گرو کرنا یہ بھی کٹھن (دشوار) ہے - جب اپنے سے گرو بنایا گیا اور اس سے فائدہ نہیں ہوا تو کیا ست پرش کو یہ کہیں کہ مہاراج ہم اتنے دن تک تمہارے پاس رہے - ہمکو کچھ ابھی تک فائدہ معلوم نہیں ہوا - وہ کہیگا کہ ہم کیا کریں - ہم نے کیا تم کو بلایا تھا - تم سے اچھا گرو ہی بنا نہیں اس لیئے فائدہ بھی نہیں ہوا - تم سے یہ کام بنیگا تو فائدہ ہوگا - کیا تم اب سمجھے - گرو کوئی ایسی چیز نہیں جو پہلے سے بنی ہوئی ہو - ارتھات (حاصل کلام) وہ بنی ہوئی چیز نہیں - اور اپنے کو بنانے کی ترکیب بھی یاد نہیں - تو پھر گرو کس طرح سے کرنا - ؟ کوئی کسی کو کہتا ہے کہ کیا تم نے گرو کیا - ؟ کبھی نہیں کیا ہو تو جنم میں آئے ہو ایک دفعہ گرو کر لو - مجھے کوئی پوچھتے ہیں کہ کیا تم نے گرو کیا - ؟ میں کہتا ہوں نہیں - گرو کاہے کے واسطے کرنا یہ معلوم نہیں - اور کچھ فائدہ ہوگا بھی تو ہم کو اس کی ضرورت نہیں - اس چکر میں کیوں جانا - اپنا رام رام - رام کرشن ہری - رام کرشن ہری کرتے رہنا

(بابا مہاراج رام کرشن ہری رام کرشن ہری کہا فرماتے رہے تو سب لوگ بھی اُن کے ساتھ رام کرشن
ہری کہنے لگے۔ اسپر بابا نے فرمایا۔ ارے) کیا یہ کیرتن (وعظ) ہے۔ کیا میں کیرتن کر
(کتھا دہاری) ہوں۔ تالی مہاراج زور سے تالی مہاراج۔ کیرتن کرنے والے ایسا کہتے ہیں
کیا میں کیرتن کے موافق کر رہا ہوں۔ جو لوگ رام سادہو ہو گئے ہیں ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ
ہر وقت وٹھل وٹھل نام گھوش (ورد) کرتے رہو تو اس میں حرکت (مضائقہ) نہیں۔ تم لوگ
رام کرشن ہری کہا کرو تو اچھی بات ہے۔ اسطرح جو تم ہر وقت رام کرشن ہری وٹھل

پریم سے رام نام لیتے رہو تو گرو کرنیکی کوئی ضرورت نہیں

وٹھل پریم (محبت) سے بولتے رہو تو تم کو گرو کرنے کی کیا ضرورت
ہے۔ وہی وٹھل یا رام کرشن ہی گرو کے روپ (صورت) سے
آپ ہی آپ تمہارے پاس آجائیگا۔ رام کرشن ہری وٹھل کا
کا نام پریم سے گھوش (ورد) ہو جائے تو وہی گرو بنانیکی ترکیب
ہے ایسا سمجھو۔ جو بن سکے وہ کرنا۔ چھوٹے مُنہ سے بڑا نوالہ کھانا کٹھن (مشکل) ہے۔ گرو
کرنا بڑا کام ہے۔ روٹی بنانا یاد نہیں تو گرو کیسے کرنا۔ کھانیکی کریا (فعل) یا کمانے کی کریا
(فعل) اور گند وغیرہ صاف کرنے کی ہی کریا (فعل) یاد نہیں تو گرو کسطرح سے کر سکے۔ اچھا
بھیا گھبراؤ مت۔ پیٹ کا دھندا کرتے ہوئے بچوں کا جیسا بن سکے پالن کرتے رہو۔ اپنا
بچہ۔ اپنی کوئی عورت۔ ۱۰ بیٹے ماں باپ اُن کو کھانے کو نہیں ہو تو لاؤ۔ دودھ نہیں تو
دودھ دیتے جانا ضرورت کے لائق کرنا۔ سنساری بیوہار (دنیوی کاروبار) کیا جو کچھ کرنا
ہے وہ ضرورت کے موافق کرتے رہو اور بیٹھے ہوئے سب وقت میں پریم سے کبھی پریم
نہ ہو تو بھی رام کرشن ہری کہتے رہو۔ اس کا کسی وقت میں یہی فائدہ معلوم ہوگا
وہ بیکار نہیں جائیگا اور بیوہار میں کہنے کے موافق جتنی ضرورت ہو اتنا جو کچھ کرنا ہے وہ
کرو اور سادہارن پرمان (معمولی طریق) سے کرنا۔ پرمان (حد) سے باہر فالتو بیوہار (بیکار
سنسار (دنیا) کرنا لیکن بھاگوتی کے موافق غیر ضروری کاروبار ہو گیا تو اسکی ذمہ داری

اُس کے اوپر ہو جاتی ہے۔ سادا لنش کیا ہے۔ ہر وقت پرمیشر کے نام سمرن (یاد الٰہی) میں
وقت گذارنا سنسار پر پنچ بھی کرنا۔ بہاڑ و نری (کرایہ) کے موافق۔ بہاڑے وتری کسکو کہتے
ہیں۔ بہاڑے کی گاڑی کرتے اور اس سے کسیطرح بھی زبردستی سے کام کر لیتے ہیں اس
پرمانے (موافق) سنسار پر پنچ کرکے اور پریم سے ہری نام لیتے رہو اسکا بہی نام (انجام)
کیا ہوتا ہے۔ اپنے کو گرو (مرشد) کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کو ہی اپنا چیلا کرنیکی ضرورت
پڑیگی۔ ایک دفعہ جو گرو زبردستی سے چیلا کر لیا تو کیا اس کی اپنے پر جوابداری رہتی ہے
گرو کہیگا کہ ہم نے تم کو چیلا کر لیا چیلے کے موافق رہو۔ چیلا (مرید) بولتا ہے کیا ہم تمہارے
پاس چیلہ ہونے کو آئے تھے؟ تم کیوں چیلا کر لیے۔ ہم جیسا چاہیں ویسا چلینگے۔ رکہنا ہے
تو رکہو نہیں تو نہ سہی۔ اب گرو ہی کو فکر ہوئی اس کا چیلا پن قائم رکھنے کی فکر ہو گئی۔ ایسا
زور چیلا گرو پر چلاتا ہے۔ وہ بس اپنے میں مگن (مست) رہتا ہے یعنی بہت بے پروا رہتا
ہے۔ اور جس نے چیلے کو کیا ہے وہ گرو ہی ہے اُسکو ہی ست گرو کہو یا مہاتما کہو ست
پرش یا ساکشات پربرہم (خاص ذات خدا) یا سرو سرکاری سمرتہہ (قادر مطلق) ہی ہے
کہ وہ کیا نہیں کر سکتا۔ چیلا کتنا ہی بے پروا رہے اسکو یعنی شش کو شش پن برابر لا دیتا ہے
لیکن گرو کو ہی چیلا کرنے کی ضرورت ہو تو وہ کرتا ہے۔ وہ ہی گرو پہلے ڈھونڈرا ہی تھا جنہوں
نے رام رام وٹھل وٹھل کرتے کرتے اپنے سب جنم ختم کیئے ہیں۔ رام وٹھل کو اسکو کرتارتھ
کرنے کے لیئے آنا پڑتا ہے اور وہ کرتارتھ کرنے کی کام گیری (انصرام کار) اسپر آ گئی یا ہونا
نے لی وہ گرو کہلاتے جاتے ہیں وہ کام گیری (انصرام کار) یہی اسپر کیسے آ گئی؟ جنہوں
نے رام رام وٹھل وٹھل کرتے کرتے جنم گذارا اسی سے انپر زبردستی سے وہ کام گیری (ذمہ
داری انصرام کار) آ گئی۔ اس سے سمجھلو کہ وہ کام گیری سکھ واسطے جو گرو بنگئے وہی گرو
بن کے اسکو کرتارتھ کرنے کے لیئے گرو کی کام گیری لی گرو بن گئے۔ اب اسی گرو کو اسی
رام رام کرنے والے شیشہ کو کرتارتھ (انجام بخیر) کرنے کی ضرورت ہو گئی۔ اسی واسطے گرو

کرنے کی کارروائی کرتا ہو تو ایسی کرو کہ اپنے کو ہی وہ خود آکے چیلا کر لے - اسکی کارروائی یہی سمجھو کہ ہر وقت خود رام رام وٹھل وٹھل کرتے رہو - اسطرح دنیا میں چیلا ایک ہی رہتا ہے اور اُس کے واسطے بنا ہوا گرو بھی ایک ہی ہوتا ہے - یہ بات بڑی ہے کہاں تک کہی جائے گرو یا تو (دوستو) تم چتر لوگ (سمجھدار) ہو تھوڑے سے میں سمجھ لیو - ہم تو بھیا (بھائی) کسکو گرو بھی نہیں سکیے اور کسی نے ہم کو چیلا بھی نہیں کیا اور آگے بھی بات ایسی ہی ہے کہ ہم کسی کے گرو بھی نہیں ہوتے اور کسی کے چیلے بھی نہیں ہوتے - ایسا کسی کا سوال ہوگا کہ بابا آپ گرو بنا کیسے پرمیشور روپ ہوگئے - مگر ہم تو یہی کہینگے نہیں مانتے تو مت مانو - ایسی تو ہماری حالت ہے جنھوں نے گرو کر لیا اور جنھوں نے چیلا کر لیا اس میں کیا سچی بہا نگر (جھگڑا) ہے وہ جس کی اُسکو معلوم - ہمارا اشں (خلاصہ مطلب) سمجھ لیو - زہریلی چیز رکھنے والیکو یہ ہو کہ

کہت کبیر سنو بھائی
سادھو سا وہ ہوگی رہنا

نہیں ہوگا - بڑی حفاظت سے رکھکر اس سے ہی بیوپار کرکے جلن جلتے ہیں ویسا ہی اپنا جسم اور جسم بھر میں اپنا سنسار بیوی بچے گھر وار دھن دولت - ایشٹ - شریر چیتوں ایسا سب کچھ اس میں آگیا ایسا جو کچھ اپنا ہو سکتا ہے وہ اپنا سمجھا زہر ہے - وہ زہر ہو کے کی چیز ہے اپنا جو ہے اپنے کو دھوکہ میں ڈالنے والی جو چیز ہے وہ اپنے کرم سے ہے پراربدہ یا ایشور کے سنکیت (قدرت) سے کہو تو اچھی بات ہے - میں اوپر جسطرح کہا ہوں اس موافق ہو سکتا ہے - ایشور کے سنکیت سے جو کچھ اپنا ہے وہ اپنی طرف چلا آگیا ایسا ہو تو اچھی بات ہے - چیلا ہونے کو اور گرو کرنے کو تیار نہیں اور کرتے ہی نہیں - پر نتو (لیکن) گرو نے زبردستی سے چیلا کر لیا تو اپنے کو کیا فکر - اس پر اپنے داسی (موافق) ایشور کے سنکیت سے جو جسم آیا جنھوں نے شریر چیتن اپنا کر دیا ہوگا اُس کو اس کی فکر پہلے ایشور کے سنکیت (منشا و قدرت) سے آگیا اپنا اپنا ہو ایسا مانتے ہو گئے تو کسی کا [illegible] کے واسطے اسکی فکر کرتے ہو - ایشور کے سنکیت سے جو آگیا ہے تو اسکی فکر ہی کرنا گیا جسم (اپنا شریر)

سنسار پر پنچ (دنیوی کاروبار) اپنا اپنا وہ تو ایشور کے سنکیت (منشا، قدرت) سے آیا ہے ایسا کبھی تم نے مان کر اور پھر اپنا اپنا سنسار سمجھکر اس کی فکر جو کرو گے تو پھر یہ تمہاری غلطی ہے اور جو کبھی ایشور کے سنکیت سے آگیا۔ یہ بات اور اپنا جنم اور سنسار وغیرہ جو وہ اپنے اپنے کرم سے ہی آگیا۔ ایسا جو مانو تو آئندہ اُس اپنے پن کو کسطرح سے خود کو سنبھالنا ضروری ہے وہ جیسا میں نے ابھی دوکانداری کا اُدھارن (مثال) دیا یہ بھی ویسا ہی ہے جو کم کی چیز سنبھالتے اور اپنا اپنا جتنا ہے اُسکو زہریلی چیز بڑے دھوکے کی چیز سمجھکے اُسی سے ویوہار کرتے رہو تو ہوگئی بات۔ پھر سب کچھ رہکر بھی تم کو دھوکہ نہیں ہوگا غفلت سے زہر یا بارود کی دوکان یا زاکھل (گیاس) کے ڈبہ کی دوکان یا پٹرول یا آگ پیٹی (دیاسلائی) کے بیچنے والے رہیں تو جیسا کٹھن پرسنگ (نازک وقت) اُنپر آتا ہے تو اسی موافق اپنا جو ہے جو کچھ اپنا مانا گیا ہے آپ خود غفلت سے رہے تو اس سے دھوکے کا پرسنگ اپنے پر ہی آجائیگا۔ جیسے لڑکیاں ایک گا نا گاتی ہیں۔

"کہت کبیر اُسن بھئی سادھو سا ودھ ہو کے رہنا"

ایسا کبیر کا گیت ہے کہ سا ودھ (خبردار) ہو کے رہنا نہیں تو دھوکے میں آجاؤ گے۔ مجھے آج کہنا نہیں تھا۔ چلو اب وقت بہت ہوگیا۔

اوم شانتی

یکم اپریل ۱۹۲۶ء م ۲۸ اردی بہشت ۱۳۳۵ف م ۱۷ ماہ رمضان ۱۳۴۴ھ م تھ پنچ ادھک ماس چیت سنک ۱۸۴۸ روز پنجشنبہ بمقام محمود باغ بیگم پیٹھ بوقت شب

رائی آڑ پربت ایسی الیشور کی حالت ہے۔

راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا یہ رائے روپ لال صاحب سررشتہ دار ہیں۔ تو سری بابا مہاراج نے فرمایا ہاں بہت اچھا ہے۔ تھوڑے سے ہی ایسا ہوتا ہے۔ تھوڑے کا لکشن (وصف) ہی ایسا ہے۔ جو بات تھوڑی ہوتی ہے اُسکی

رائی آڑ پربت الیشور کی حالت ہی

بہت گھٹا ٹوپ (بڑھاؤ) کرتے ہیں۔ جو بات تھوڑے میں ہونے کے موافق ہو اُسکو بڑا سروپ دیکر اُس کا کارخانہ بھی بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے تھوڑی سی بیماری آگئی۔ شریر کو (جسم) تھوڑی ویادھی (مرض) ہوگئی تو گھر ہی میں اجوان۔ سونٹھ لیکر اچھے ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ علاج نہیں کرتے اور اس چھوٹے کو بڑا سروپ دیکر دھوم دھام کرتے ہیں جیسے ڈاکٹر کو لاؤ۔ فیس دو یا بشیشی لاؤ۔ دوا لاؤ وغیرہ وغیرہ۔ ایک بڑا کارخانہ ہو جاتا ہے۔ صرف تھوڑے کے لئے۔ اس کو بڑا سروپ دیکر اُس کا ویوہار (کام) بھی بڑا کرتے ہیں۔ یہ ایک مثال ہوئی۔ ایسی بہت سی باتیں ہیں۔ اسیطرح تم الیشور کی حالت سمجھو۔ ”وہ تو رائی آڑ پربت“ کے موافق ہے۔ یہ کہاوت تو تم نے سُنی ہوگی۔ وہ تھوڑی سی بات ہے۔ بالکل ذرا سی بات ہے۔ دنیا نے اس کو بڑا سروپ دیدیا ہے۔ الیشور کو کہاں ڈھونڈھنا کہاں ملتا ہے۔ بہت تپسیا (ریاضت) کی بہت انشٹھان (چلے) کئے بہت اپاس (روزہ رکھے) تپاس کیا بڑے شاستری پنڈت ہوئے۔ بڑے بڑے تپیاسوی اور بڑے بڑے سادھو سنت سوامی جی کو دیکھے تپیاسوی ہی کہتے ہیں۔ ناک منھ دبالے اور آفت پر آفت صرف الیشور کے ملنے کیواسطے

اُٹھاتے ہیں۔ ارے ایشور کی جو بات ہے کیا وہ آفت دینے والی چیز ہے۔ ایشور تو بہت سُکھ
دینے کی چیز ہے وہ پہلے بھی سُکھ روپ۔ آخر میں بھی سُکھ روپ اور بیچ میں بھی سُکھ روپ۔
سُکھ روپ ہی ہے۔ سُکھ روپ کیواسطے آفت کیوں اُٹھانا۔ ایشور کے واسطے تو بڑے کشٹ
(تکلیف) اُٹھاتے ہیں۔ ایسا جس سے کشٹ ہوتا رہتا ہے وہ ایشور کا سروپ ہے۔ یہ تو کبھی
نہیں دیکھا جاتا۔ اس میں جو گن ہیں وہ تو شروع سے آخر تک سب سُکھ ہیں۔ سُکھ ہی سُکھ
دیکھا جاویگا۔ ایسا سمجھو۔ تو دیکھو ایشور کے واسطے اتنی چھوٹی بات کے لئے بڑا سروپ دیکر
اتنا کارخانہ بڑھا دیتے ہیں۔ اتنا کرنے پر بھی ایشور نہیں ملتا۔ کیسے ملیگا؟ تم دکھ کی بازو
لیتے ہو اور ایشور تو سُکھ روپ ہے۔ کوئی کہتے ہیں میں لوگ ابھیاس (جبس دم) کیا۔ کوئی
کہتا ہے میں اُپاس تپاسن برت نیم کیا۔ بہت دن بھوکا رہا۔ بہت دن بھگتی کی وغیرہ وغیرہ
تو اتنا کرنے پر بھی ایشور کا راستہ نہیں ملتا۔ دکھ سنکٹ اُٹھائیں تو کشٹ سے کشٹ ہی
آئیگا۔ یہ تو دکھ (تکلیف) کی اُلٹی راہ ہے۔ ایشور کے بازو میں تو سب سُکھ ہی سُکھ ہے اسکے
واسطے دکھ کیوں اُٹھانا۔ آپ ہی سمجھ لو۔ دنیا میں جتنا دکھ ہے کوئی سچے دکھ والا ایسا نہیں
کہیگا کہ دنیا میں سُکھ ہے اس کے واسطے سب دکھ ہی دکھ بھرا ہے۔ سُکھ ہے ایسا تم لوگ
مانتے ہو کیسطرح جیسے کہ جیسا چہ سامنے ستمبا کھمبا (ستون) ہے اسپر کالے داغ پڑیں تو پھر
کالے داغ اچھے نہیں نظر آتے اس لئے اسکو سفید رنگ دیتے ہیں۔ پھر کالا اندر رہیگا
تو وہ سفید تو ہے لیکن کالے اور پہلے داغ اسپر ہوتے ہی ہیں۔ پہلے سفید اسپر پہلے
داغ۔ پھر وہ اچھے نہیں نظر آتے اسلئے اسکو سفید کیا جب تک یہ مکان ہے تو میل کے
داغ اور سفیدی وغیرہ یہ دیوہار (کاروبار) چلتا ہی رہیگا۔ اسیطرح دنیا کا سُکھ اور دکھ ہے
دکھ تو ہے ہی۔ سُکھ جو چاہتے ہو تو اس کے واسطے کھٹ پٹ (کوشش) کرکے سُکھ کا
پیچھا کیا جاتا ہے۔ جب تک کھٹ پٹ (کوشش) کا آدھار (سہارا) ہے اور وہ جیتی
پیران (حد) کا ہوگا اس کا اثر اس کے پیمان کے موافق ہوکر اتنا سُکھ ہوگا۔ جب سُکھ

بھوگتے بھوگتے دُکھ آتا ہے اور بہت ہو جاتا ہے تو کھٹ پٹ کر کے تھوڑا بہت سکھ حاصل کرتے ہیں۔ ایسی دنیا میں سُکھ دکھ کی اوستھا ہے۔ دکھ کی حالت کیسی ہے؟ تم جو کاروبار اور کھٹ پٹ وغیرہ کرتے ہو وہ سب دکھ کے واسطے ہی ہوتے رہتے ہیں۔ تم ہی اپنے ہاتھ سے کھٹ پٹ اور کاروبار کر کے دُکھ پیدا کرتے ہو۔ پرنتو (لیکن) وہ کھٹ پٹ کاروبار دکھ کیواسطے کرنے پر بھی تم لوگ سُکھ کے واسطے ہی ایسا سمجھتے ہو۔ سکھ کیواسطے تم لوگ جو کھٹ پٹ (کاروبار) کرتے ہو تو کیا اُس وقت سکھ ملتا ہے۔ اسوقت تو بڑے کشٹ (تکلیف) اور دُکھ (مصیبت) ہوتے ہیں۔ اسپر سے معلوم ہوا کہ کھٹ پٹ اور کاروبار جس میں کشٹ ہے وہ دُکھ سے ہی ہو رہا ہے اور اس سے ہی دُکھ کا ورکش (درخت) بہت بڑھتا ہے ایسا خیال میں آتا ہے۔ سُکھ مان کر کھٹ پٹ اور کاروبار کیئے جاتے ہیں اسواسطے ہی تھوڑا بہت سُکھ کا پرواہ آیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ دنیا کی ریت (قاعدہ) سے دنیا میں دُکھ کا بیج تو ہے ہی اُس کو کھٹ پٹ (کاروبار) کسی طرح کی ہو تو وہ دُکھ کے بیج کا ورکش (درخت) ہو کر اسکا بیج نشٹ (ضایع) ہو جائیگا۔ اتنا بھی نہیں تو کوئی کھٹ پٹ کیئے بغیر آپ سے ہی آپ وہی دکھ کے بیج کی جگہ پر بڑا سکھ کا ورکش نپجاتا ہے۔ پرنتو دنیا کی ریت سے وہ دُکھ کے بیج کا جس طرح بڑا ورکش (درخت) نپجائے۔ اسی ریت سے اور اور طرح کی کھٹ پٹ (کاروبار) وغیرہ جو دھڑ پڑ ہو رہی ہے وہ دُکھ کا ورکش (درخت) بڑھانے کے لیئے مصالحہ ہو جاتا ہے تو ہر وقت دنیا میں دھڑ پڑ (جد و جہد) کرتے دُکھ کرتے کشٹ (تکلیف) کرتے ہو تو آلیش بھر (عمر بھر) اور اس کے بعد ہر وقت اپنے کو دکھ ہی دکھ ملتا ہے۔ کبھی تھوڑا بہت سفید ی کے موافق سکھ کا پرواہ آئے تو آتا ہے وہ کیا کرتا ہے اپنے سے ہی کھٹ پٹ کاروبار کر کے بنایا ہوا دُکھ کا ساٹھا (ذخیرہ) اپنے پاس موجود ہی ہے۔ اسیطرح ایشور نے سکھ کا بیج دنیا ہی میں ہے تو اس کا ورکش (درخت) بڑھانے کے لیئے کون سا مصالحہ ہے۔

کوئی طرح کی کھٹ پٹ دھڑ پڑ (کوشش) اور کشٹ (تکلیف) کا روبار دل سے ہی نہ ہونا
وہی اُسکا مصالحہ ہو جاتا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب جس کے خیال میں آیا اُس کو آیا ہوگا لیکن
جس کے خیال میں نہ آیا ہوگا تو اُس کے کرم (مقدر) میں کیا کروں۔ بیچارے آج چار ضعیف
آدمی) آکر بیٹھے ہیں۔ ان کے پلیٹ (مراد از ارادہ و خیال) سے میرا بولنا شروع ہو گیا۔ روز
روز کیا بولنا۔ تم لوگ روز سنتے ہو۔ ہم کو ہندی آتی نہیں اور اُردو انگلش بھی نہیں آتی
گجراتی بھی نہیں آتی۔ ایک مرھٹی آتی ہے وہ بھی برابر نہیں۔ ایک لفظ بولے تو اُلٹ جاتا
ہے۔ ایک لفظ کو چار چار دفعہ کہنا پڑتا ہے اس لیے کچھ کہنا ہی نہیں۔ یہی اچھا رہتا ہے
سری بابا نے وقت دریافت فرمایا حاضرین سے کسی نے عرض کیا کہ ابھی گیارہ بجنے میں
[illegible] بجے۔ اس پر سری بابا نے فرمایا کہ تمہیں بیٹھے تو اچھا ہے جاؤ اور آرام کرو۔ جلدی تم کو
آرام مل جائیگا۔ یہ کہکر سری بابا حاجات [?] برخاست فرما گئے۔

ادھم مقیم [?]

۲۳ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء م ۲۹ اردی بہشت سنہ ۱۳۳۵ ف م ۱۸ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ م بہتو چوتھا ودھک چیت ماس شکہ ۱۸۴۸ روز جمعہ مقام محمود باغ بیگم پیٹھ بوقت آٹھ بجے شب

مہاتما دنیا میں اور دنیا کے باہر بھی رہتے ہیں۔

سیٹھ کرشن چندر صاحب سری بابا مہاراج کے درشن کے لیے آئے تو راجہ نرسنگ راج بہادر نے عرض کیا کہ سیٹھ کرشن چندر جی سیتا رام باغ کے ہیں۔ اس پر سری بابا مہاراج فرمانے لگے اچھا ہے۔ وہ تو ایشور کے لال ہیں جن کو ایشور سے پریم (محبت) ہوتا ہے وہی آتے ہیں۔ جو ایشور کے ہوتے ہیں اُن کو ہی ایشور اپنی طرف کھینچتا ہے۔ سیٹھ صاحب فرمائے کہ کیوں اتنی دور آئے۔ اتنے میں ایک گجراتی صاحب جو بمبئی سے آئے تھے ان سے سری بابا نے دریافت فرمایا ہم کیا تم پھر بمبئی جاؤ گے۔ انھوں نے عرض کیا کہ کل پونہ اُتر کر پھر بمبئی جاؤں گا۔ سری بابا نے پوچھا ہم کیا ڈاکٹر [illegible] اچھے ہیں؟ کیا اُن کی حالت اچھی ہے؟ انھوں نے جواب دیا وہ کچھ تھے اب اچھے ہیں۔ سری بابا نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہمارے پاس بہت دن رہ کر گئے تھے۔ گجراتی صاحب نے کہا جب [illegible] کر پاکی جب سری بابا فرمائے ایشور کرپا کرتا ہے۔ وہ بہت پریم کا آدمی ہے۔ [illegible] کام پر لگ گیا یا نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا "اُن کا ارادہ سورت میں جا کر کام کرنے کا ہے" ان ہی صاحب نے پھر عرض کیا کہ میرے ایک بھائی نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ جو گھر سے (سچے) مہاتما ہوتے ہیں وہ دنیا اور سب سے الگ رہتے ہیں۔ نظر نہیں آتے۔ لیکن میں نے اسکا کچھ جواب نہیں دیا۔ اس پر سری بابا نے فرمایا

مہاتما دنیا میں اور دنیا کے باہر بھی ہوتے ہیں

اصل جو مہاتما ہوتے ہیں وہ دنیا میں بھی رہتے ہیں اور باہر بھی۔ وہ جہاں چاہیں وہاں رہتے ہیں اور جو دنیا سے دور رہتے ہیں

وہ دنیا سے باہر رہتے ہیں جو کھرا (سچا) ہے کیا اُسکو کچھ پرتی بندھ (روک) ہے وہ تو دنیا ہی میں رہتا ہے اُس سے ڈرتا نہیں۔ دوران گفتگو میں گجراتی صاحب نے کہا کہ میں گجراتی میں آپ کا جیون چرتر (سوانحعمری) پڑھا تھا۔ اس لیئے درشنوں کی اِچھا (خواہش) ہوئی اور آیا۔ سری بابا نے فرمایا اس کیا گجراتی میں لکھا گیا ہے؟ اور پھر فرمانے لگے جو سچے رہتے ہیں وہ الگ رہکر بھی دنیا کا بھلا کرنے کے لیئے سب لوگوں کا کشٹ (تکلیف) اُٹھاتے ہیں ان کا کشٹ (تکلیف) سہتے ہیں اور اُن کو سدھارتے اور سدگتی (عاقبت بخیر) دیتے ہیں ما الگ بھی رہتے ہیں اور دنیا سے الگ بھی نظر آتے ہیں۔ وہ ہر دم اپنے میں رہتے ہیں لیکن منش جیو (انسان) کو معلوم نہیں ہوتا کہ کب دنیا میں آتے ہیں اور کب دنیا کے باہر رہتے ہیں اس کا اودھارن (مثال) میں آپ کو دیتا ہوں جو دنیا سے الگ ہے تو مہاراج دنیا سے الگ ہے یا نہیں۔ وہ کسطرح دنیا کو معلوم ہوگا جو دیکھا نہیں جاتا وہ معلوم بھی کیسے ہو۔ مہاتما کو دنیا میں رہنے کی ضرورت نہیں ایسا جو کوئی کہنے والا ہوگا تو اُس کا یہ جواب سمجھو کہ مہاتما کو دنیا سے الگ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو مہاتما ہو گئے جہاں چاہیں وہاں رہینگے تمہارے ساتھ بات کرینگے۔ جانور کے موافق کتا۔ بلی سب بنینگے۔ دنیا کا بھی سدھار کرینگے اور الگ بھی رہینگے۔ اُن کی دُھن (موج) ہے جو کوئی دنیا سے الگ رہتا ہے اُس کو مہاتما کیسے کہیں۔ وہ تو ڈرتا ہے۔ مہاتما کی اوستھا (حالت) تو سردویاپی (محیط) ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑکر چھپا رہے یا دنیا سے ڈرکر الگ رہے تو پھر اُسکا سردویاپی پن یعنی اُس کی اصلی حالت جو ہے وہ نشٹ (ضایع) ہو جاتی ہے۔

اور اودھارن (مثال) یہ ہے۔ ندی جو رہتی ہے وہ ڈونگر (پہاڑ) سے نکلتی ہے۔ سنت مہاتما سچے جو کوئی ہیں وہ بھی ڈونگر (پہاڑ) جنگل میں رہتے ہیں۔ ندی بھی ڈونگر میں رہتی ہے لیکن جو ہر وقت ڈونگر (پہاڑ) میں رہے تو اُس کا اُپیوگ (فائدہ) دنیا کو کسطرح ہوگا۔ ڈونگر (پہاڑ) سے آتی ہے تو دنیا میں بھی رہے اور ڈونگر (پہاڑ) میں بھی۔ لیکن ڈونگر (پہاڑ) میں نہیں

ایسا تھوڑا ہی ہے وہ دنیا پر اُپکار (احسان) کرتی ہے۔ وہ دنیا سے الگ بھی نہیں
اور الگ بھی ہے۔ اسی پرمانے (اسیطرح) سنت کی حالت ہے۔

جنگل میں گنگا ندی ہے تو اس کا فائدہ جنگل کو نہیں وہ تو الگ ہے۔ وہ پھر دنیا
کو فائدہ پہنچانے کیواسطے دنیا میں آتی ہے جو سنت مہاتما دنیا کا اُدہار (نجات)
کریگا اور اُدہار (نجات) کرنے کے لئے کشٹ (تکلیف) اُٹھائیگا تو کیا وہ اُسوقت
دنیا سے الگ رہیگا۔ وہ کہیں ہے بھی کہیں نہیں بھی تو اصلی مہاتما کی حالت گنگا
کے موافق ہے دنیا میں رہ کر بھی الگ رہتے ہیں۔ گنگا ندی سب کو پاون (پاک)
کرنے کیلئے یعنے اُدہار (نجات) کرنے کے لیے وہ ہر وقت اپنے اپنے اُگم (منبع) کے
ٹھکانے ڈونگر (پہاڑ) میں رہیگی تو دنیا کا اُدہار کیسے ہوگا وہ دنیا میں بھی ہے
اور ڈونگر (پہاڑ) میں بھی الگ گپت ریت (مخفی حالت) سے ہے اس واسطے ہی
اُس کو گنگا کہا گیا اور اُس کا مہاتم (بڑائی) بھی بڑا کہا گیا ہے۔

مہاتما دنیا کو چھوڑ کر الگ رہتا ہے ایسی جو کسی کی سمجھ ہے تو اُن کو پہلے ابھیاس
(عمل اور شغل) کے واسطے دنیا سے ضرور الگ رہنا پڑتا ہے لیکن جب ابھیاس
ہوگیا پھر کہیں بھی رہیں کیا ہے۔ ابھیاس کے لیے ایشور پراپتی (وصال ذات
حقیقی) ہونے کے لیئے دنیا کی اڑچن (رکاوٹ) دور کرکے اُس وقت الگ
رہنا پڑتا ہے۔

بچے کے ماں باپ بچے کو کوئی ودیا (علم) سکھانے کے لیئے اسکول میں ڈالتے
ہیں۔ اُس کو بھی گاؤں کے باہر ہی اسکول یا بورڈنگ یا گورو کل یا کالج میں اپنے
ماں باپ اپنے پریوار (خاندان) سنیہی (دوست) متبنی وغیرہ لوگوں سے الگ
ہوکر کئی برسوں کی مدت تک بورڈنگ کالج میں رہ کر ابھیاس میں ہی کال (وقت)
نکالنا پڑتا ہے۔ پورا ابھیاس ہوگیا اور بیارسٹری اور ڈاکٹری وغیرہ وغیرہ جس کیلئے

مدرسہ میں بھیجا گیا تھا اُس میں پورا پورا ہو گیا تو دُنیا میں اس کے اپیوگ (فائدہ) کے لیئے نوکری وغیرہ میں لگ گیا تو کیا پھر گاؤں کے باہر وہ بورڈنگ ہی میں رہیگا اسیطرح سنت مہاتما کی حالت ہے۔ دنیا کی ریت (طریق) سے اپنے اور اپنے پریوار کے پیٹ کا گزارا کرتے اور بڑائی ملنے کے لیئے نوکر ہوتے ہیں پرنتو (لیکن) ایسے لوگ دنیا کا ہی بڑاپن لینے والے اور پیٹ کے پیچھے پڑنے والے ہیں۔

ایشور کا سچا سکھ لینے کے واسطے بہت کوشش نہیں کرتے۔ کیوں؟ آدمی ایشور کیطرف سے ہی چلا آیا ہے تو وہ بھی بھول میں پڑتا ہے۔ ایشور کیطرف سے آیا ہے تو پھر ایشور کیطرف جانا نہیں چاہتا۔

جب ایک دفعہ ندی آگئی تو پھر پلٹ کر نہیں جا سکتی۔ ندی کا، اداہارن لے لو دنیا میں سب ایشور کے ہی روپ ہیں کوئی چیز اُسکے بنا (بغیر) نہیں ہے۔ ادھر آگیا تو پلٹ کر کیسے جائیگا۔ لیکن انگریزی سرکار نے تو ندی کو بھی پلٹا کر اوپر کام میں لایا ہے۔ وہ تو انگریزی سرکار ہی ہے جو ست پرش اور سنت مہاتما ہوتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ایشور خود دنیا کے روپ سے دنیا میں چلا آیا ہے۔ اس کو پیچھے جانا مشکل ہو گیا ہے اور پھر اپنے ٹھکانے پیچھے پلٹ کر جانا تو ضرور ہے اُس کا آپ سے آپ پیچھے پلٹنا مشکل ہے۔ تو انگریزی سرکار کے موافق جو کوئی پلٹا دے تو پلٹ جاتا ہے پرنتو (لیکن) دُنیا میں آیا ہوا ایشور کیوں نہ ہو وہ خود بخود پیچھے پلٹ کر ٹھکانے پر نہیں جا سکتا۔

اتنا فرما کر سری بابا مہاراج نے گجراتی صاحب سے دریافت فرمایا کہ اب تو کوئی سوال نہیں رہا اور اس کے بعد فرمائے کہ اچھا ہے۔ تم بڑے پریم (محبت) کے آدمی ہو۔ ہم کو آنند (خوشی) ہو گیا اور ڈاکٹر جے شنکر اور واہن راؤ پٹیل یہ دونوں کی

طرف سے چلے آئے ہو اور یہ دونوں بھی بہت پریمی ہیں اور ان کے ہی تم ہو تو تم بھی بڑے پریمی ہو۔ ندی تو پہاڑ سے اُتر کر آگے آ گئے آ گئی وہ بچار کرتی ہے کہ میرا ٹھکانا کون سا؟ وہ بھول جاتی ہے۔ کہاں سے آئی یہ بھی اُسکو معلوم نہیں۔ جدہر رستہ لگ جائے اُدہر جاتے جاتے سمندر میں مل جاتی ہے اور سمندر میں ملکر سمندر روپ ہو جاتی ہے۔ پھر سوریہ نارائن (سورج یا آفتاب) کے ذریعہ اوپر جاتی ہے اور پھر ڈونگر (پہاڑ) میں چلی آتی ہے تب اُسکو خیال آتا ہے اور کہتی ہے کہ میرا ٹھکانا مجھکو مل گیا۔ اتنا چکر کھا کر پھر ٹھکانے پر چلی آئی۔ ایسے ہی آدمی کی حالت ہے۔ اسیطرح الیشور ہی دنیا میں آکر بھول گیا اور بچار کرنے لگا کہ میرا ٹھکانہ کون سا ہے۔ میں کہاں سے آیا اور کس لیے آیا اور کہاں جانا ہے؟ اسیطرح وہ چکر میں پڑ جاتا ہے اور چکر کھاتا ہے۔ آدمی الیشور سماں (موافق) ہے۔ جو لوگ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں وہ ندی سماں (موافق) ہیں اور جہاں سے نکل کر آئے وہ ٹھکانا میرو پربت جسکو اصل سوروپ گیری کہتے ہیں جہاں بھگوان بیٹھا ہے۔

وہاں سے اُترتے اُترتے جتنے آدمی آئے وہ سب ندی سماں (موافق) ہیں ایسے ندی کے سماں ہی کسی کی حالت اُلٹائی جانی چاہیئے یا نہیں تو پورا چکر کھا کر ندی جسطرح سمندر میں ملکر پھر ٹھکانے پر آتی ہے اسیطرح آدمی کا پورا چکر ہو کر ٹھکانے پر آنا ضرور ہے لیکن دنیا میں لوگ کسی سے پلٹائے بھی نہیں جاتے اور اپنے ٹھکانے پر بھی نہیں پہنچتے اور نہ سمندر میں ملجاتے ہیں لیکن ندی تو سمندر میں ملکر اور اُس کے دوار (راہ) سے اوپر جاکر اپنے ٹھکانے پر چلی جاتی ہے۔ اسیطرح تم کب اپنے ٹھکانے پر جاؤ گے۔ جب تم بھی سمندر میں ملوگے۔ تمہارا سمندر کون سا ہے جو میں نے پہلے کہا وہ جو دنیا کے باہر اور دنیا میں بھی رہنے والا ایسا جو اصل سنت مہاتما وہی تمہارا سمندر ہے۔ اُس کے ساتھ ملوگے تو اُس کے ہی دوار سے جو سب سے اوپر اور سب سے نیچے دونوں کا بھی ایک ٹھکانا ہے وہاں جا کر پہنچ سکے۔ سنت مہاتما سمندر کے موافق ہیں۔ سمندر دیکھا ہوا ہے تب بھی تم اُس میں نہیں ملتے۔

کیوں ؟ تم لوگ ندی روپ ہونا نہیں چاہتے ۔ کیونکہ ندی تو استری (عورت) جاتی ہے اور تم لوگ استری جاتی ہونا پسند نہیں کرتے ۔ تم لوگوں کو تو بڑا پرش پن (مردپن) کا ابھیمان (غرور) ہے ۔ تم کہتے ہو کہ کیا ہم کنگن چوڑی پہنتے ہیں ۔ ہم عورت کی ذات تھوڑے ہی ہیں ۔ ایسا تم ابھیمان لیکر بیٹھے ہو ۔ اس واسطے ہی سنت مہاتما جو سمندر روپ رہتے ہیں اس میں نہیں مل جاتے ۔ مرد کی ذات عورت کی ہی ہے ۔ ایسا پورا وچار (غور) کرنے پنا ستر آدہار (ذریعہ) سے ہی معلوم ہوتا ہے ۔ پھر تمہارے میں استری سمان (عورتوں کی طرح) ندی اوستھا (حالت) آئے بنا (بغیر) سنت مہاتما روپ سمندر میں نہیں ملوگے اور انہیں ملے بنا (بغیر) اپنے ٹھکانے پر بھی نہیں جا سکوگے ۔

اسکا مطلب کیا ہے سنت مہاتما جو ہے وہ سمندر کے موافق ہو گیا ہے ۔ اور اپنا جیو سنت مہاتما روپ جو سمندر ہے اس میں ملنا ضرور ہے تو سب آگے کی بات بن جاتی ہے ۔ اپنا جیو اس میں کسطرح ملیگا ۔ تو آپ خود ندی کے سمان استری کے سمان (مانند) ہوئے بنا (بغیر) نہیں ملنا کیسا ؟ ۔ ندی کا پانی نیچے نیچے اُتار میں آئے بنا (بغیر) آگے آگے چلکر سمندر میں نہیں جا سکتا اور نیچے نیچے یعنی اُتار میں ہر وقت رہنا یعنی نمر (عجز) سے رہنا وہ استری ذات کا سبھاؤ (خاصہ) ہے ۔ وہی سبھاؤ ندی میں ہے ۔ اس واسطے وہ ندی استری جاتی کی اوستھا (حالت) میں آ گئی ۔ اسیطرح اپنے میں استری سوبھاؤ لیکر یعنی اپنے دل کو اپنے جیو کو ندی کے پانی کے سمان نیچے سے نیچے اُتار اوتار اور نمر سے نمر کر کے سنت مہاتما جو سمندر ہیں آن کی طرف جو جائینگے تو اُس میں مل جاتے ہیں ۔ ایسا ہے مہاراج تم اپنے کو سمندر سمجھتے ہو تو کسطرح ہوگا تم کہوگے لیکن استری جاتی کے بنا (بغیر) کیسے ملیگا ؟ بہت کٹھن ہے ۔ بہت ابھیاس (پڑھا لکھا) کئے اور سارٹیفکٹ کمائے (حاصل کئے) لیکن مالک کی مرضی نہیں ہوئی تو کیا کروگے ۔ سارٹیفکٹ کو کنویں میں ڈالدوگے ۔ اب سمجھے یا نہیں ۔ اس واسطے ۔

جسطرح گھٹے اُسکو پریم سے گا نٹھنا ۔ جپ (مالا پھیرنا) تپ (ریاضت) سے نہیں ملتا ایسا لڑکیاں گانے میں کہتی ہیں ۔ "یگیہ یاگیہ جپ تپاسی نیہوئے دہیان دہارنے ناکڑے ۔ نشچے سا سچا ہری تکُـا جا بہگتی گنانے موہی لا"

توجمہ :۔ یگیہ یاگیہ جپ تپ دہیان دہارنا کو نہ بھول کر بھی کرتا رہے تو وہ سمجھ میں نہیں آتا ۔ تکارام جی کہتے ہیں کہ جسکا نشچے (عقیدہ) سچا ہو وہ بھگتی (عشق حقیقی) سے موہا جاتا ہے ۔

جپ تپ بہت کیا ۔ کرتے کرتے سرٹیفکٹ بہی ملگیا تو اسپر بھی پھر مالک کی مرضی ۔ آخر میں سری بابا نے گجراتی صاحب سے فرمایا کہ ڈاکٹر جے شنکر وامن راؤ پٹیل کو ہماری یاد دلا دینا ۔ ہم کو بڑا آنند (خوشی) سمادہان (تسکین) ہو گیا ۔ ہم بھی کچھ دن سے اپنے ٹھکانے (مقام) پر چلے جائینگے ۔

اوم شانتی

۷- اپریل ۱۹۲۶ء م ۲۳ شوال ۱۳۴۴ھ م ۳ خورداد ۱۳۳۵ف م
تتھ نومی و دسمی سمت ۱۸۴ روز چہار شنبہ مقام کیشو گری

(؟)

ایشور کی کرپا اپنے پر ہوتی ہے۔ اتنیت سنکٹ کا آنا ایشور کی کرپا سمجھو۔

ایشور کی کرپا (فضل) ہونے کے لکشن (علامات) اپنے کو معلوم تو ہوتے ہیں لیکن اپنی سمجھ میں برابر نہیں آتے اور ہم اُس کی کرپا کو لوٹا دیتے ہیں۔ سمجھو کہ تمہاری اچھیا (خواہش) پورن پوری کرنے کے واسطے یہاں کوئی آیا ہے لیکن تم کو معلوم نہیں ہوتا وہ واپس ہو جاتا ہے۔ اسطرح سے کیا ہوا۔ ایشور کی کرپا کو تم نے لوٹا دیا۔ تلسی داس کو بھگوان رامچندر کے درشن کی بڑی اچھیا تھی اس نے بہت ڈھونڈھا۔ یہ بہت لمبی چوڑی کتھا ہے۔ میں بیچ کی باتیں چھوڑکر کہتا ہوں سنو۔ رامچندر جی درشن دینے کو کسی اور روپ (شکل) سے آئے۔ ہر ایک روپ اُن کا ہی روپ ہے مگر تلسی داس نے اُن کو نہیں پہچانا وہ لوٹ کر چلے گئے۔ ماروتی (ہنومان جی) نے درشن کرانے کا ذمہ لیا تھا۔ پھر بھگوان نے چترکوٹ پر طوطے کے روپ سے تلسی داس کو درشن دیا۔ سارانش (حاصل مطلب) کیا ہے کہ ایشور کی کرپا تو ہوتی ہے مگر خود بھول میں پڑ جاتے ہیں اور نہ سمجھکر اُس کو لوٹا دیتے ہیں۔ کبھی کسی کام میں کوئی سنکٹ (تکلیف یا مصیبت) آجائے یا بکٹ دگھن (سخت رکاوٹ) پڑے تو اُس کو سہن (برداشت) کرنا چاہیئے۔ سنسار پرپنچ (دنیا) میں جو کچھ بھی دکھ (تکلیف) ہوں اُن کو آنند سے بھوگنا۔ یہی ایشور کی کرپا سنپادن (حاصل) کرنا ہے۔ تم لوگ کشٹ نہیں سہن کرتے اُس کے نوارن (دفع کرنے) کی یکتی (تدبیر) سوچتے اور کرتے رہتے ہو۔ یہی ایشور کی کرپا کو پھیر دینا ہے۔ تم کو کھانا نہ ملے اور تم پر بہت دکھ (مصیبت) آجائے تو اُس دکھ کو دکھ نہیں سمجھنا اور ایشور کو نہیں بھولنا۔ بھگوان کے پاس یا تیرتھوں میں جاتے ہوئے پنیہ کرم کرتے ہوئے راستہ چلتے ہوئے دھوپ یا برسات پڑنے سے جو تکلیف ہوتی ہے

اُسکو بھی ایشور کی کرپا سمجھو۔ اگر تم سواری میں بیٹھے یا کھڑاؤں پہنے یا چھتری لگائے تو الیسا
ہوا کہ اُس تکلیف اور دکھ (زحمت) کو تم نے دور کر دیا کشٹ اور دکھ ہی ایشور کی کرپا ہے
اسواسطے اُسکا سہن (برداشت) کرنا ایشور کی کرپا حاصل کرنا ہے۔ سری بابا نے راجہ
ترنگ راج بہادر بھوانی پرشاد کیطرف دیکھکر کہا کہ کل تمہارے ستارا میں ایشور کی
بہت کرپا ہوئی جو زور سے برسات ہو گئی اُس کے روکنے کے لیئے تم لوگ تنا ہیا نے
پردے وغیرہ لگاؤ گے تو سمجھ لو کہ ایشور کی کرپا کو روک رہے ہو۔ جتنا کشٹ آئے اُس سے
خوش ہونا اور آنند میں رہنا اس سے تم پر ایشور کی کرپا ہوگی اور تم کو پرساد ملیگا۔
سنت مہاتما (فقیر کامل) یا جو کوئی فقیر ہوں وہ کبھی گالی دیں یا ماریں تو اچھا سمجھنا۔ وہ کشٹ
(مصیبت) میں کشٹ دیتے ہیں۔ ایسا کشٹ اپنے پر اُٹھانا اور سمجھنا کہ اپنے پر کرپا
ہوئی۔ تات پریہ (الغرض) یہ ہے کہ جو کشٹ آئے اُس کو آنند سے سہن کرنا۔ نوارن
(رفع) نہیں کرنا اور ایشور کا بھجن سمرن (یاد الٰہی) برابر کیے جانا۔ ایسا کرنے سے
ایشور کی کرپا ہوتی ہے۔

اوم شبھم

۲۱ - اپریل ۱۹۲۶ء م ۸ شوال ۱۳۴۴ھ م ۷ اخرداد ۱۳۳۵ ف م رام نومی شاک ۱۸۴۸ روز چہار شنبہ بوقت صبح مقام کیشو گری

(۳)

عورتوں کا جنم پتی کو بھگوان کرنے کے واسطے ہے - بچہ خراب رہا تو کیا ماتا اُسپر پریم نہیں کرتی - تم اپنے نام کے موافق بنجاؤ -

آج چند عورتیں سری بابا مہاراج کے درشنوں کو آئیں اُس وقت سری بابا نے اُن کو یہ اپدیش فرمایا -

عورتوں کا جنم (زندگی) کا ہیکے واسطے ہوتا ہے - پتی کو بھگوان بنانے کے لیئے - اُن سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے -

عورتوں کا جنم پتی کو بھگوان کرنے کے واسطے ہے

عورت کا جنم کس لیئے ہے ؟ اس کا کچھ تم کو وچار (خیال) ہے - خالی بھڑاؤ کرنا زیور وغیرہ پہننا اس لیئے ہے - اگر ایسا نہیں تو اپنا پتی (شوہر) جو ہے اُسکو پرمیشور بنا دنیا - اگر وہ پرمیشور بن جائے تو اپنا سوبھاگیہ (سہاگ) قائم رہجاتا ہے - عورتوں کو سہاگ کی ضرورت ہے یا نہیں - سوبھاگیہ کیسے ملتا ہے ؟ جب پتی (شوہر) ہر وقت بنا رہے تو اپنا سوبھاگیہ (سہاگ) رہجاتا ہے - ہر وقت رہنے کے لیے اسکی حالت کیسی ہونی چاہیئے - ہر وقت رہنے والا دنیا میں کوئی ہے یا نہیں - وہ ایشور ہے - اپنا پتی ایشور ہو جائے تو اپنا سوبھاگیہ (سہاگ) یا بھاگ (مقدر) ہر وقت قائم رہجاتا ہے -

سری بابا نے دریافت فرمایا تم پھر تم کو سوبھاگیہ (سہاگ) کی ضرورت ہے یا زرد زیور کی ؟ اگر سہاگ کی ضرورت ہے تو اپنے پتی کو امر (زندہ جاوید) کرلو - امر وہ جو ہمیشہ زندہ رہے - وہ امر کیسے ہوگا ؟ اگر تم اس کو امر نہیں کیئے اور کچھ کارروائی نہیں کی تو تم اپنا نقصان کرلوگے اور تمہارا سہاگ چلا جائیگا - سوبھاگیہ قائم رہنے کے لیئے اپنا پتی

ہر وقت ایشور کے موافق ہو جانے کی ضرورت ہے اس کے لیے کچھ کارروائی کیجائے تو وہ امر ہو جائیگا۔ پھر تمہارا سہاگ کہاں گیا؟ نہ سمجھی ہو تو پھر سمجھ لو۔ ایسی کارروائی کر لو کہ اپنا پتی زندہ رہ جائے۔ زندہ جس کو مرن (موت) نہ آئے۔ یہ عورت کا کام ہے اسواسطے کیا کرنا؟ اپنے سے تو نہیں ہو سکتا۔ جو بھگوان روپ (ذاتِ خدا) ہو گیا ہے اُس کو بچہ بنا لینا بس ہو گیا۔ اب تم ہم کو بھگوان مانتی ہو تو بچہ کا کام کیا رہتا ہے۔ ماں باپ کو ایشور روپ بنا کر اُدّھار کر دے یہی اُس کا کام ہے ایسا نہ ہو تو بچہ کا ہیکو ہونا۔ ماں باپ کو پانی دیکر اُن کا اُدّھار کرنے کے لئے وہ بچہ بھگوان روپ ہو جائے اور پانی دے تو اپنا اُدّھار (نجات) ہو جائیگا۔ بچہ جو ادھر اُدھر رنگ ڈھنگ میں رہے اُس کے پانی دینے سے ماں باپ کا کیا اُدّھار ہوگا اپنا بچہ بھگوان ہو جائے اور وہ اپنے کو پانی دے اور اپنا اُدّھار کرے ایسی اپنے بچے کی حالت ہونا بڑا مشکل کام ہے اس واسطے جو بھگوان ہو گیا ہے اُس کو ہی بچہ کر لیں۔ اب تم ہمکو بھگوان مانتے ہو اور ہم کو ہی بچہ یا بچی سمجھکر اسطرح سے چلن چلو تو وہی بھگوان تمہارا بچہ ہو کر تم کو اور تمہارے پتی (شوہر) کو اُدّھار کر کے ایشور روپ کر دیگا وہ ایشور روپ کر دے تو تمہارا پتی امر (زندہ جاوید) ہو جاتا ہے تو پھر تمہارا سوبھاگیہ (سہاگ) کہاں گیا۔؟ جب تمہارا پتی (شوہر) ہمیشہ کا ہو جاتا ہے تو پھر تم اور تمہارا سوبھاگیہ بھی ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ جب بھگوان تمہارا بچہ ہو تو تمہارا پتی بھگوان کا کون؟ وہ بھگوان کا پتا (باپ) ہو گیا۔ یہ سچ ہے یا نہیں؟ تم اُس کی ماں ہو گئیں پھر تمہاری استھتی (حالت) کیا پوچھنا۔ بھگوان سے بھی بڑی ہو گئی بھگوان کی تم ماں اور تمہارا پتی باپ تو پھر سب ہو گیا۔ کیسی گیان کی بات ہے۔ سمجھیں یا نہیں۔ تم تو دل میں بچار کر رہی ہو گی کہ گھر کو کب جائینگے اور کیا کھائینگے۔ اب جو گھر جاؤ گی تو یہ سب گیان کی بات بھول کر اپنے مزے میں کھاتی جاؤ گی اور گہنا ساڑی پہنتی جاؤ گی۔ ہلو کیا۔

جن عورتوں کو اُپدیش ہو رہا تھا اُن میں سے ایک عورت کی بچی کا پاؤں ٹیڑھا تھا اُنھوں نے اُس کے سُدھارنے کے لئے اُسی سلسلہ اُپدیش میں ہی سری بابا سے عرض کیا

اسپر سری بابا نے ارشاد فرمایا۔

بُرا جو آتا ہے وہ اپنے کرم سے آتا ہے جیسکا پاؤں ٹیڑھا رہتا ہے کیسکی آنکھ بگڑی رہتی ہے وہ ترشٹ کرم ہے لیکن وہ سب ہٹ جاتا ہے کسطرح؟ جب پرمیشور بچہ ہو جائے۔ کبھی تم یہ کہو کہ ہم پرمیشور کو بچہ کر تو لینگے لیکن ایشور جو کبھی خراب دیکھنے میں آتا ہوگا۔ کبھی ہماری طرح بدھا۔ غلیظ۔ میلا۔ خراب چلن والا ہوگا تو اسکو بچہ کیسے سمجھنا۔ تمہاری بچی کا پاؤں خراب ہے

بچہ خراب رہا تو کیا ماتا اُسپر پریم نہیں کرتی

تو کیا تم اسپر پریم (محبت) نہیں کرتیں اور اپنی بچی نہیں کہتیں۔ اسطرح مجھے خراب بچہ سمجھتی ہو تو جیسے بچی کا پاؤں سدھارنے کے لیئے تم بہت کھٹ پٹ کرتی ہو اُسی موافق کھٹ پٹ کرکر ہم کو بھی اچھا کرلو۔ تم تو اُس کے ماں باپ ہی ہو۔ ماں باپ کا دھرم (فرض) ہی ہے کہ بچے کو سدھاریں جیسے کوئی پیٹ سے پیدا کیئے بغیر دت پتر (متبنّیٰ) لیتا ہے اس میں جو کچھ بگاڑ ہو اس کے واسطے کیا بنے ہوئے ماں باپ کھٹ پٹ نہیں کرتے۔ ایسا ہی بھگوان کو بچہ سمجھکر کبھی اسکو سدھارنے کی ضرورت ہو تو سدھار لو۔ سری کرشن بھگوان دیوکی ماتا کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور دیوکی ماتا ہونے پر بھی یشودھا (جسودا) نے کرشن بھگوان کو اپنا بچہ سمجھکر اپنے پیٹ کے بچے سے بھی زیادہ پریم (محبت) کرکر اُسکو پالتی رہتی اور کبھی سری کرشن بھگوان خراب ریت (طرق) سے چلیں تو بھی یشودھا ماتا جسطرح سے وہ سُدھر جائیں اور اچھی چلن چلیں اسطرح اُن کو غصہ ہوتیں۔ کبھی مارتیں اور طرح طرح کی شکشا (نصیحت) دیتی تھیں یشودھا ماتا نے دوسرے کے بچے کو اپنا ہی بچہ بھگوان روپ مان کر اس سے ہی اپنے اور اپنے پتی اور پریوار (خاندان) کا ادھار کرلیا اور سب کو ایشور روپ بنا لیا اُس سے کیا معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ادّھار اپنی اولاد سے ہی ہوتا ہے جب وہ اولاد بھگوان روپ ہو۔ اسطرح دنیا میں جو ماں باپ ہوں وہ اپنی اولاد سے اپنا ادّھار ہو جائے اسواسطے وہ اولاد کو ایشور سمان (ایشور کے موافق) ہو جانیکا شکشا (تعلیم و تربیت دیکر) ایشور بنا کر اپنا ادّھار کر لیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو تو جہاں اپنے کو بنا ہوا بھگوان نظر آئے اُس سے ہی اپنے اور اپنے

پریوار (خاندان) کا اُدّہار کریں۔ ایسا جو کبھی نہ کرو تو ماں باپ کے پیٹ میں جنم لیے کہائے۔ یہ بڑا چھوٹا پن لیئے اور چلے گئے۔ یہ کہنے کے بعد سری بابا نے بچے اور بچیوں کے نام دریافت فرمائے۔

تم اپنے نام کے موافق بن جاؤ	سوال:۔ تمہارا نام کیا ہی؟ جواب:۔ دہرم رانی۔ سوال:۔ تمہارا نام؟ جواب:۔ کنول کشوری۔ ارے بیٹیا یہ تو بڑی پنچایت ہے۔

سوال:۔ تمہارا نام کیا ہے؟ جواب:۔ رام کشوری۔

دیکھو کتنے اچھے اچھے نام ہیں۔ ہمارا نام کتنا خراب ہے اُپاسنی یعنی بہکاری بھیک مانگ کر بہی کہایا نہیں جاتا۔ ہم سے بھیک مانگا بھی نہیں جاتا اور کہایا بہی نہیں جاتا اسلیئے اُپاسنی نام ہے۔

سوال:۔ تمہارا کیا نام ہے؟ جواب:۔ دہرم رانی۔
سوال:۔ تمہارا نام کیا ہے؟ جواب:۔ ارجن پرشاد۔
سوال:۔ تمہارے پتا جی کا کیا نام ہے؟ جواب:۔ انجنی پرشاد۔
سوال:۔ تمہارے چچا کا کیا نام ہے؟ جواب:۔ جدوبنس پرشاد۔

دیکھو ہمارا راج ہمارے مُنہ پر بھی یہ نام نہیں آتے ہمارا نام خراب ہے اس واسطے وہ جلدی آجاتا ہے۔ اچھے اچھے بھگوان کے نام تم نے لیئے ہیں وہ مُنہ سے کہے بھی نہیں جاتے۔ اچھا ہے۔ نام کے موافق بن جاؤ۔ ارجن پرشاد تم ارجن کے موافق۔ رام کشوری تم رام کے موافق ہو جاؤ۔ ایسے بڑے بڑے ناموں کیطرح ہم سے بنا نہیں جاتا اسلیے ہمارے نصیب میں اُپاسنی یعنی بہکاری نام آگیا۔ آج رام کا جنم دن (سالگرہ) ہے آج سے پکا نشچے (یقین) کرو جیسا کہ ہم نے کہا ہی اسیر چلکر اپنے جنم (زندگی) کا سارتھک (درست) کرلو اور اپنے پتی اپنے ماں باپ کا بہی سارتھک (انجام نیک) کرلو۔ ایسا نہیں کرتے تو یہاں کا ہیکے واسطے آتے ہو۔ اچھا اب تم کو دیر ہو رہی ہوگی۔ اب تمہارا کیا کہنا ہے۔ دنیا کی ریت سے آج تک پرمیشور کو

ماں باپ کہتے کہتے بہت جنم گذر گئے۔ تب بھی ایشور اپنے ماں باپ کے روپ میں نظر نہیں آتا۔ اب اُسی ایشور کو بچہ سمجھکر چلیں چلو تو پھر کیا تماشہ ہوتا ہے۔ دیکھو۔

اُوم شانتی

یکم مئی ۱۹۲۶ء م ۱۸ شوال ۱۳۴۴ھ م ۲۷ خورداد ۱۳۳۵ف م تتھ چیت بدی چوتھ سمبت ۱۹۸۳ روز شنبہ مقام کیشو گری
آشرم ناسک ستھوبا

ہماری حالت کوّے کے موافق ہے۔

آج آرتی کے پہلے جبکہ سب لوگ آکر بیٹھے تھے سری بابا مہاراج نے فرمایا۔

تم لوگ دیکھکر تیار ہوا جو ہوا سکو لے لیتے ہو۔ تو پھر جو جو آیتے پھلکٹ (بغیر محنت کا تیار شدہ) پنڈ کے اوپر نظر رکھتے ہو اُن کو کوّا نہیں کہتے تو پھر کیا کہتے ہیں۔ کوے کی حالت ایسی ہی رہتی ہے کو اوقات سے روٹی بھات (خشکہ) پکاکر نہیں کھاتا جہاں آیتا (بلا محنت کے تیار شدہ) بھات (خشکہ) ہوگا اُسی پر اُس کی نظر رہتی ہے۔ دنیا میں سب کچھ آیتا ہوتا (لیکن) پرنتو بچہ آیتا نہیں ہوتا۔ میں جو کہوں کہ تم کو بچہ نہیں ہے میں آیتا ہوں بھگوان روپ بچہ لو تو کہتے ہیں کہ آیتا نہیں ہوتا۔ بچہ کے بغیر جتنی چیزیں ہیں وہ سب آیتی چاہئیں۔ یہ دنیا کی ریت (طریق) ہے۔ یہی ہمارے من (دل) کی بھی حالت ہے۔ جب کبھی اپنے کو پیسہ آیتا (بلا محنت کے مفت) بغیر وکالت کیئے اور دوکان لگائے ملجائے تو مزے میں کھاتے

ہماری حالت کوّے کے موافق ہے

رہیں گے۔ سارانش (حاصل کلام) بھگوان کی حالت بھی آتی ہے تم ہم کو پرمیشور سمجھکر جھک کر پاؤں پڑتے ہو۔ پرنتو (لیکن) وہ

پاؤں پڑھنا ہماری طرف نہیں آتا۔ ہم بھی آپتو یا (محنت کیئے بغیر) ہیں۔ ہم میں پرمیشور ہیں جو تم مانتے ہو وہ آپتا آگیا ہے۔ ہماری حالت کو "اسے" کے موافق ہے۔ بات اسپر سے نکلی کہ بچہ اور بچیوں سے ہم بات کرتے تھے جسمیں بچپن ہو اور دیکھنے میں بڑا کیوں نہ ہو۔ اُس سے بات چیت کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ وہ بڑا ہی کیوں نہ ہو اُس کا من بچہ کے سمان ہو تو وہ اچھا ہوتا ہے۔ مجھے ابھی بیٹھے بیٹھے ایسا دَم آگیا۔ دَم میں سانسیں چھوڑنے والے چھوڑتے ہیں اور اُسوقت رام رام بھی بولتے ہیں ویسا ہی میرا بھی دَم کا آنا بند ہوا۔ میں نے بچیوں سے کہا کہ تم ہر وقت رام رام کہتی رہو۔ پھر کہا اچھا بھیا تمہاری تقدیر میں رام رام کہنا نہ ہوگا۔ آپتا رام رام کا پھل (ثمرہ) اپنا ہوگا تو لے لو۔ جب آپتا مل جائے تو چوٹے کے پاس کا ہیکو جا کینگے اور روٹی کیا کینگے (اس موقعہ پر بیرسٹر سری کشن صاحب آئی) سری بابا اُن سے فرمانے لگے کہ بیرسٹر صاحب آج اچھا ہے کل جو تم رہتے تو تمہاری بھی گھابر گنڈی (پریشانی) ہوجاتی۔ آج ڈاکٹر واگرے صاحب آگئے تھے سب دیکھے۔ اچھا ہو گیا۔ کیا ہماری حالت اور کیا اُن کی حالت سارکھی ہے (ایک ہی ہے) ہماری طرف بھی کوئی بیمار آتے ہیں تو میں کہتا ہوں اچھا ہو جائیگا تو اُسکو سادھان (تشفی) ہوجاتا ہے کہ بابا نے کہا ہے اب میں اچھا ہو جاؤنگا۔ لیکن ہم کیا دوا دیتے ہیں۔ ویسا ہی ڈاکٹر لوگ بھی کبھی آشرباد (دعا) دیجاتے ہیں۔ ہاتھ لگا دیئے۔ میٹھی میٹھی باتیں کیں اور کہا کہ "آپ بھگوان ہیں" سب کو دوا دیتے ہیں۔ ہم جو بیمار ہو جائیں تو ہم کو بھی دوا دیتے ہیں ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ڈاکٹری ایسا کیئے بغیر نہیں ہوتی۔ اُن کا درشن (ملاقات) ہوگیا۔ ہاتھ لگ گیا اچھا ہو گیا۔

سارانش (ماحاصل مطلب) میں ایسا بچیوں سے کہہ رہا تھا کہ تمہاری تقدیر اچھی ہے تمکو رام رام کہے بنا (بغیر) رام رام کا پھل مل رہا ہے۔ وہ کسطرح سے کیسا آتا ہے۔؟ میں بیتہ بچی کے پتا (باپ) بھوانی پرشاد آنے پران کے ساتھ بات چلی ہے۔ تمہاری حالت

میں نے کہدی ہے کہ تم لوگوں کا نصیب ایسا بڑا ہے کہ کچھ کیئے بنا (بغیر) پرمیشور کا پرینام (نیک انجام) تم پر ہوجاتا ہے۔ جیسی ہماری حالت ویسی ہی تمہاری۔ میری کتھا کیسی ہے اب تم لوگ سمجھ لو۔ میں نے تو کبھی رام رام کہا نہیں ایشور کے واسطے کچھ کھٹ پٹ (کوشش) کی نہیں۔ نہ کچھ یوگ ابھیاس (حبس دم) (ریاضت) نہ ایشور کا بھجن (یادِ الٰہی) ہاتھ میں مال (سُمرنی) لیکر کچھ کیا نہیں۔ تب بھی تم ہم کو پرمیشور کہتے ہو ہم کچھ کیئے بنا کیسے بن گئے۔ یہ میرا سوال مجھ میں ہی پیدا ہو گیا۔ ایک پچھلی بات خیال میں آگئی۔ کون سی؟ ایک اچھا بھلا شخص ہر وقت رام رام کہتا رہتا تھا ایسا رام رام کرتے کرتے کئی جنم گذر گئے لیکن وہ رام رام کو چھوڑا نہیں۔ ایسا کرتے کرتے رام رام کی بڑی پونجی (سرمایہ) اُس کے پاس بھر گئی۔ اتنی بھری کہ خاص جو رام کا اول کا ٹھکانا وہاں تک اُسکا رام رام کا جوڑ ملگیا۔ اُس کا رام رام کہنا خاص رام سے ملا دیا تو پھر وہ رام ہی رام ہوگیا۔ خاص جو ہے وہاں تک اُسکا رام رام ملگیا تو پھر دونوں میں کچھ فرق رہا ہی نہیں۔ اتنا جب پورا ہوگیا تو پھر ہم جیسا کوئی اُسکو مل گیا۔ اُس نے کہا ارے بھیا تم نے اتنے جنم تک رام رام کرتے کرتے بہت پونجی (سرمایہ) جمع کی اور اول کے رام رام میں تمہارا سب رام رام ملکر اول کا رام رام اور تم ایک جیو ہو گئے۔ پھر بھی ابھی تک تم رام رام چھوڑتے نہیں تو اُس کا کیا کرو گے۔ کیا اسکا آچار ڈالو گے۔ اس رام رام کا تم کو کیا فائدہ ہے؟ نہ لوگوں کو فائدہ نہ تم کو فائدہ۔ تو رام رام کہنے والا جواب دیا۔ خالی رام رام کر کر جتنا کمایا جائے اُتنا کمانا اور سنبھالنا اسی میں ہم کو آنند (مسرت) معلوم ہوتا ہے۔ وہ کچھ بھی ہو تم کو کیا کرنا ہے ہمارا سبھاؤ (عادت) ہی ہے۔ رام رام کماتے جانا فائدہ ہو یا نہ ہو۔ ایسا کسی کسی کا سبھاؤ (عادت) رہتا ہے۔

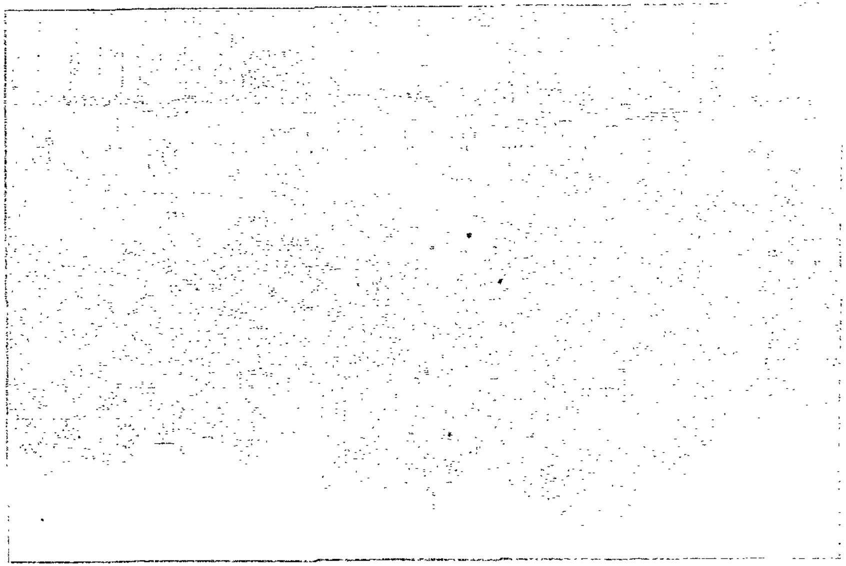
چنانچہ ایسا ایک آدمی ہماری برادری میں تھا اُس کا سبھاؤ (عادت) کیا تھا کہ ادھر اُدھر سے جسطرح ملے یہ کما کر لائے لیکن چوری کر کر نہیں بلکہ تمہارا کام کر دے

اور پیسہ دینے پر لے لے اور دوسرے کا کام کر دے تو اُن سے بہی پیسہ ملے تو لے لے جس کا جو کچھ کام ہو وہ کر دیتا اور جو مل جائے وہ پیسہ کما کر رکھتا اسطرح بہت پیسہ کمانا اور ہنڈے (دیگ) بھر کر زمین میں گاڑتا۔ جب بہت پیسہ ہو گیا تو تم جیسوں کو قرض دیتا وہ بہت کنجوسی (بخالت) سے رہتا تھا۔ ایسے کنجوس کو چکو کہتے ہیں۔ کہیں چکو پہل نہیں سمجھنا اُسکا ارتھ (مطلب) کنجوس بخیل ہے۔ اُسکو وشواس (بھروسہ) نہیں تہا اسواسطے روپیہ قرض دے تو سونے کی جو اچھی چیز ہو وہ رہن رکھکر اُس کی قیمت سے آدھے پیسہ دیتا تھا یعنی پانچسو کی چیز ہو تو ڈھائی سو دیتا تھا۔ سرکار دربار میں بھی بڑا چتر (صاحب عقل) مانا گیا تہا۔ اسی سے تو اُسکو پیسہ ملتا تہا۔ اس کی بہت کھیتی باڑی تھی۔ اُس کے کھیت میں چانول بہت اچھے پیدا ہوتے تھے۔ اپنی چترائی (ہوشیاری) سے بیوپار کرکے پیسہ کماتا تھا۔ لیکن جو پیسہ ملتا اُس کو زمین میں رکھتا۔ یہی کارخانہ چالو تھا۔ خود وقت پر چانول وغیرہ اچھا اچھا اناج نہیں کھاتا تھا۔ باجرے کی روٹی اور کُلتھی کی کڑہی اور کچھ چٹنی کہاتا تھا۔ کپڑے وغیرہ بھی کچھ اچھے نہیں پہنتا تہا۔ کہادی کی ایک ہلکی سفید سدری (کرتا) پہنا کرتا تہا۔ ایسا کرتے کرتے بڈھا ہو گیا۔ اُس کی ایک عورت ہتی اُس کو بہی اچھا نہیں کہلاتا تہا۔ اُس کے کپڑے لگڑہ (ساری) وغیرہ بہی سادھارن (معمولی) اور کوئی آئے اُس کو بھی ندے اگر کوئی کہے کہ آپ وہ روپیہ کا اپیوگ (فائدہ) نہیں کرتے کسی کو دیتے بھی نہیں تو وہ کہتا تہا کہ جو کچھ ہونے والا ہوگا وہ ہو جائیگا۔

اُس کے گھر میں آم کے جھاڑ بہت تھے لیکن آم خود بہی نہیں کہاتا تھا اور نہ کسیکو دیتا تھا۔ گھر میں لائے۔ رکھے اور سڑ جائیں تو پھینک دے۔ کبھی کوئی آم کے موسم میں آگیا تو آدھے کچے اور آدھے سڑے دیتا تھا۔ اچھے اچھے خود بھی نہیں کھاتا تھا اور نہ دوسروں کو دیتا تہا۔ سڑنے دیتا تہا اور سڑنے کے بعد پھینک دیتا تھا۔ وہ سال میں دو وقت کچھ کھلانے کا کام کرتا تھا۔ لیکن کنجوسی سے اپنے باپ کا شرادھ (برسی) آیا تو

اُس وقت پانچ برہمن بلاتا اور دو تین لوگوں کو کھانے کی ریت سے کھلاتا اور دو چار آنہ دکشنا (نذر) دیا کرتا تھا۔ وہ بالاجی کا بھگت تھا۔ ہمارے ہیں بالاجی کا پارنا (کھانا) کرتے ہیں۔ اُس وقت جو کوئی اپنے ہوں اُن کو بلاتے اور کھلاتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اُن کے گھر میں کوئی بال بچہ بھی نہیں تھا۔ انہوں کو بال بچے بھی نہیں ہوتے۔ کسی نے اُس سے کہا کہ تم پیسہ جمع رکھتے ہو تو تمہارا آگے کیا ہوگا۔ کیوں محنت کر کے کماتے ہو۔ تم کو تو بال نہ بچہ تو اُس نے کہا ہم جتنا کمایا جائے اُتنا کما کر سنبھالنا اسی میں ہم کو آنند معلوم ہوتا ہے اور کمانا کھانا اُس کا اوپیوگ (فائدہ) دوسرے کو ہی ہونے دینا ایسا سبھاؤ (عادت) دنیا کا ہے۔ ہمارے موافق خالی کما کر صرف جمع رکھنا ایسا سبھاؤ (عادت) نہیں رہنا ایسا کچھ قاعدہ ہے کیا۔ ہمارا یہی سبھاؤ (عادت) ہے ہم کو اسی میں آنند معلوم ہوتا ہے۔ کمانا اور جمع کرنا۔

سارا نش (الحاصل) اسی موافق رام رام کہنے والے کی اوستھا (حالت) تھی۔ اُس کو کسی نے کہا تم نے بہت جنم سے جو بہت سی پونجی جمع کی ہے اُس میں سے نہ تم کسی کو دیتے اور نہ خود اُسکا اُپیوگ (فائدہ) کرتے ہو پھر خاص اول کا رام وہاں جا کر پہنچ گئے اور اول کا تمہارا رام ایک ہی ہو کر کبھی ختم نہ ہو ایسی رام رام اوستھا (حالت) کی پونجی تمہارے پاس بھر گئی تب بھی تمہارا رام رام کہنا بند نہیں ہوتا تو پھر اس کا تم کیا کرو گے تو وہ کہتا ہے کچھ بھی اوپیوگ (فائدہ) ہو ہمارا تو رام رام جمع کرنے کا خالی سبھاؤ ہی ہے اوپیوگ (فائدہ) کسطرح سے کرنا اور کسطرح سے ہوگا۔ اس پنچایت (جھگڑا) میں ہم نہیں پڑتے۔ کیا ہم تمہارے واسطے کمائے ہیں جو تم کو دیں۔ کوئی کہے ہم چور چرا لے جاوینگا اس لئے تم اپنے ہاتھ سے دلاؤ تو وہ کہتا ہے ہم ہمارے ہاتھ سے نہیں دیا جاویگا۔ ایسا کرتے کرتے رام رام جمع کرنا وہی پورا ہو گیا اور اسکا رام رام اول میں ملا تو پھر وہ رام رام کہنے کا کچھ کام رہا نہیں وہ تو پورا ہو گیا۔ ادھر پھر اُس کا جنم بھی ختم ہو گیا تو سمجھو اس کا جنم رام رام کرنے کیواسطے ہی ہے



کہاں تک رام رام کرتا جائیگا۔ جب تک اول کے خاص رام میں اُس کا رام رام کہنا ختم ہو جائے تو پھر کام خلاص (ختم) اور پھر جنم بھی خلاص ہو گیا۔ جنم خلاص ہونے کے وقت سوال کرنے والے نے کہا بھیا یہ کیسی حالت ہے ابھی تمہارا رام رام کہنے کیواسطے جنم بھی بند ہو گیا ہے اسے بھی کسی کو دیدو نہیں تو کوئی بھی چرالے جاویگا۔ ابھی تم کو رام رام جمع کرنے کی آشا (خواہش) ہے لیکن جس کو عادت ہو جاتی ہے اُس کا جنم بھی ختم ہو گیا تو بھی کہنے کی اور جمع کرنے کی عادت رہتی ہی ہے وہ کہتا ہے جانے دو۔ جسکا ہے اُسکی طرف چلا جائیگا۔

یہ سب حالت مجھپر گذری ہے اسواسطے میں کہہ رہا ہوں کیسی گذری سمجھو۔ تو ہم بیمار ہو گئے تھے ایسے کہ مرنے کے موافق بیماری آگئی تھی تو وہ جو رام رام کہنے والا اُسکو رام رام کہنے کی اور جمع کرنے کی پہلی عادت سے آشا (خواہش) تو رہ گئی لیکن شریر (جسم) بنا (بغیر) رام رام کہا نہیں جا سکتا۔ کون سے مُنہ سے کہیگا۔ کام تو خلاص ہو گیا لیکن رام رام کی پونجی جمع کرنے کی آشا (خواہش) چھوٹی نہیں۔ ایسی حالت جبکہ میری جان گئی تو اُس وقت ہی رام رام کہنے والے کا جیو ہمارے جیو کے ٹھکانے پر چلا آیا۔ اُس کو رام رام کہنے کی عادت تھی۔ مگر کہنے کے واسطے اُس کا پوتر (مقدس) شریر (جسم) اور مُنہ تو رہا نہیں۔ میرے شریر (جسم) میں آکر میرے مُنہ سے جو کہیگا تو میرے منہ کو رام رام کہنے کی عادت نہیں اور نہ میرے مُنہ سے رام رام نکلسکتا۔ اُس وقت ہماری اور اُسکی کیسی حالت ہوئی وہ دیکھو تو اُس وقت میرے شریر (جسم) میں کبھی خلاص (ختم) نہ ہونے والا ویسا رام رام کا پورا ساٹھا (ذخیرہ) وہ ہمکو پورا آیتا (مفت) ملگیا۔

آیتا آگیا تو وچار (خیال) ہوا کہ یہ کیا بات ہے اُس وقت میری اوستھا (حالت) کچھ اور ہو گئی [illegible] کرنے کی حالت کا جیو اور اُس ٹھکانے پر [illegible] رام رام روپ کا جیو چلا گیا اور اُس ٹھکانے پر رام رام روپ کا جیو چلا آیا ایسی الٹی سلٹی (بے ترتیبی) جب میری اوستھا (حالت) ہو گئی تو لوگ سمجھے پاگل اور دیوانہ کے موافق دیکھنے لگے

اُسوقت ایک بڈھی نے آکر مجھسے کہا کہ تمہارے پاس تو بہت دھن (دولت) آگیا ہے ہم کو کچھ تھوڑا بہت دیدو۔ خاص اول کے دھن (دولت) کا ساٹھا (بڑا ذخیرہ) چلا آیا تو ہم کو بھی نہیں معلوم ہوا کارن (سبب) جو اُپتا (صفت) آجاوے اُس وقت حالت اُلٹی سلٹی (سیدھی) ہوکر کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ وہ بڈھی کی بات سُنکر میں نے کہا۔ آجی بائی (ضعیفہ) ایسا کسطرح کہتی ہو۔ ہمارے پاس دھن (دولت) کہاں ہے۔ ہم تو بہت بیمار ہیں۔ کپڑا بھی نہیں۔ کھانے کو بھی نہیں ملتا۔ پھر تم کیسے کہتی ہو کہ ہمارے پاس دھن دولت آگیا۔

اسپر اُس بڈھیا (ضعیفہ) نے جواب دیا کہ تمہارے پاس تو ایسا دھن (دولت) آگیا جو کبھی خلاص نہ ہوگا وہ ہم کو معلوم ہے اور وہ ہم کو تم سے ملیگا اسی واسطے یہی آشا (خواہش) کر کر ہم تم سے مانگتے ہیں تو میں نے اُس بڈھیا سے کہا کہ اگر تم کو معلوم ہے تو تم لے لو۔ اُس نے جواب دیا کہ معلوم ہے لیکن ہم خود نہیں لے سکتے۔ جیسا باؤلی میں پانی بہت بھرا ہے لیکن ڈول بغیر نہیں پی سکتے۔ اسی موافق تمہارے پاس بہت دھن (دولت) ہے لیکن ہم سے لیا نہیں جا سکتا اس لیے کچھ بھی کرو ہم کو دو۔ میں نے کہا میرے پاس ہے یہ بھی مجھے معلوم نہیں اور کیسے دینا یہ بھی معلوم نہیں۔ اُس نے کہا دیکھو تم اپنا فائدہ ہی کر دگے نہ دو سرو لکا فائدہ۔ اگر اپیوگ (فائدہ) نہ کرو گے تو چور آکر لوٹ لینگے۔ میں نے کہا کہ میں کچھ کما کر لایا نہیں ہمارے پاس ہوگا اور چور چُرا لینگے تو جانے دو اسطرح بڈھیا سے بات کرتے کرتے میں دل میں بچار کیا کہ یہ بڈھیا کیا بات کرہی ہے اور ہماری حالت دیوانہ کے موافق کچھ اور ہوگئی اتنے میں اُس کی ناک نظر آئی تو ناک کے سوراخ سے رام کے حرف ادہر سے کچھ اور اُدھر سے کچھ نکلتے نظر آئے تو میں نے کہا کہ تمہاری ناک سے رام رام نکل رہا ہے تو اُس نے کہا تم دیوانہ ہو۔ میں نے کہا کہ نظر ہی ایسا آرہا ہے تو پھر وہ کہنے لگی کہ وہی دھن (دولت) تم میں پورا پورا بھر گیا ہے لیکن تم میں تم کو معلوم نہیں ہوتا اسواسطے ہماری ناک سے دکھائی دیتا ہے۔ تم خود رام روپ ہوگئے ہو۔ تم جدھر دیکھتے ہو اُدھر تم کو رام ہی رام نظر آتا ہے۔

پھر وہی میرے پاگل پن کے وقت میرے خیال میں آیا کہ وہ رام رام کہنے والا جو جیو ہے وہ پورا رام روپ ہوکر میرے میں چلا آیا اور میرے مُنہ سے تو رام رام نہیں کہا جاتا اور اُس کو خالی رام رام کہنے کی آشا (خواہش) رہگئی۔ آشا (خواہش) پورن (کامل) ہونے کے واسطے رام رام کہنے کے بدلے جہاں دیکھو وہاں رام ہی رام اُس کو نظر آنے لگا اسواسطے جیو میں جہاں رام رام دیکھا جاتا اُس کو کھینچنے کو ہم دوڑتے ہیں۔ ناک میں دیکھا گیا تو ناک پکڑنے کو دوڑتے ہیں سب سے پہلے ناک سے دیکھنا شروع ہوا جس کی ناک نظر آئے اُس کی ناک پکڑنا شروع کیا۔ میں سوچتا میرے مُنہ سے رام رام کے واسطے جس جس کی ناک پکڑنے کو جاتا تھا وہ غصہ میں آکر اور دیوانہ پاگل کہکر مجھے ہٹا دیتا تھا ایسی گمت (تماشہ) ہوتی تھی)

سارا ونش (الحاصل) کئی دن ایسے چلے گئے پھر آگے تو کسی کسی کی آنکھوں میں سے جیسے بیل جھاڑ پر سے جسطرح پتے جھڑتے ہیں اُسطرح رام ہی رام نظر آیا اور جیسے پانی کی برسات ہوتی ہے اور اُسکی دھار ایک جیسی نظر آتی ہے ویسے ہی ہرطرف رام رام کی برسات ہی دیکھی گئی اور رام ہی رام کا اُپیا (صفت) دہن (دولت) مجھ میں چلا آیا۔ مجھے خیال ہوا کہ وہ بڈھیا جو کہتی تھی وہ سچ کہتی تھی کہ کبھی خلاص نہ ہونے والا پورا پورا دہن (دولت) ہم میں آیا ہے اسواسطے وہی رام کا دہن ہرطرف دیکھا جاتا ہے۔ رام کا ساٹھا (ذخیرہ) میرے شریر (جسم) میں آئیتے کا آپتا چلا آیا ہے۔ میں نے رام رام کہا نہیں ... نہیں۔ پرمیشور پن کے واسطے کچھ کھٹ پٹ کی نہیں۔ تم لوگ میرے پاؤں پڑو ایسا کچھ نہیں۔ لیکن وہ آپتا رام رام کا ساٹھا (ذخیرہ) مجھ میں چلا آیا۔ ہم بھی آپتو پابن گئے۔ تم لوگ جو پاؤں پڑتے ہو تو کیا میرے تھوڑے ہی پڑتے ہو وہ رام رام کا ساٹھا جسکا ہے اُس کے پاؤں پڑتے ہو میرے واسطے کوئی نہیں آتا سب اُس کے واسطے آتے ہیں جیسی ایک خراب ہانڈی ہے وہ ہانڈی کے واسطے کوئی نہیں جاتا لیکن اس میں وہی ... سونا۔ زیور پڑا ہو تو وہ ہانڈی خراب بھی ہو تو تم اُس کے پاس چلے جاؤ گے سمجھو۔ جیسا ہانڈی کو زبان ہو تو وہ کہیگی کہ تم لوگ ادھر کیوں آئے ہو تو تم کہوگے

تمہارے واسطے وہ ہانڈی بھر کہتی ہے تم ہمارے واسطے کیوں آئے ہم میں جو کچھ ہے اس کے لیئے تم لوگ آتے ہو ہم جب خالی ہیں تو تم لوگ چلتے چلتے بوٹ کی ٹھوکر سے باز و کر دیتے ہو اُس ہانڈی کے موافق ہماری حالت ہے۔ تمہارا پاؤں پڑنا یہ رام روپ میں جاتا ہے وہ ہانڈی کے دہن (دولت) کا فائدہ جیسا ہانڈی کو نہیں ہوتا اسیطرح وہ مجھ میں آ یتی (صفت) آ ئی ہوئی رام روپ اوستھا (حالت) کا میری ہانڈی کو بھی فائدہ نہیں ہے اور نہ مجھ کو وہ حالت معلوم ہوتی نہ بھگوان دیکھا جاتا نہ سُکھ ملتا۔ میں تو آئی آئی بائی بائی کرتے کرتے دن گذارتا ہوں ابھی ڈاکٹر آیا تھا اُس سے اچھا معلوم ہوتا ہے مجھکو ذات سے کچھ سُکھ نہیں اور میرے مُنہ کو رام روپ آنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ تو پورا پورا دہی خود بن گیا ہے یعنی اُس کو ادرہم کو تو وہ دہن (دولت) کا لابھ (فائدہ) نہیں۔ وہ بار ہا جو پہلے مجھے کہی تھی کہ چور چُرا کرلے جائینگے وہ حالت اب مجھے سچی معلوم ہوتی ہے کیوں ابھی کئی دن پہلے سے جدہر میں جاتا ہوں اُدہر بہت سے ہزاروں آدمی آتے رہے اور آرہے ہیں۔ ان کا آنا کس واسطے ہوتا ہے ہماری ہانڈی میں آ یتا جو رام رام کا دہن ہے وہ تم لوگ آ یتا چُرا کرلے جانے کے لیئے ڈاکو کے موافق چلے آتے ہو تو مجھکو بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔ میں بھی سمجھ لیا کہ میرے پاس جو آنے والے ہیں اُنکو ایشور کا دہن کمانے کے لیئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم لوگوں کو اپنا ملجائے ایسی تمہاری حالت ہے کیوں؟ میرے میں بھی آ یتا آ گیا ہے تو میں آ یتو با (مفتی) بن گیا ہوں اور آ یتو با کے پاس آ یتو با ہی آتے ہیں تو اب تینوں بھی آ یتو با ہو گئے۔ میں آ یتا۔ میرے میں جو آیا وہ آ یتا۔ اور تم لوگ جو کھٹ پٹ (کوشش) کیئے بِنا (بغیر) لے جانے کیواسطے آتے ہو تو تم بھی آ یتو با بن گئے۔

اس واسطے تم خالی ادہر کا ستسنگ (فیض صحبت کرو تو تم کو ایشور کے واسطے کھٹ پٹ (جدوجہد) کیئے بنا (بغیر) آ یتا دہن (دولت) تمہاری طرف چلا آ ئیگا۔ کوئی اچھا شخص کہے ہم پایا تم کو اتنا آ یتا دہن (دولت) مل گیا پھر تو سنبھال کر رکھو اس کے لیئے میرا جواب یہ ہے کہ

اگر میں کمایا ہوتا تو سنبھالتا اور کسی کا فائدہ کرتا یا اپنا فائدہ کر لیتا مگر ایسا تو ہے نہیں یہ میں سچ کہہ رہا ہوں کمائی کی ہی نہیں تو کیا سنبھالتا۔ پھر وہ پہلا شخص کہتا ہے ارے بھلے مانس آئیتا ملگیا ہے اب تو سنبھالو۔ اس کے لیئے کتنی کھٹ پٹ (جد و جہد) کرنا پڑتی ہے۔ یوگ ابھیاس کرنا پڑتا ہے۔ بڑے بڑے تپشچریا اور بڑے بڑے کشٹ اُٹھا کر بڑے یوگی لوگ رام دھن کو کماتے ہیں تم کو تو آئیتا ملگیا۔ کاہے کو گنواتے ہو اور کیوں نہیں سنبھال لیتے۔ میں نے کہا کہ یہ لوگ جو کھٹ پٹ کرتے ہیں اُن کو ضرورت ہے اس لیے وہ کھٹ پٹ کرتے ہیں ہمکو تو نہیں چاہیئے پھر کاہیکو اسکے سنبھالنے کی کھٹ پٹ کریں آئے تو آجائے۔ جائے تو چلا جائے اسپر اس شخص نے کہا

میری بات پر خیال نہیں کرتے تو تمہارا سب چلا جاویگا اور تم دیوانہ کے موافق دیکھے جاؤ گے۔ پھر تم نے کہا اس ہم دیوانہ کے موافق تم کو نظر آتے ہیں تو یہ بھی ٹھیک ہو گیا پھر اسکے موافق کیوں نہ چلیں۔ جیسا دیوانہ بیفکر رہتا ہے ویسے ہم کو بھی بیفکری ہی رہیگی سنبھالنے کے واسطے کیوں فکر میں ڈالتے ہو۔ جو دیوانہ ہوتا ہے اُس کے پاس دھن (دولت) رہے اور کوئی اُٹھا کر لے جائے تو وہ لے جانے والے کو روکتا نہیں ہاتھ سے دیتا ہی نہیں۔ اور سنبھالتا ہی نہیں۔ ہماری بھی ویسے ہی دیوانہ کے موافق حالت ہو گئی۔ آیا تو کیا۔ گیا تو کیا۔ پھر ہم کو سنبھالنے کی ضرورت۔ اور دونوں باتوں کی فکر نہیں۔ کمائی کی فکر نہیں اور جانے کی بھی فکر نہیں۔

دیکھو بھیا! ابھی جتنے لوگ میرے سامنے درشنوں کیلئے آگئے اور آجاتے ہیں اُن لوگوں کو میرے اندر کا جو ہے وہ جو ہوا وہ ہر تم سب لوگوں کو رام روپ ہی دیکھتا ہے اور وہی خود رام روپ ہو گیا ہے اس میں ہمارا تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔ پرنتو (لیکن) جتنے تم لوگ آتے رہتے ہو اُن کا البتہ فائدہ ہو گیا کیسا؟ تو آئیتا جو دھن (دولت) ہے وہ سب تم اسکا سنبھال کرتے تو آپ سے آپ ہی تم میں بھر جاتا ہے اسواسطے آئیتا (سنت) رام روپ کا دھن

تمہارے میں آرہا ہے وہ وہیں جو پورا ہو جائے تو یہ جنم چھوڑ کر رام روپ ہو جاؤ گے اسمیں تمہارا فائدہ ہے۔ تم کیا جو جو عورت مرد بچہ بچی جو کوئی بھی ہو اُن کو کچھ کئے بغیر آپیتا ملتا ہے آپ بیتے (مفتی) کے پاس ہی کوئی آ بیتا جائے تو اُس کو مل جاتا ہے۔ بکام نہیں۔ وہ بڑا کنجوس رہکر کسی کو یکدم نہیں دیتا۔ یہاں لینے والا چاہئے جس سے جتنا لیا جائے اتنا لے لینا۔ وہ سمندر کے موافق ہے۔ کوئی آئے کوئی لے جائے۔ ہانڈی بھری کی بھری ہی ہے۔ لیکن تم لے جانے والوں کے پاس برتن (ظرف) چھوٹا چھوٹا رہتا ہے اُس کو ہم کیا کریں! اس میں تو بھلا ہو رہا ہے۔ بھرے میں بھرا ہوا وہ تو پورا رام روپ ہی ہو گیا اور ہمارے ساتھ سہواس کرنے والے تم بھی رام روپ ہونے والے ہی ہو۔ پھر ہمارا کیا وہ رام روپ۔ تم رام روپ۔ پھر ہماری حالت کیسی؟ کیا میں ایسا ہی گھڑے میں چلا جاؤں گا۔ پہلے بہت کال (زمانہ) ایسی ہی جگہ کاٹی تو کیا پھر ہم کو وہیں جانا پڑیگا۔ کوئی کہے کہ ایسا کیا۔ تم میں تو ستا کشات پورن پربرہم (ذات حقیقی) رام روپ بھرا ہے تو کیا تمہارے شریر (جسم) کا یہ حال کسطرح ہو جائیگا میں یہ پوچھتا ہوں کہ لوہے کی ہانڈی میں سونا۔ رکھیں تو ہانڈی سونے کی تھوڑی ہو گی۔ الٹے تم لوگوں کی پرارتھنا کرتے ہیں کہ ہم سے ہی تم رام روپ ہوتے ہو ایسا نظر آتا ہے پھر ہمارا جو کبھی ادھر اُدھر (بدحالی) ہوگا تو تم لوگ میرا اودھار کر دو۔ بے ایمان نہ ہو جاؤ۔ پرنتو لیکن ایسے بھی زیادہ ہیں کہ مال نکالکر ہانڈی پھینک دیتے ہیں جیسا ناریل سے مغز نکالکر کرونڈا (اوپر کا حصہ) پھینک دیتے ہیں اسطرح پھینک دو تو کچھ پروا نہیں لیکن ایسا نہیں سمجھنا کہ یہ ہانڈی یعنی میں اور میرا ادھر اُدھر (بدحال) ہو جائیگا یہ ہانڈی کی مہما (عظمت) بڑی بھاری ہے اور ہمارے میں جو ہے اسکی بناوٹ بھی اور یہ رام روپ ہو گیا اس سے ہی یہ ہانڈی کی مہما بڑی ہے کیوں۔ اس کے لاتے ہی وہ ہانڈی ہو گئی اسواسطے اور ٹھکانا چھوڑ کر میری اس نے ہانڈی میں اپنا ٹھکانا کر لیا۔ اچھا وہی اب میرا اور میری ہانڈی کا تارن (نجات) کریگا۔ اتنا ہی اس سے بھی زیادہ ہے ایسا سمجھو کیا۔ وہ پورن رام روپ اوستھا (حالت) جو مجھ میں چلی آئی ہے وہ میں نے تو کچھ لائی نہیں۔ یہ تو پہلی باتوں سے تم سمجھ گئے اور میں خود اُس کے پاس ٹھکانا

ہونے کیواسطے گیا بھی نہیں اور نہ مجھے اِس کی ضرورت ہی تھی۔ پھر تو (لیکن) اُس کو ہی ہماری
ہانڈی میں اور ہمارے میں آنے کی ضرورت ہوئی۔ ہمارا بھی ٹھکانا اُس کے لائق کا ہوگا۔
تو وہ ہمارے میں آگیا لیکن ہم کو تو کچھ اس کی ضرورت نہیں ہے سب کو ایسا پرسنگ (موقعہ)
ہوگیا ہے تو وہ جہاں وہاں ہم نہیں ہیں۔ جہاں ہم اور ہماری ہانڈی وہیں وہ ہے اور وہیں
اُسکو رہنا پڑتا ہے اسکا کچھ پرمان رہا نہیں۔ وہ تو پورا پورا اننت (بیحد) ہر وقت کا رام روپ
ہوگیا اور اُس نے ہی ہم میں اپنا ٹھکانا کر لیا ہے۔ وہ ہر وقت کا ہے اسواسطے اُس نے
جب ہمیں ٹھکانا کر لیا تو ہم بھی ہر وقت کے ہوگئے۔ وہ ہر وقت (ہمیشہ) کا ہے اور وہ اپنے
ہر وقت کے ٹھکانے کے واسطے ہمیں قائم رکھنے کے لئے ہمارا تارن (نجات) کریگا اور جہاں
ہم وہیں اُس کو رہنا پڑیگا۔ کیونکہ ہم اُس کے تابع نہیں۔ وہ ہمارا تارن کرے اس کی بھی
ہم کو ضرورت نہیں لیکن وہی اپنے واسطے ہمارا ٹھکانا قائم رکھا اور سنبھالتا ہے جہاں
وہ ہے وہاں ہم ہیں یا نہیں۔ ہم کو نہیں معلوم۔ ہم نہیں کہہ سکتے لیکن جہاں ہم وہاں اُسکو
رہنا ہی پڑتا ہے وہ ہر وقت کا ہے اننت ہے اور وہ ہم میں ہے یعنی ہمارا اسکو ٹھکانا
ہوگیا ہے یعنی وہ اننت (بیحد وکیتا) ہم میں آگیا ہے۔ اننت کا ٹھکانا ہوگیا تو ٹھکانا کتنا
ہے اس کا پتہ نہیں۔ جہاں ہم وہاں وہ۔ اس واسطے انوبھو (مشاہدہ) بھی ویسا ہی ہورہا
کسطرح؟ تو دیکھو ہم جدھر جائیں وہاں وہ ہمارے ساتھ ہے ایسی حالت معلوم ہوتی ہے۔
اسی ڈر کے مارے کہ ہم میں وہ نہ رہے اور وہ ہم میں اپنا ٹھکانا نہ کرے۔ ہم ادھر اُدھر
بھاگتے پھرتے ہیں تب تو وہ بھی ہمارے ساتھ جدھر جائیں اُدھر ہے ہی۔ ایسا بہت
برسوں سے خیال میں آتا ہے دیکھو شیرڈی میں ہم تھے وہ ہمارے میں آیا تھا۔
اور اس سے کشٹ (تکلیف) ہوا تو کھڑگ پور گئے وہاں بھی وہی۔ ناگپور گئے۔ پونہ میں گئے
بمبئی میں گئے۔ ساکوری پر گئے وہاں بھی وہی۔ یہاں (حیدرآباد) آئے تو یہاں بھی وہی ہے
وہ ہمارے پیچھے ہمارے ساتھ ہر وقت لگا رہتا ہے اس واسطے تم لوگ جہاں میں جاتا ہوں

اس کے لیئے وہیں جمع ہوتے ہو اس سے میں ایسا سمجھتا ہوں ابھی اور سیکڑوں دن آگے بھی جہاں جہاں رہوں وہ مجھسے چھوٹتا نہیں اور الگ نہیں ہوسکتا اور اسپر سے کیا خیال میں آتا ہے کہ جتنے تم لوگ جمع ہوتے ہو یہ بھی اس کیواسطے تو وہ جیسا ہر وقت کا اور وہ جہاں وہیں تم لوگ اس کا کیا مطلب نکلتا ہے کہ کرنے والا ایک ہوتا ہے آتو باد (مغنی) سب ہوتے ہیں۔ جنم جنم رام رام کرکے پورا رام روپ ہونیوالا جو میں نے کہا ہے وہ ایک ہی ہے۔ اسکی ہی مہا (عظمت) سب سے بڑی ہے اور باقی سب آئیتو یا۔ جیسے کسی نے کوئی بڑی باؤلی کھود کر تیار رکھی ہو اور سیکڑوں دنوں تک ہزاروں آدمی آئیتو یا تن کر اسکا اپیوگ (استفادہ) کرتے رہتے ہوں جو اپنے کو سکھ میں جانا ہی ہے ایسا سمجھکر کہیں بیٹھکر رہ جاؤگے ایسا نہیں کرنا۔ سمجھے کیا۔ رام رام کرتے جاؤ۔ تمہارا جو جیو ہے وہ رام روپ میں چلا جائیگا خالی بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسپر بھی گھبراؤ نہیں یہ تو آپ ہی آپ ہوتا ہے جو آئیتا ہے۔ تم کچھ ادہر آنے کے واسطے کھٹ پٹ (کوشش) نہیں کیئے اور نہ ہم کچھ کھٹ پٹ کیئے۔ کیسے ملاقات ہوئی۔ وہی آپ سے آپ ہوا اسکا اسکو معلوم۔ وہ تو آئیتا ہے۔ پھر اپنی کو فکر کا ہیکو۔ آئیتا یعنی نیچرل (قدرتی) اس سے ہماری اوستھا (حالت) کسی کی نہیں ہوئی۔ اسوجہ سے کہ وہ پہلے کی حالت آئیتی ہے سہج سبھاوک یعنی نیچرل ہر کسی نے بنائی نہیں۔ بنی جاتی نہیں۔ بننے کا پرسنگ (موقعہ) نہیں۔ وہ بھی معلوم نہیں۔ پھر جو جو رام رام کرنے والا وہ بھی رام رام کرتے کرتے آتے ہیں ملکر آئیتا بنگیا۔ وہ بھی آئیتا۔ ہم بھی آئیتے سب نیچرل یعنی سبھاوک ریتی سے ہو رہا ہے تو سمجھ جاؤ کہ خود آئیتی یعنی نیچرل میں جانے والے ہیں اور وہی سب سے ہماری اوستھا (حالت) ہے جو کیا جائیگا وہ کہاں تک پورا ہوگا۔ جب کرنا ہی ہے تو ایسا کیا جانے کہ انہوں نے جیسا رام رام کرکے جو آئیتا۔ ہے وہاں تک پہونچ گئے۔ ویسا خود اور وہ نیچرل وہ پورا پورا ایک میں جاتے تو پہر وہ کرنے کا کام ہی رہتا نہیں۔ کرنا ہے تو اسطرح پر کیا جائے

کیا ہوا اور وہ نیچرل ایک ہوکر نیچرل کے نیچرل یعنی آتمنے کے آتمے ہی میں ہو جائیں۔ ایسا اپنے سے تو ہوتا نہیں اس واسطے آتمے کی بازو پکڑنا اچھا ہے۔ سارانش (حاصل کلام) اول کی حالت آتمی یعنی نیچرل اپنے کو ہونا تو اس موافق خود جب آتمے ہو جائیں تو وہ مل سکتی ہے اسپر کوئی کہینگے یہ تو بہت اچھی بات ہوگئی کہ کچھ ایشور کا کیئے بغیر ہی آتما ہو جانا اور اور آتما پالینا ویسا ہی ہے کہ تم ایشور کا کچھ کیئے بنا آتما بننا چاہتے ہو۔ ایسا ہی سنسار پرپنچ (دنیا) بیوہار (کاروبار) میں کے اہیک سکھ (دنیوی راحت) کے لیئے ہی کچھ کھٹ پٹ نہ کرو تو پھر سچے آتمو بابن کر آتما تم کو مل جائیگا۔ پرنتو (لیکن) تم سنسار پرپنچ کی بازو کے واسطے کریا (فعل) کیئے بنا تو رہتے نہیں تو ایشور کے واسطے جو کریا (عمل) ہے اسکو بھی مت چھوڑو۔ جب دونوں طرف کی کریا چالو رہے تو آتمو با کی اوستھا (حالت) نہیں رہیگی لیکن اس میں ایسا ہے کہ یا تو دونوں طرف کی بالکل کریا (عمل) چھوڑ کر آتمے بن جاؤ یا دونوں طرف کریا اچھی طرح سے کرو۔ پرنتو (لیکن) اپنے کو آتمے پہل ملنے کے واسطے وہ دونوں طرف کی کریا کرکے بھی نہیں کی۔ ایسا ہونے کے لیئے دونوں طرف کی کریا جو کرنا ہے وہ اچھی طرح سے کیئے جاؤ لیکن نشکام روپ سے (بلا خواہش) تو سب کچھ کرتے رہتے پھر بھی آتمے میں جاتے ہیں۔ بھگوان ارجن کو گیتا کہتے تھے اس میں بھی یہی کہا ہے بھگوان کو یہ کہنا ہے تو جو کچھ نہیں کرنا ہے سو کرنا اور جو کچھ کرنا ہو وہ نشکام سے کرنا یہی کھٹ پٹ اور یہی کرنے سے ایشور ملتا ہے۔

اوم شانتی

اطلاع

اس کتاب کے علاوہ حسب ذیل تصوف کی لاجواب کتابیں

دفتر روحانی پرشاد نیم ماہانہ رسالہ "سائیں کی صدا"

یا

"امرت بانی" موقع دیوڑھی شری بنسی راجہ محلہ

حسینی علم حیدرآباد دکن

سے طلب فرمائے جا سکتے ہیں مخفی نہ رہے کہ اسٹاک قریب الختم ہے

کتب

(۱) رسالہ "سائیں کی صدا" یا امرت بانی جلد ۱ نمبر ۱ تا ۱۲ و جلد ۲ نمبر (۱) تا (۶) = (۱۸) جلد مکمل سٹ غیر مجلد قیمت ۵/

متفرق رسالہ جات صدر فی پرچہ

(۲) "پریم امرت" مصنفہ پریم سنت گمند راج بہادر ... (تصوف کی بہترین کتاب) قیمت

(۳) دوہاولی مولانا عبدالرحیم خانخاناں (جو سب سے پہلے اردو میں طبع ہوئی ہے) قابل دید قیمت ۲/